سلطان الاولیاء

المعروف بہ

چراغ ابوالعلائی

وصال — ۱۳۷۹ھ

سوانح حیات

تاجدار اولیا سردار اصفیا حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ

از

بندہ آسی پیا حسنی

۷۸۶

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

خدا رکھے سلامت تا قیامت میرے مرشد کو
مرا مرشد چراغ خاندانِ ابوالعلائی ہے
بے شبہ اپنے وقت کا تاجدار اولیا ہے وہ ذات جسکو غیب سے لقب ملا

سلطان الاولیاء
المعروف بہ
چراغ ابوالعلائی
سوانح حیات

تاجدار اولیا حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہٗ

فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابوالعلائی قادری
پوسٹ ٹلک ضلع رامپور یوپی

ناشرین:۔ غلامانِ حسنی آسی نگر ناگ پور ۱۷

۷۸۶

ھُوَ المُرشد

نذرانۂ عقیدت

ہمارا یہ نذرانۂ عقیدت اُن تمام برادرانِ طریقت کی بارگاہ میں پیش ہے جنھیں ایک مُدّت سے اپنے مرشدِ پاک پناہ بیکساں سُلطانُ الاولیاء زبدۃ الاصفیاء حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قادری ابوالعُلائی مہدوی جہانگیری قدس سرہٗ کے حالاتِ طیّبات کی بے چینی سے جستجو تھی اور اُنھیں کی سرکارِ عنایت و کرامت سے قوی اُمید ہے کہ ہمارا یہ نذرانۂ عقیدت ضرور قبول خاطر ہوگا۔

(از بندۂ آسی پیا حسنی)

نوٹ:۔ یہ سوانح حیات مختصر ہونے کی وجہ سے سنگ بُنیاد کی حیثیت رکھتی ہے مُفصّل سوانح حیات بھی مرتب ہو رہی ہے۔ لہٰذا اسمیں اگر کہیں کوئی لغزش قلم صادر ہوگئی ہو تو ناظرین کرام بجائے شکوہ کے از راہ لُطف مجھے آگاہ فرمادیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے اور اس کتاب میں جہاں کہیں بھی (حضرت قبلہ) کا لفظ آئے گا۔ اس سے صاحبِ سوانح حیات کی ذاتِ گرامی مُراد ہوگی۔

(بندۂ آسی پیا حسنی)

ھوالمرشد

تصدیقات برادرانِ طریقت

محترم برادرِ طریقت حضرت مولانا صوفی فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی اچانک ۹ اپریل ۱۹۷۶ء کو فیروز آباد غریب خانہ پر تشریف لائے اور حضور پُر نور سیدی و مرشدی حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہٗ کی ایک مختصر سوانح حیات بنام سلطان الاولیاء المعروف بہ چراغ ابوالعُلائی مجھے دکھلایا اور یہاں بھی ایک ہفتہ قیام فرما کر کچھ تحریر فرمایا۔ بہر حال میں نے از اوّل تا آخر اس کتاب کو دیکھا اور سُنا مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی میں تہ دل سے ان کے جد وجہد کی داد دیتا ہوں اور صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے سرکار پناہ سیدی و مرشدی ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر جزائے خیر عطا فرمائیں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ کتاب از اول تا آخر واقعات کے اعتبار سے درست و صحیح ہے اُمید ہے کہ رب تبارک تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بندگانِ حق کو استفادہ کا موقع مرحمت فرمائے گا۔

وصلی اللہ تعالےٰ علی النبی الاُمی وآلہٖ اصحابہٖ وعلیٰ جمیع مشائخنا الکرام

فقط خاکسار

صوفی سید ابرار حسین حسنی فیروز آباد (ضلع آگرہ)

اسرار حسین و انصار حسین بقلم خود و ریاض الدین فیروز آباد۔ مولوی سید محمد علی ناگپور

صوفی بسم اللہ خاں۔ صوفی حاجی محمد رمضان علی۔ صوفی ملک مختار ناگپور

بسمہٖ سبحانہٗ
ھو المرشد

تصورات شریعت و طریقت

ایک مدت سے سوانح حیات سیدی و مرشدی حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہٗ
کی ترتیب دینے کے لئے میں سوچتا رہا اور عوام یہ تصورات مرے دل و دماغ میں ایک ہیجان برپا کرتے
رہے۔ مگر کچھ تو اپنی بے مائیگی اور کچھ خدمت خلق کی مصروفیات اور کچھ سلسلہ عالیہ حسنیہ جہانگیریہ ابوالعلائیہ
قادریہ کی طرف سے اشاعت شریعت و طریقت کی ہماہمی ان وجوہات کی بنا پر ہمت نہیں پڑتی تھی،
ایک مرتبہ بڑی کوشش کرکے دہلی میں چند صفحات جمع بھی کئے تو وہ نظر ثانی کرنے سے پہلے ہی بنارس
اسٹیشن پر مع جھولے کے چوروں کی نظر ہوگیا۔ اس کے بعد ہمت نہ پڑی پھر سوچتے ہی رہے کہ اچانک
فریدپور عرس شریف کے بعد یہ سعادت نصیب ہوئی اور حکم ہوا مرشد کا کہ کمربستہ ہوکر یہ کام شروع
کردے امداد غیبی شامل رہے گی۔

پھر میں نے خدا کا نام لیکر یہ کام شروع کیا رہنمائی ہوتی گئی۔ سرکار کے کرم سے یہ کام تو ایک
حد تک تو پورا ہوگیا۔ پھر بھی برادران طریقت و شریعت سے التماس ہے کہ ہماری ہر کوتاہی اور غلطی کو
نظر انداز فرماکر بجائے شکوہ کے ہمیں اطلاع فرمادیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح یا اضافہ ہوسکے
اور آئندہ آپ حضرات سے ہوسکے تو اپنے اپنے حالات و واقعات جو مرشد پاک سے متعلق ہوں
انہیں قلمبند فرماکر ہمارے پاس روانہ فرمادیں خدائے کریم بطفیل مرشد پاک ہم سب کو اجر جمیل و جزیل
مرحمت فرمائے

فقط

فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی
پوسٹ ملک ضلع رامپور یوپی

۷ اپریل ۱۹۷۶ء وارد حال آسی نگر ناگپور

بسمہٖ وحمدہٖ

ھُوَ المُرشد

حرفِ اوّل

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ نُوْرُ اللّٰہِ

تو ئی محبوبِ خوش نامم توئی معشوقِ جانانم — ترا جوید تن مسکیں ترا خواہد دل و جانم
توئی سلطان دمن بندہ گدائے چاکرکویت — ہمیں نازم کہ بندہ گدائے کوئے سلطانم

روحِ محبوبیت جانِ معشوقیت آپ ہی دو جہاں میں ہیں جلوہ فگن
پیکرِ رنگ و بو حسنِ جام و سبو زینتِ میکدہ رونقِ انجمن

آپ ہیں مصدرِ فیضِ نورِ خدا آپ ہی مظہرِ ذاتِ ربِّ عُلا
آپکی روشنی چاند تاروں میں ہے آپکے تذکرے ہیں چمن در چمن

ترے کرم سے اپنی سلامت ہے زندگی — ترا کرم نہیں تو قیامت ہے زندگی
مت فقیر اسکو کہو نامِ خدا مولیٰ ہے وہ — جو صفات و ذات سے اپنی فنا فی اللہ ہو
در پہ مرشد کے گدائی جو کرے وہ شاہ ہو — بندۂ درگاہ ہو تب صاحبِ درگاہ ہو
ہر مصیبت سے یقیناً وہ بچیگا آسی — اپنے مرشد کو جو ہر درد کا درماں سمجھے

•

غالباً ۱۹۷۰ء میں سجادۂ عالم پناہ شہیدِ ملت عزیز اولیا حضرت صوفی عبدالعزیز میاں علیہ الرحمۃ وابستگانِ سلسلہ عالیہ جہانگیریہ کی دعوت پر مرشد نگر بھیونڈی شریف سے دہلی تشریف لائے یہ بندہ

آسی بھی ہمرکاب سفر تھا سجادۂ عالم پناہ علیہ الرحمتہ کا قیام پروفیسر حکیم صوفی مظہر الدین عزیزی اجملی کے میڈیکل ہال گلی قاسم جان میں تھا۔ سجادۂ عالم پناہ کے محبوب پسندیدہ قوال جناب نعمی رضا خانصاحب بھی اپنی پوری پارٹی کے ساتھ ہمراہ تھے سجادۂ عالم پناہ علیہ الرحمتہ اور مہمانان خصوصی کی دیکھ بھال محترم صوفی سیٹھ چھوٹے میاں دودھ والے کے سپرد تھی محترم کیف صاحب مرحوم۔ محترم صوفی عبدالحی جوہر عزیزی دہلوی۔ محترم صوفی شبیر صاحب عزیزی وغیرہم بہت سے اصحاب سلسلہ عالیہ شریک مجلس تھے اور دہلی کے مشہور شاعر محترم بھائی صوفی محمد لیسین صاحب حسنی صادق دہلوی جو انتہائی مخلص حضرت قبلہ کے چہیتے مرید و خلیفہ ہیں جناب صادق دہلوی بچپن ہی سے یاد الہٰی اور حب رسالت پناہی کے دلدادہ ہیں آپکے آباؤ اجداد بھی اپنے زمانہ میں اولیاء اللہ کے عقیدت کیش بندوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ جناب صادق دہلوی بڑے مرد مجاہد قوم وملت کے بڑے ہمدرد ہیں اسکا جذبہ صادق نے آپکو کبھی تو سیاسی جماعت سے منسلک کر دیا اور کبھی شاعری کے اسٹیج پر لا بٹھایا شاعری کا یہ جذبہ اور یہ ملکہ حضرت محمود دہلوی علیہ الرحمتہ کا اور انکی شاعری کا نکھار مرشد پاک کی نسبت جہانگیری کا ہمیشہ مرہون منت رہیگا۔

اسلئے جناب صادق حضرت محمود دہلوی کے ارشد تلامذہ اور مرشد پاک کے بڑے خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں انکی روحانی ابتدا بھی فضل الہٰی و فضل رسالت پناہی کیطرف نشاندہی کرتا ہے۔ جناب صادق دہلوی کی رسائی سلطان الاولیاء حضرت حاجی صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ کی بارگاہ مرشد نگر بھنیسوڑی شریف میں عجائب غرائب ہی سے سمجھا چاہیئے۔ کیونکہ آپ نے ایک بار خواب دیکھا کہ وہ دہلی میں مہرولی شریف قطب الاقطاب کے دیار میں موٹر اسٹینڈ کے قریب حاضر ہیں جہاں ایک بزرگ آپسے فرمارہے ہیں کہ میاں صادق اب اسطرح کام نہیں چلیگا اب تو تمہیں مرید ہو جانا چاہیئے۔ جناب صادق دہلوی نے عرض کیا بیشک مرید ہونا ضروری ہے حضور مگر کس سے اُن بزرگ نے اپنی انگشت شہادت سے ایک سمت کیطرف اشارہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ انگلی سے ایک روشنی نکلی جو آگے بڑھکے پھیلتی چلی گئی (جیسے مارچ کا فوکس) اور اس روشنی کے منتہا پر ایک آبادی مرشد نگر بھنیسوڑی شریف اور حضرت قبلہ اپنے دولت کدہ کے چبوترہ پر تشریف فرما نظر آرہے ہیں تو خواب ہی میں وہ بزرگ فرمارہے ہیں دیکھو یہ ہے بھنیسوڑی شریف اور وہ

صاحب بیٹھے ہوئے حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ جہانگیری ہیں اور یہ زمانہ انھیں کا ہے اور اس زمانہ کے
یہی مالک ہیں ان سے جاکر مرید ہو جاؤ اور یہاں دہلی میں جب کوئی ضرورت درپیش آئے تو اپنی اسی
انگلی سے مع روشنی کے حضرت قطب الاقطاب کے آستانہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہاں
آجایا کرو پھر وہ بزرگ حوض شمسی جہاں حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی آمد ہوئی تھی ابھی تک وہاں تین
مصلے بھی بنے ہوئے ہیں وہاں وہ بزرگ رخصت ہو کر حوضِ شمسی میں داخل ہونے لگے تو صادق صاحب
کو خیال آیا کہ یہ بزرگ ہم سے رخصت بھی ہو گئے اور یہ بھی نہ پتہ چلا کہ یہ بزرگ تھے کون تو وہ بزرگ
جو آدھے سے زیادہ پانی میں غائب ہو چکے تھے ذرا ذرا انکا جسم پاک نظر آرہا تھا یہ خیال آتے ہی
پھر وہ بزرگ پانی کے اوپر ابھر آئے اور صادق صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا میں خواجہ خضر ہوں مجھے حکم ہوا
تھا کہ میں تم کو حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ کا پتہ بتا دوں اور سجنیوڑی شریف کا راستہ دکھلا دوں کہ تم جاکر
اُن سے مرید ہو جاؤ اس حیرت انگیز خواب کے بعد صادق صاحب کی جب آنکھ کھلی تو اپنے اندر انھوں نے ایک
عظیم انقلاب پایا اب تو ان پر ایک ایسی دیوانگی طاری ہو گئی جو انھیں مرشد نگر سجنیوڑی شریف کیطرف
کشاں کشاں پہونچانے کو آمادہ ہے نہ دن کو چین نہ رات کو سکون اپنا بس چلے تو اُڑ کے ابھی سجنیوڑی
شریف حاضر دربار ہو جائیں۔ اللہ اکبر جس مرشد پاک کیلئے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام یہ فرمائیں کہ یہ زمانہ
انھیں کا ہے اور یہی اس زمانہ کے مالک ہیں یہ خواب اور وہ پیارے پیارے کلامِ خضر رہ رہ کے صادق صاحب
کے دلمیں بجلی کیطرح کرنٹ پیدا کرتے رہے آخرکار ایک روز صادق صاحب بلا کسی دوسری رہنمائی کے مرشد نگر
سجنیوڑی شریف حاضر ہو گئے حتیٰ کہ سجنیوڑی شریف بستی میں داخل ہونیکے بعد حضرت قبلہ کے دولت کدہ کا
کسی سے پتہ دریافت کئے بغیر دولت کدہ پر حاضر ہو گئے جسوقت صادق صاحب حاضر ہوئے حسن اتفاق سے
حضرت قبلہ دولت کدہ ہی پر تشریف فرما تھے اور غالباً مئی جون کا مہینہ تھا دروازہ پر کنواں کے قریب
یہ بندہ آسی اور صوفی سید ابرار حسین صاحب فیروز آبادی گارے کے تگاڑ میں مکان کی مرمت اور چھپّر چھائی
سائی کیلئے گارہ بنا رہے تھے کہ صادق صاحب نے اس بندہ آسی سے دریافت کیا کہ حضرت صوفی محمد حسن شاہ
صاحب قبلہ کہاں ملینگے تو میں نے اشارہ کیا چلے جائیے سامنے چبوترے پر کمرہ میں۔ صادق صاحب جب حضرت قبلہ

کے سامنے حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہاں سے آئے ہو ہم تو بہت دنوں سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ "تم شاعری بھی کرتے ہو" ایک اپنی غزل سناؤ۔ تو صادق صاحب اپنی غزل سنانے لگے جب اس شعر پر پہونچے۔

کیا رہیگا مری دنیائے محبت کا وقار ۔ خانہ دل میں اگر آپ ہی مہمان نہ رہے

صادق صاحب پر سناتے سناتے ایک رقت طاری ہوگئی جس سے یقین کی دنیا روشن ہوگئی اور حضرت قبلہ بھی آبدیدہ ہوگئے اور فوراً اسی وقت صادق صاحب کو داخل سلسلہ کیا اور اس بندہ آسی کو باہر آواز دیا مولانا ادھر آؤ ان سے ملو یہ تمہارے پیر بھائی ہوگئے انکو اُس سامنے والے کمرہ میں لیجاکر ذکر بتاؤ اور آستانہ پر حاضری کرادو پھر غالباً چند روز بعد حضرت قبلہ نے صادق صاحب کو یہ فرماکر کہ اجمیر مقدس عرس غریب نواز میں دوبارہ ملنا دہلی رخصت فرمادیا پھر جب وقت آیا اور صادق صاحب دوبارہ اجمیر مقدس حضرت قبلہ کیخدمت میں حاضر ہوئے وہاں حضرت قبلہ شاہ جی کی حویلی امام باڑہ میں قیام پذیر تھے یہ بندہ آسی اور صوفی سید ابرار حسین صاحب وغیرہم بھی ہمراہ تھے۔

صادق صاحب جب قدم بوس ہوئے تو پھر غزل سنانے کی فرمائش ہوئی۔ صادق صاحب غزل پڑھتے پڑھتے رقت کے مارے حضرت قبلہ کے قدموں پر لوٹنے لگے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقدیر شاہ صاحب دہلوی (جو حضرت صوفی محمد نبی رضا شاہ لکھنو والے علیہ الرحمتہ کے پیر بھائی تھے) کی شبیہ مبارک میرے سامنے آگئی۔ ابرار میاں لاؤ ٹوپی صادق سلمہٗ کی اجازت وخلافت کا اعلان کردیں۔ اب حضرت قبلہ کے کرم سے صادق صاحب خلیفہ بھی ہوگئے اور صاحب دیوان بھی۔ یہ وہی صادق صاحب دہلوی ہیں جنھوں نے مجلس ختم ہونیکے بعد سجادہ عالم پناہ سے فرمائش کی کہ حضور میں شجرۂ عالیہ چھپوا رہا ہوں چاہتا ہوں کہ سیدی ومرشدی سلطان الاولیاء الحاج صوفی محمد حسن شاہ قدس سرہ کی ایک مختصر سوانح حیات بطور تعارف شجرۂ عالیہ کے شروع میں تحریر کرادوں سجادہ عالم پناہ نے یہ سنکر میری طرف اشارہ فرمایا کہ مولانا تم اس کام کو اچھی طرح انجام دیسکو گے بھائی صادق صاحب کی یہ فرمائش تم پوری کردو ہم دعا کررہے ہیں۔

مرشد برحق سرکار عالم پناہ روحی فداہ اور سجادہ عالم پناہ قبلہ کا فیض بیکراں شامل حال
ہا کہ میں نے قلم برداشتہ اُسی وقت سے لکھنا شروع کر دیا جو ایک ہفتہ کے اندر مختصر سوانح حیات
یار ہو گئی لیکن نظر ثانی کے خیال سے وہ سوانح حیات اسوقت میں بھائی صادق دہلوی کے حوالہ نہ کر سکا
ر دہلی سے واپس چلا آیا جب لکھکر میں نے ایک ہفتہ کے بعد سجادہ عالم پناہ قبلہ کو پیش کیا اور سُنایا تو
جادہ عالم پناہ کو بہت ہی حیرت ہوئی اور خوش ہو کر تعجب سے دریافت فرمایا کہ مولانا یہ واقعات اور حالات
م کو کسطرح معلوم ہوئے میں نے عرض کیا کہ حضور جب میں حضرت قبلہ کیخدمت میں حاضر رہتا تھا تو وقتاً فوقتاً
ضرت قبلہ ہی کبھی کبھی خود اپنی زبان فیض ترجماں سے یہ واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ سُننے سُننے
مجھے ازبر ہو گئے تھے جو اسوقت میں نے قلم بند کر کے پیش کر دیا ہے۔

اسی طرح کا خواب حضرت قبلہ کے بڑے خلیفہ محترم صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب
سرحدی نے بھی دیکھا تھا جب وہ مرید نہیں ہوئے تھے تو پیر کی تلاش میں حیران و پریشان رہا کرتے
تھے کہ ایک روز حُسن اتفاق سے رحمت پروردگار کی نورانی بارش نے خواب ہی میں آکر انھیں سیراب
کر دیا وہ سو رہے تھے مگر نصیبا انکا جاگ رہا تھا۔ خواب ہی میں دیکھتے ہیں کہ ایک بڑے میدان میں ایک
شاہی تخت بچھا ہوا ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار اور فرش زمردین اور مسند زریں سے وہ
تخت سجا ہوا ہے اور اس تخت پر حبیب کردگار دونوں عالم کے مالک و مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہی
کروفر کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اپنی خستہ حال امّت کی فریادیں سماعت فرما رہے ہیں۔ اور
اولیا امّت مستغیثین کی طرف داری کیلئے ہزاروں کی تعداد میں سامنے میدان میں سر جھکائے مؤدب
بنے ہاتھوں میں استغاثوں کے فائل لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ صوفی نقیب اللہ شاہ سے خواب ہی
میں کوئی کہہ رہا ہے کہ آج حامیٔ امّت نبی رحمت کا دربار عام لگا ہوا ہے۔
نقیب اللہ اپنی فریاد لیکر دربار میں جاتے کیوں نہیں۔ جلدی کرو جاتے ہی سارے
کام بن جائیں گے۔ خواب میں یہ سُنتے ہی نقیب اللہ شاہ رونے لگے ہائے رے ہائے میرے
پاس تو کوئی لکھنے والا بھی نہیں کیسے لیکر جاؤں۔ پھر ارشاد ہوا جاؤ وہ سب کی سُنتے ہیں نقیب اللہ شاہ

گرتے پڑتے ہانپتے کانپتے دربار عالی میں حاضر ہو کر قدم بوس ہونا ہی چاہتے تھے کہ سردر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا اُدھر جھکو منتہائے اشارہ پر ایک مخصوص شخصیت سر جھکائے سامنے حاضر ہے نقیب اللہ شاہ نے خوب دیکھ لیا اور پہچان لیا آنکھ کھلی تو خواب کا نشہ تو ضرور چڑھا ہوا تھا مگر اب دوسری اُلجھن لاحق ہو گئی تھی کہ آخر انھیں میں کہاں سے لاؤں جنکی طرف اشارہ ہوا ہے۔ کہاں ڈھونڈے اسی اُلجھن میں صبح ہی سے بریلی شریف کے محلہ بالجتی کے مسجد میں کبھی جاتے ہیں کبھی کسی مزار پر اسی تگ ودو میں بالٹی لیکر محلہ بالجتی کی مسجد میں پانی بھرنے پہنچ گئے بالٹی بھر کے جیسے ہی دروازہ پر آئے رحمت باری نے زیادہ دیر انھیں حیران و پریشان نہیں رہنے دیا۔ سامنے سے ایک بزرگ تشریف لاتے ہوئے دکھائی پڑے۔ دیکھتے ہی نقیب اللہ شاہ محو حیرت ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ خواب کا مشار" الیہ یہی ذات گرامی ہے بس بالٹی رکھ دوڑ کے قدموں سے لپٹ گئے اور خوب روئے۔ حضرت قبلہ نے تسلی" دی کہ ہم تو تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ خواب میں ہم بھی تو دربار عالی میں حاضر تھے یہ تو انکے رحم و کرم کی بات ہے جو انھوں نے منہ لگا لیا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم چلو مسجد میں وضو کر لو مرید ہو جاؤ۔

ذرا غور فرمائیے یہ ہیں ہمارے محبوب حضرت قبلہ کہاں کہاں انکی رسائی ہے اس قسم کے ہزار ہا بے شمار خواب ہیں جو حضرت قبلہ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ے

کہاں ہے زمانہ میں ایسا کہاں ہے
میرا شہ مریدوں کی جان ہے مرادوں کی جان ہے

مِیلادِ مُبارک

حضرت قبلہ جو کام بھی شروع فرمایا کرتے تھے اپنے دستور کے مطابق پہلے میلاد شریف کی تقریب ادا فرما لیتے پھر اس کام کی جانب اقدام فرماتے۔

حضرت قبلہ کے برگزیدہ خلیفہ صوفی شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ آنولوی اور دوسرے برگزیدہ خلیفہ صوفی اسلام احمد صاحب اکثر یہ دونوں صاحبان مل جل کر میلاد شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور "اے لمبے لمبے ہاتھوں سے بھیک دینے والے داتا" یہ نظم ہر مجلسِ میلاد میں پڑھی جاتی تھی کیونکہ حضرت قبلہ کو یہ نظم بہت پسند تھی۔ نظم کے بعد حضرت قبلہ کے اِرشادِ گرامی کے مُطابق یہ بندۂ آسی اپنے مخصوص انداز میں وعظ و میلادِ مُبارک کے بعد جھوم جھوم کر ہدیۂ درُود و سلام پر مجلس میلاد کا اختتام کرتا پھر حلقۂ ذکر و فکر کا آغاز ہو جاتا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ صَدَقَ اللهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمُ وَبَلَّغَنَا رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ

وہ کام مبارک اور پسندیدہ رب ذی الجلال ہے جو اول وآخر پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا پر درود وسلام کے جھرمٹ میں پروان چڑھے ۔ لہٰذا پہلے پڑھئے ۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ	مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُوْلُ اللہ
اے خدا دم بدم درود وسلام	اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
ہے وہ پیارا نبی سراپائے نور	ہے یہ کل کائنات جس کا ظہور
اس نبی پر ہو بار بار سلام	پہنچے ہر پل میں سو ہزار سلام
جبکہ پیدا ہوئے رسول اللہ	تب کھلا لا الٰہ الا اللہ

نعت شریف سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا	صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا	مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا	بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا	بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا	نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا	نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا	سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا	تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا — سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا — تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

منقبت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

ترا ذرہ مہِ کامل ہے یا غوث — ترا قطرہ یم سائل ہے یا غوث

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث — وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث

اشارہ میں کیا جس نے قمر چاک — تو اس مہ کا مہِ کامل ہے یا غوث

تو اپنے وقت کا صدیق اکبر — غنی و حیدر و عادل ہے یا غوث

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں — وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث

جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے — تصور جو کرے شاغل ہے یا غوث

دہائی یا محی الدین دہائی — بلا اسلام پہ نازل ہے یا غوث

خدارا ناخدا آ دے سہارا — ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث

غیورا اپنی غیرت کا تصدق — وہی کر جو ترے قابل ہے یا غوث

خدارا مرہمِ خاکِ قدم دے — جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث

کہا تو نے جو مانگو گے ملے گا — رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

میلاد شریف بیان کرنے کے لئے جو آیت کریمہ اس وقت تلاوت کی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرنے سے پہلے کچھ اہل اللہ کی باتیں بیان کر دی جائیں تاکہ ہماری جڑ مضبوط رہے اور ہم لوگ اہل اللہ کے دامنِ کرم سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ امر مسلّم اور اظہر من الشمس ہو چکا ہے کہ بغیر اولیاء کرام کے وسیلہ کے کسی کی بارگاہِ رسالت تک ہرگز ہرگز رسائی نہیں اور بغیر بارگاہِ رسالت کے بارگاہِ الٰہی میں رسائی نہیں۔ قرآنِ کریم میں صاف صاف فرما دیا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی نشانیوں کے ذریعہ جسے چاہے ہدایت فرما دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اسے دنیا میں ولی مرشد نصیب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا پہلے اہل اللہ کے بارے میں قرآن و حدیث سماعت فرمائیے۔ پڑھئے درود شریف صلی اللہ علی النبی الامی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

اہل اللہ کی شانِ قبولیت

حضرت حق تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب مقبول فرماتا ہے تو پہلے حق تبارک و تعالیٰ اپنی طرف سے اس کی قبولیت کا کیا اہتمام فرماتا ہے۔ سنئے حدیث شریف میں آیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعٰی جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّوْہُ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ (رواہ مسلم) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ

جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے جبرئیل میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت کرو اور تمام آسمان کے فرشتوں میں اعلان کردو کہ وہ سب بھی محبت کریں۔ پھر اس بندہ محبوب کی محبت و قبولیت تمام روئے زمین میں پھیلا دو کہ روئے زمین کا ذرہ ذرہ اس بندہ محبوب کو محبوب رکھے۔ دیکھا آپنے اہل اللہ کی شانِ قبولیت کہ ذرہ ذرہ محبت کرنے پر مجبور ہے دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اہل اللہ کے آستانوں پر یہ شانِ قبولیت نہیں تو کیا ہے

اہل اللہ سے بغض کا نتیجہ

وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَائِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَیُبْغِضُهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْبُغْضُ فِی الْاَرْضِ۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۴۲۵/۲

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندہ پر غضب نازل فرماتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے بغض رکھتا ہے اے جبرئیل تم بھی اس سے بغض رکھو اور تمام آسمانی فرشتوں سے کہدو کہ وہ بھی اس بندہ مبغوض سے بغض رکھیں۔ پھر تمام روئے زمین میں اس بندہ مبغوض کا بغض پھیلا دو کہ روئے زمین کا ذرہ ذرہ اس سے بغض رکھے۔ (خدا اس بلا سے بچائے)

ابلیس ہی کو دیکھ لیجئے ایک بغض و حسد کے نتیجہ میں آج تک راندہ بارگاہ ہے پھر بھی بندگانِ خدا کی آنکھ نہیں کھلتی اور دھڑا دھڑ اسی کی پیروی کرتے جارہے ہیں۔ اسی کی وہ بھٹکنے والی قسم پوری کرانے جارہے ہیں کوئی تبلیغی جماعت میں گھسا جارہا ہے۔ کوئی مودودی جماعت کا دلدادہ بنا جارہا ہے کوئی نیچریت کا شیدائی ہے اور ان سب کا نظریہ اولیاء اللہ سے ہٹ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی اسلام نام سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کردینا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

اہل اللہ کی تعظیم کا جھگڑا

یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ کی تعظیم

میں نہ کبھی کوئی اختلاف تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ کوئی اندیشہ ہے۔ اختلاف تو اہل اللہ کی تعظیم
میں ہوا ہے۔ اور ہے اور تاقیامت ہوتا رہے گا۔ اور اسی سبب سے مسلمانوں میں تفریق ہوتی رہیگی
اتحاد کے نعرے لگانے والے بے چینی سے اتحاد بین المسلمین کے لئے جدوجہد کرتے جائیں گے مگر جڑ
کی خبر نہیں کہ یہ بیماری کہاں کہاں اور کس کس کے وجود میں حشرات الارض کی طرح پھیلتی جارہی ہے
مسلمانوں کی ایک ٹولی ہے کہ ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوتے ہے کہ پورا مسلم
معاشرہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے تاکہ مسلم اقتدار پھر سے دوبارہ پروان چڑھے گویا ہوا زمانہ
پھر سے ہاتھ لگے۔ افتراق بین المسلمین تو اہل اللہ کے ساتھ بغض وعداوت کی شکل میں نمودار ہو
یہ بات نہیں ہے کہ ایسے لوگ قرآن نہیں پڑھتے احادیث نبویہ کا مطالعہ نہیں کرتے تواریخ اہل بیت
رسول اور حالات صحابہ نہیں دیکھتے بلکہ یہ لوگ پڑھتے بھی ہیں۔ پڑھاتے بھی ہیں یہ تو قرآن کا
کا اعجاز ہے کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا وَّ یَھۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا۔ یعنی قرآنِ کریم ہی کے ذریعہ بہت سے
لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے ہدایت پا لیتے ہیں۔

قرآن کی یہ ہدایت تو عام ہے۔ لیکن اس کے پانے کے لئے بصیرت وادراک چاہئے اور
یہ ظاہر ہے کہ بصیرت وادراک اہل اللّٰہی نعمت ہے۔ خدائے قدیر نے محض اپنے دوستوں ہی پر اس کا دروازہ
کھولا ہے۔ لہٰذا یہ خدائی نعمت تو بس انہیں اہل اللہ کے دروازہ ہی پر جانے سے میسّر آسکتی ہے۔ پینے کو
تو پیتے ہیں سبھی میخانہ وحدت سے مگر ہم ان کی نظر سے پیتے ہیں۔ لیکن یہ رواج عام نہیں تو اس سے ثابت
ہو گیا کہ اختلاف بین المسلمین کے اسباب وعلل خدائی تعظیم وتوہین نہیں۔ کیونکہ تعظیم الٰہیہ میں تو سبھی لوگ
متحد ومتفق ہیں۔

تعظیم وتوہین کا مسئلہ تو حضرت آدم خلیفۃ اللہ کے وقت سے شروع ہوا جو ابھی تک جاری ہے
جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔ یاد کیجئے
جب آپ کا پروردگار فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ اے فرشتو میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ پیدا کرنے والا

والا ہوں۔ (جس کی پیشانی میں میرے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھی جلوہ گر ہوگا) اور وہ جملہ علوم اولین و آخرین سے مزین و مرصع ہوگا۔ عنانِ حکومت اس کے حوالہ کر دی جائے گی۔ کیونکہ وہ میرا خلیفہ مطلق ہوگا۔ میری قدرت و تصرفات کا اور میرے علوم کا وہ مظہر اول و اکمل ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ اُوتِیتُ مفاتیح خزائن الدنیا۔ الحدیث (رواہ البخاری) ماسوائے رب سب کو دنیا بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ساری کنجیاں یعنی عنانِ حکومت میرے رب نے مجھے بخش دی۔ اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ (رواہ البخاری) اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

کی جو آدم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کو جب ہر طرح قدرت نے مسلح فرما دیا تو ارشاد ہوا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ٥

ترجمہ:۔ یاد کیجئے جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور گھمنڈ کیا حالانکہ وہ پہلے ہی سے کافرین میں سے تھا۔ یعنی پہلے ابلیس جماعت ملائکہ میں داخل تھا اور اسے بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا۔ تمام فرشتے آدم علیہ السلام کی تعظیم و توقیر کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ مگر ابلیس اینٹھ گیا۔ یعنی اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم و توقیر نہیں کی اور کہنے لگا اب معلوم ہوا کہ آپ اپنے محبوب اور محبوب کے دوستوں کی تعظیم سے خوش ہوتے ہیں اور انہیں کیلئے ہی وحدانیت کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔ تو میرا سلام لیجئے۔ ہم ایسی دوستی سے باز آئے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ کی خاطر سے آپ کے محبوب بندوں کی تعظیم و توقیر بھی ہم کرتے رہیں تو گویا ارشاد ہوا۔ ذرا یہ معاملہ صاف تو ہو جائے۔ پردہ کی بات پردہ میں نہ رہ جائے۔ ہمارے اور بندوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ تم تو بڑے حضرت جی تھے یہ کیا ہو گیا کہ حضرت آدم خلیفۃ اللہ کے پیدا ہوتے ہی اینٹھن پڑ گئی۔ تیرے بیان

سے مسئلہ تو صاف ہو جائے پھر تو ہم خود ہی تجھے راندِ درگاہ کر دینگے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝

یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بودار سیاہ گارے سے ہے۔ تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے تم سب سجدہ میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔ اس نے سجدے والوں کا ساتھ نہ دیا تو رب نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔ بولا مجھے زیب نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں۔ یعنی اس کی تعظیم کروں (حضرات یاد رکھیے گا بشر والا مسئلہ بھی وہیں سے اٹھا ہوا ہے یہ جھگڑا ابھی کوئی نیا نہیں۔ جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ فرمایا تو جنت سے نکل جا مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے۔ اس دن تک کے لئے کہ وہ اٹھائیں جائیں فرمایا تو ان میں سے ہے جنکو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے۔ تو ابلیس نے کہا اے رب میری قسم ہے۔ اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین پر ضرور بھولا دے دیتا رہوں گا اور

ضرور ہی میں ان سب کو بے راہ کرتا رہوں گا۔ مگر ان میں سے جو تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔
وہ میرے بہکاوے میں نہیں آنے کے۔

حضرات گرامی سن لیا آپ نے قرآنِ کریم کا بیان کہ اختلاف کہاں سے شروع ہوا اور کس
اختلاف کی بنیاد ڈالی اور کس بات میں اختلاف پڑا۔ حق کے بارے میں یا بندۂ حق کے بارے میں کی
پھر ابلیس نے راندۂ درگاہ ہونے کے بعد ربِ کریم سے مہلت کس بات کی مانگی اور قسم کس بات
کی کھائی۔ یہی تو قسم کھائی کہ جس امر میں میں راندۂ درگاہ ہوا ہوں تا قیامت تیرے بندوں کو بھی اسی معاملہ میں بہکا کر
گمراہ کرتا ہونگا۔ صرف تیرے مخلص بندے میرے بہکاوے میں نہیں آسکیں گے۔

اب تو نصِ قطعی سے ثابت ہو گیا کہ اختلاف کی بنیاد ابلیس نے رکھی ہے اور وہ بھی اہل اللہ کی
تعظیم و توقیر کے بارے میں چنانچہ ابلیس کو مہلت ملی اور وہ اپنا کام کرتا جارہا ہے۔ کیا آج دنیا میں اللہ
والے اور بزرگانِ دین کی تعظیم و توقیر کے بارے میں ہاہاکار نہیں مچی ہوئی ہے۔ خدائے قدیر جل جلالہ کی
ذات عالم میں کہاں اختلاف ہے۔ اختلاف تو رسولِ پاک کی رسالت اور اولیاء اللہ کی ولایت میں برپا ہے۔
جس طرح ابلیس کو اُس وقت مٹی نظر آئی تھی اسی طرح دیکھیے آج بھی اس کی ذریت کو بزرگانِ دین کے
آستانوں پر مٹی ہی کا ڈھیر نظر آرہا ہے۔ کیا آپ نے ان کی زبان سے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ کیا رکھا
ہے بغداد میں کیا رکھا ہے اجمیر میں کیا رکھا ہے کلیر میں۔ سوائے مٹی کے ڈھیر کے۔ اختلاف کی بنیاد
ابلیس اور اس کی ذریت نے ڈالی اور جو لوگ اس کا دفاع کریں آج دنیا میں انہیں جھگڑالو کہا جاتا ہے
جس نے جھگڑا اٹھایا ہے۔ اس سے کچھ نہیں کہا جاتا۔ کیا یہی انصاف ہے؟۔ ڈکیت کے خطرے سے جو ہوشیار
کرے اسے تو بُرا کہیے اور ڈکیت کو کچھ نہ کہیے سبحان اللہ۔

پھر ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ ابلیس ہی کو کیوں نہیں خلیفہ بنادیا گیا تو معلوم ہونا چاہیئے
...ری ہے اور وہ خاکی اور نار میں کسی بھی نقش کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں۔ نار میں سختی ہے بے وفائی
ہے۔ خاک میں نرمی اس قدر کہ جو نقش اس میں یا اس پر بنائیے فوراً قبول کرلیگا۔ بغیر خلافت کے تو یہ غرور و گھمنڈ ہی

خلافت کے بعد نہ جانے کیا کیا فتنے برپا کرتا۔ اسی لئے اسے خلافت سے محروم رکھا گیا۔ بلکہ اسی بہانے سے اسے راندۂ درگاہ کردیا۔

حضرات ان آیات بینات اور حدیث پاک کے سننے کے بعد خود آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ آج کیا کرنا چاہیئے۔ وہ تو بارگاہِ رسول سے بارگاہ اہل بیت سے بارگاہ صحابہ سے بارگاہ اولیا سے پھیر دینے کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے۔ جس میں وہ خود راندھا گیا ہے۔ اسی میں قومِ مسلم کو بھی راندِ درگاہ بنانے کی فکر میں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلاتا پھر رہا ہے۔ کہیں تصرفات آولیا راللہ پر جھگڑا۔ کہیں علمِ غیب رسول پر مناظرہ اور کہیں قیام تعظیمی کا جھگڑا وہاں سجدۂ تعظیمی کا جھگڑا تھا اور یہاں قیام تعظیمی میں اختلاف برپا ہے۔ یہ سارے جھگڑے اسی کے اٹھائے ہوئے تو ہیں خدائے قدیر کی بخشی ہوئی طاقت سے عالم ممکنات میں اولیا راللہ کے تصرفات سے کیا قباحت پیش آتی ہے۔ اور علم غیب رسول کا مسئلہ اسمیں بھی دو ہی لفظ فیصلہ کن ہیں کہ خدا پاک ہی جو بیشمار حجابات میں غیب الغیب ہے۔ جب ہی نہ چھپا اسی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو اب کون سا غیب رہ گیا جسے رسول نے نہیں دیکھا اور نہ جانا عقل ہوتی تو خدا سے لڑائی نہ لڑتے۔ درود شریف پڑھیئے۔

آدم کو ملک سمجھے تھے کیا خاک بنے گا
سمجھے نہ تھے سرتا قدم ادراک بنے گا

تھی خاک سمجھ انکی کسی نے یہ نہ سمجھا
آدم دمِ حق سے نفسِ پاک بنے گا

ہو دیگا کوئی دم میں یہ مسجودِ ملائک
یہ خاک نشین حاکمِ افلاک بنے گا

اولاد سے ہو دیگا اسی کے وہ پیمبر
جو صلِّ علیٰ صاحبِ لولاک بنے گا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھ کر
صورت کے لئے کاہے کو غمناک بنے گا

درود شریف پڑھئے۔

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہٖ وبارک وسلم

برادران ملت! میں نے جو آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے اس آیتِ کریمہ میں جناب

یق تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و بعثت کا ذکر جمیل فرمایا ہے
اپنے پیارے کے لئے کس قدر پیارے انداز میں ارشاد فرمایا۔
(اے لوگو) اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے تمہارے پاس نور مجسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم تشریف لائے اور کتاب مبین اپنے ہمراہ لائے۔ مفسرین کرام اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے
ہیں کہ یہاں نور سے مراد ذاتِ گرامی حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات ہے اور کتاب مبین سے مراد
قرآن کریم۔ نور کی تعریف ہے۔ الظَّاهِرُ لِنَفْسِهٖ وَالْمُظْهِرُ لِغَيْرِهٖ۔ یعنی نور وہ ہے جو خود تو روشن
ہو اور دوسروں کو بھی روشن کردے۔ جس طرح آفتاب کو دیکھنے کے لئے کسی روشنی کی ضرورت نہیں وہ خود ہی
روشن ہے۔ اس کی روشنی میں دنیا کی تمام چیزیں روشن ہو جاتی ہیں اور دیکھی جاتی ہیں۔
بلاتمثیل اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت میں دنیا کی تمام چیزیں مشہود
ہوئیں اور چمک اٹھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت کے لئے کسی خاندانی اقتدار کی حاجت نہیں پڑی
اسی وجہ سے آپ کسی بادشاہ کے گھر نہیں پیدا ہوئے کیونکہ دنیا والے کہتے بادشاہت کی وجہ سے آپکو شہرت
ملی ہے اور خاندانی وقار نے آپ کو چمکایا ہے۔ اسی وجہ سے خاندان کے لوگ بھی اعلانِ نبوت کے پہلے ہی یکے
بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اور جو عزیز واقارب بچ گئے تھے وہ جان کے پیاسے تھے الا حضرت
ابو طالب جب تک زندہ رہے جان و دل سے آپ پر نثار رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شہرت و چمک نہ
کسی بادشاہت کیوجہ سے تھی نہ کسی لشکرِ جرار کی وجہ سے تھی نہ کسی سامانِ حرب و اسلحہ کی وجہ سے تھی نہ کسی
فوجی تنظیم کیوجہ سے تھی بلکہ بظاہر دیکھئے تو یہ تمام چیزیں وہاں مفقود تھیں آپ کی شہرت آپ کی چمک آپ کی
دمک آپ کی مہک محض فضلِ خداوندی اور آپکا اخلاق کریمانہ آپ کی سچائی اور آپ کی نبوت و رسالت کی
وجہ سے تھی۔ اسی وجہ سے ولادتِ پاک سے پہلے ہی دنیا میں ہل چل مچ گئی تھی کہ نبی آخر الزماں تشریف لانے
والے ہیں۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہی دنیا میں خوشی کے چراغ جلنے لگے تھے اور خوشی کے بادل امنڈ
امنڈ کر آنے لگے تھے۔ ابلیس اور اس کی ذریت مزدور واویلا مچانے لگی تھی۔ فرعونیت کے ایوان میں زلزلہ

زلزلہ کے آثار ضرور پیدا ہونے لگتے تھے۔ جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے پہلے آسمان پر روشنی پھیل جاتی ہے۔ بلا تمثیل آفتاب رسالت کے طلوع ہونے سے پہلے ہی دنیا میں اُفق پر سپیدی اور چمک جھلکنے لگی تھی۔ جانور اور نباتات اور جمادات اور عندلیبانِ چمن آپ کی آمد کے ترانے پہلے ہی سے گانے لگے تھے کہ نبی آخر الزماں پیدا ہونے والے ہیں۔ اور جب آپ خاندانِ قریش بنی ہاشم کی گود میں تشریف فرما ہوئے تو یہ سب چیزیں آپ کو پہچاننے لگیں اور آپ پر درود وسلام کی ڈالیاں پیش کرنے لگیں اور اعلانِ رسالت کے بعد پہلے ہی سے جس طرف آپ تشریف لے جاتے شجر و حجر آپ کو سلام کرتے چرند و پرند آپ کو پہچانتے۔ آپ کی بارگاہ میں اپنی فریادیں پیش کرتے۔ آپ کی رسالت پر گواہیاں دیتے۔ پتھر آپکا کلمہ پڑھتے۔ سوکھی لکڑی آپ کی محبت میں گریہ وزاری کرتی۔ چاند مطیع و فرمان تھا سورج آپکے حکم کا علمبردار پہاڑ آپکی محبت میں سلام کریں درخت اشارہ پاکر خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ ایسے بے شمار آپ کے براہین و معجزات جو آپ کے نورانی رسول ہونے پر بیّن دلیل ہیں اور اس آیت کریمہ میں آپکو نور فرمایا گیا تو یقیناً نور کا سایہ نہیں ہوتا کیونکہ سایہ اس ظلمت کا نام ہے جو جسم کثیف کے روشنی کی رکاوٹ سے زمین پر جو تاریکی پڑتی ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے متعلق سے عنایت کیجے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ کے حبیب نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر تاریکی پھیلانے کیلئے تشریف لائے تھے یا روشنی پھیلانے کیلئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ سایہ کی تاریکی بھی اپنے محبوب کیلئے قدرت کو گوارہ نہیں تھی اسلئے سایہ ہی نہ رکھا۔ آسمانی صحیفوں میں بھی آپکا ذکر ہوچکا ہے آسمان پر آپ کا اسم گرامی محمد ہے کیوں کہ آپ اپنے رب کے سب سے زیادہ سراہے ہوئے ہیں اور روئے زمین پر آپکا نام نامی احمد ہے کیونکہ اس روئے زمین پر سب سے زیادہ اپنے رب کی تعریف و توصیف کرنے والے آپ ہی ہیں۔

ایک بار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام روانہ ہوئے۔ ابھی اسلام کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ منزلیں طے کرتے ہوئے جب ملک شام کی سرحد پر پہنچے وہاں ایک بہت بڑے بیابان سے گذر رہے تھے وہاں شام ہوگئی تو رات کی تاریکی کے باوجود

سفر طے فرماتے رہے۔ اچانک عیسائیوں کا ایک کلیسا نظر آیا جہاں چراغ جل رہا تھا۔ کلیسا دیکھ کر ان میں جان آئی۔ جیسے ہی کلیسا کے قریب پہونچے ایک چوکیدار باہر نکلا اور اس نے آنیوالے مسافروں کی آہٹ سنکر کہا تم لوگ کون ہو کہاں سے آرہے ہو۔ حضرت ابُوبکر صدیق اور ان کے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مکہ معظمہ کے رہنے والے ہیں۔ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ اب رات ہوگئی ہے۔ راستہ نہیں دکھائی پڑ رہا ہے۔ اور اس بیاباں میں خوفناک درندوں کا اندیشہ بھی ہے خدارا ہمیں پناہ دو۔ ہماری جان بچاؤ۔ ہمیں رات بھر ٹھہرنے کی اجازت دیدو۔ چوکیدار نے کہا میں یہاں کا مالک نہیں ہوں۔ میں تو یہاں کا پاسباں ہوں۔ مالک اور متولی تو ہمارا آقا ہے جو ایک مدت سے حجرہ نشین ہے کسی سے ملتا بھی نہیں۔ دیکھو میں اپنے آقا سے اجازت لے لوں۔ پھر تمھیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ ورنہ چاہے تم مر دیا جیو میں مجبور ہوں ویسے بھی یہاں ہر کسی کو ٹھہرانے کا دستور نہیں ہے۔ غرض اس نے اپنے آقا راہب کے حجرے کی دہلیز چوم کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملتے ہی اندر حاضر ہو کر ایک گوشہ میں مؤدب کھڑا ہوگیا۔ راہب نے کہا کون۔ جواب دیا حضور میں پاسبانِ کلیسا۔ راہب نے کہا اس وقت کیسے حجرے میں آئے کیا افتاد پڑ گئی۔ پاسبانِ کلیسا نے عرض کیا حضور مصیبت کے مارے دو آدمی کلیسا کے دروازہ پر آگئے ہیں اور وہ اپنے کو مکہ کا رہنے والا بتاتے ہیں۔ رات کلیسا میں گذارنا چاہتے ہیں۔ راہب نے کہا ان سے معلوم کرو کہ کیا وہی مکہ ہے جو کھجوروں کے جھرمٹ اور پہاڑوں کے درمیان آباد ہے اور آنے والوں سے یہ بھی معلوم کرو۔ ان کا نام کیا ہے۔ ان کی ولدیت کیا ہے۔ پاسبانِ کلیسا نے واپس آکر آنیوالے مسافر سے سوالات شروع کر دیئے۔ کیا یہ وہی مکہ ہے جو پہاڑوں کے درمیان آباد ہے؟ اور کیا وہی مکہ ہے جہاں قدم قدم پر کھجوروں کا جھرمٹ ہے؟ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہاں یہ وہی مکہ ہے۔ پاسبان کلیسا نے پھر سوال کیا اگر زحمت نہ ہو۔ تو اپنا نام بھی مع ولدیت کے بتادو۔ میرے آقا یہ بھی دریافت فرما رہے ہیں۔ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

میرا نام ابو بکر ابن ابو قحافہ ہے ۔ پاسبان کلیسا یہ تفصیل معلوم کر کے پھر اپنے آقا راہب کے حجرے میں مؤدب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور یہ وہی مکہ ہے جو کھجوروں کے جھرمٹ اور پہاڑوں کے درمیان آباد ہے ۔ اور آنے والے کا نام ابو بکر ابن ابو قحافہ ہے یہ سنتے ہی راہب چونک پڑا اور کہا جاؤ جلد اس مسافر کو میرے پاس لاؤ ۔ پاسبان کلیسا یہ خبر سنکر حیرت میں ڈوب گیا کہ میرا آقا راہب تو ایک مدت ہوئی کسی کو شرفِ ملاقات نہیں بخشتا ہے ۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے ۔ اسی عالم حیرت میں آکر عرض کیا ہے آنیوالے مسافر تمہارا نصیبہ جاگا ۔ چلو میرا آقا تم لوگوں کو اپنی خلوتِ خاص میں یاد فرما رہا ہے یہ سنکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور راہب کی خلوتِ خاص میں پہونچے راہب نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چمکتا ہوا چہرہ اور پیشانی کبھی ہاتھ پاؤں کبھی پورا قد و قامت کچھ دیر ملاحظہ کر کے کہا اگر تکلیف نہ ہو تو اپنے داہنے ہاتھ کی کلائی کھولکر دکھلادو حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی کلائی کھولکر شمع کی روشنی میں راہب کے سامنے پیش کر دی ۔ کلائی کا تل دیکھتے ہی ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور فرطِ شوق میں کہنے لگا ۔ بولو تمہیں تمہیں امیر المومنین ابو بکر صدیق اکبر کہوں اور تمہیں مبارک باد دوں کہ عنقریب نبی آخر الزماں مکہ میں ظہور فرمانے والے ہیں ۔ جن کے لاکھوں شیدائیوں میں سب سے پہلے تم شیدائی ہو گے ۔ نبی آخر الزماں کا اور تمہارا سراپا اور ان کیساتھ تمہارا عشق ہمارے آسمانی صحیفوں میں من وعن مذکور ہے ۔ یقین نہ ہو تو لو یہ صحیفہ دیکھ لو ۔ تمہارے تل کا ذکر بھی اس میں ہے اور تمہارا نام اور سراپا اور نبی آخر الزماں کا سراپا اور ان کا ظہور سب اس میں مذکور ہے ۔ مجھے یقین ہو گیا کہ تم وہی ابو بکر صدیق ہو ۔

لہٰذا اب تم کلیسا کیا معنی ۔ جی چاہے تو تم ہماری کھوپڑی پر بھی رات آرام کر سکتے ہو ۔ مختصر یہ رات بھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلیسا میں آرام فرمایا مگر نیند نہ آئی کیونکہ ساری باتیں اُن کے نزدیک معمہ سی بن گئی تھیں کہ کلیسا کا راہب کیا بول رہا ہے اور کہاں سے بول رہا ہے ۔ بہر حال جیسے تیسے رات گذار کر منزل درمنزل حضرت ابو بکر صدیق اب وادیٔ مکہ میں داخل ہوئے اِدھر ابو جہل اُن کی راہ

بلمور رہا تھا۔ جب مکہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا ابوبکر تم تو بہت دنوں کے بعد تجارت
سے مکہ واپس آرہے ہو تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے پیچھے مکہ میں کیا گل کھلا ہے۔ میرا بھتیجہ محمد ابن عبداللہ ویسے
بچپن سے بڑی صلاحیت وصداقت کا مالک تھا۔ مگر کچھ دنوں سے تمہارے پیچھے کچھ انکہی سی اُڑا رکھی ہے
ہتا ہے میں نبی آخرالزماں ہوں۔ میرا کلمہ پڑھو۔ بُت پرستی چھوڑ دو۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کے پجاری
نو۔ تم سے آتے ہی اس لئے کہہ دیا ہے کہ تم سمجھدار آدمی ہو تم کو تجربہ بھی ہے تم ہمارا ساتھ دو گے۔
در لوگوں کو سمجھاؤ گے کہ لوگ اُس کی ان کہنیوں میں نہ آجائیں۔ حضرت اَبُوبکر صدیق نے اَبُوجہل کو جواب
یا۔ میں ابھی تو سفر سے تھکا ماندہ چلا آرہا ہوں۔ گھر جاکر ذرا سکون ملے گا تو ادھر توجہ کروں گا۔ یہ کہکے
س سے رُخصت ہوئے۔ مگر دل میں تو وہیں کلیسا سے دھڑکن پیدا ہو گئی تھی۔ ابوجہل کی بات سُنکر
ور بے چین ہو گئے۔

گھر آتے ہی رخت سفر ادھر ادھر ڈال کر فوراً گھر سے چل دیئے کہ میں بھی دیکھوں اصلیت
یا ہے۔ راہب کی باتیں رہ رہ کے دل میں چٹکیاں لے رہی ہیں۔ اور سوچتے جارہے ہیں کہ وہ
بچپن سے امانت دار کہے سمجھے جاتے ہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ اس نئی بات کی حقیقت کیا ہے
کسی تلاش میں نکلا ہے ایک دیوانہ) اُدھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اعلاء کلمۃ الحق کا پرچم لئے ایک
ہاڑی پر کسی آنیوالی شخصیت کا انتظار فرمارہے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق گلیوں میں سے نکلکر سرورِ کونین کے
سامنے حاضر ہو گئے۔ سرورِ کونین نے ارشاد فرمایا اَبُوبکر تم کہاں تھے میرے پاس خدائے وحدہٗ لاشریک کا پیغام
آچکا ہے۔ میں نبی آخرالزماں ہوں۔ تمہیں صدیق اکبر کا خطاب ملنے والا ہے۔ کلمۂ توحید کا اقرار وتصدیق
کرو یہ سُنکر حضرت اَبُوبکر صدیق نے عرض کی کہ حضور میں بچپن ہی سے آپکی سچائی کا قائل ہوں دل سے
مانتا ہوں مگر اسوقت اطمینانِ خاطر کے لئے کوئی دلیل ومعجزہ بھی مرحمت فرمادیجئے ارشاد فرمایا کہ کیا کلیسا
میں راہب والی گفتگو تمہارے لئے دلیل ومعجزہ نہیں۔ کیا راہب نے تمہاری کلائی والی تِل نہیں دیکھی
اور کیا اس نے نبی آخرالزماں کے ظہور کے بارے میں تم سے نہیں کہا اور کیا تمہاری جاں نثاری

اور تمہیں امیر المومنین ابو بکر صدیق اکبر کے لقب سے تم کو مشرف کیا۔ آسمانی کتابوں اور آسمانی صحیفوں کا حوالہ نہیں دیا۔ بس یہ سُنکر حضرت ابُو بکر صدیق بے چین ہو گئے کہ ابھی سے ان کو غیب کی باتیں معلوم ہو گئیں بیخودی کے عالم میں جھوم اٹھے اور اپنی تمام متاعِ زندگی سرور کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سپرد کر کے دل سے پڑھ لیا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور ہمیشہ کے لئے دامن سرور کونین سے وابستہ ہو گئے اور عمر دراز لوگوں میں سے سب سے پہلے صحابیٔ رسول بن گئے۔ یہ ہے۔

قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین۔ وہی پیارے رسول نورِ مجسم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دنیا کے چپے چپے میں اپنی روشنی پھیلادی اور جگہ جگہ دنیا میں اپنے نور کا ایک ایک مینارہ قائم فرما دیا۔ کہ جو جہاں ہو وہیں اس مینارۂ نور سے روشنی حاصل کرتا رہے اور اسی روشنی میں کتاب مُبین کی تلاوت کرتا رہے۔ یہ عاشقانِ مصطفیٰ اولیائے کرام اسی نورِ مجسم کے تو مینارۂ نور ہیں اور ان کے آستانے دار التصوفات اور دار التزکیات ہیں۔ جہاں گنہگاروں اور خطا کاروں کو نور کی بھٹی میں ڈال کر صاف ستھرا کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ المدینۃ تنفی النَّاسَ کما ینفی الکیرُ خبثَ الحدید۔

بے شک ہمارا مدینہ عشق و نور کی ایک بھٹی ہے جو عقیدتمند لوگوں کو اپنی آغوشِ رحمت میں لیکر صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ جیسے آگ کی بھٹی زنگ آلود لوہے کو زنگ سے پاک و صاف کر دیتی ہے بزرگانِ دین کے یہ آستانے اسی عشق و نور کی بھٹی کے تو مَظہر و پرتوِ جمیل ہیں۔ جو کام وہاں ہوتا ہے وہی کام تو ان کی نیابت میں یہاں بھی ہوتا ہے اور بیکاری کی زبان پر یہاں یہی جاری ہوتا ہے

ہے ذکر میرے لب پر ہر صُبح و شام تیرا
میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

ہر آنکھ دیکھتی ہے تیرے ہی رُخ کا جلوہ
ہر کان سُن رہا ہے پیارا کلام تیرا

مالک تجھے بنایا مخلوق کا خُدا نے
اس واسطے لکھا ہے ہر شئی پہ نام تیرا

ملتا ہے دو جہاں میں تیرے ہی گھر سے باڑا
لینا ہے سب کا شیوا دینا ہے کام تیرا

ملبے ملبے ہاتھوں سے اے بھیک دینے والے
مجھ کو بھی کوئی ٹکڑا اپنے حضور دعا م تیرا

راتوں کو روتے روتے دریا بہائے تونے
بخشش کی عاصیوں کی یہ اہتمام تیرا

جب قبر میں فرشتے پوچھیں کہ تو ہے کس کا
نکلے مری زبان سے یا شاہ نام تیرا

اے مجرموں کو اپنے دامن میں لینے والے
سب آسرا تکیں گے روز قیام تیرا

وہ دن خدا دکھلائے تجھ کو جمیل رضوی
ہو جائے ان کے در پر قصہ تمام تیرا

پڑھئے درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ

عزیزانِ گرامی یہ بھی یاد رہے کہ یوم ولادت کے موقعہ پر درود وسلام کی نچھاور رسول مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ولادت سے پہلے ہی ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شروع کر دیا گیا۔ پڑھئے سورہ مریم سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔ سلام ہو ابن مریم کی یوم ولادت پر اور سلام ہو ان کی یوم وفات پر اور سلام ہو ان کی یوم بعث پر یہ سلام پہلے ہی پڑھ دیا گیا تاکہ حبیب پاک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آلہ اجمعین کی یوم ولادت کے موقعہ پر بدرجۂ اولیٰ درود وسلام نچھاور کیا جائے۔

وہ اٹھی دیکھ لو گردِ سواری
عیاں ہونے لگے انوار باری

فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو
میرا ذمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ

اب راحت قلوب کا ذکر ہو رہا ہے
دعویٰ ہے عاشقی کا تو اٹھنا ضرور ہے

بارھویں تاریخ دوشنبہ کا دن صبح صادق کا وقت ماہ ربیع الاوّل شریف بصد جاہ وجلال بہزاراں تزک واحتشام حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہو کر عالم آرا ہوئے۔

سلام بدرگاہِ خیر الانام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دُولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئیں دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جنکی سجدے پہ محراب کعبہ جھُکی
ان بھؤوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دِل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جسکو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُنکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سلطانِ مدینہ　　رحمت اللعالمین
یا شفیع المذنبین　　تھامئے میرا سفینہ

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

جان کر کافی سہارا　　لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا　　لو سلام اب تو ہمارا

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

بخش دو مری خطائیں　　دور ہوں غم کی گھٹائیں
بھیج دو اپنی عطائیں　　وجد میں ہم یوں سنائیں

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

سیدی سلام علیک　　مرشدی سلام علیک
یا ولی سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ شُهَدَاءِ كَرْبَلَاءِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ٥

حضرت قبلہ کا حُلیہ مبارک

حضرت قبلہ کا قد مبارک جہانگیری قد کا مظہر اتم تھا یعنی درمیانہ قد رُوئے منور گول
جیسے بدر منیر۔ آنکھیں بڑی بڑی نرگسی اور نشیلی اور ان بڑی بڑی آنکھوں کے اندر بیشمار
سُرخ ڈورے جیسے بجلی کے سُرخ تاروں کی وائرنگ۔ ناک سڈول اور اُونچی بہت خوبصورت
ناک کے اُوپر ایک بڑا سیاہ تل یا مَسّہ۔ جیسے خانہ کعبہ کا حجر اسود۔ رخسار مبارک اسقدر
حسین و جمیل کہ بلا تشبیہ انہیں مظہر انوار الٰہی کہیئے۔ ہونٹ پتلے پتلے جیسے گل قدس کی پتّیاں
ریش مُبارک خوب بھری ہوئی سفید اور چمکدار۔ سرِ انور پر زلفوں کا عالم بھی یہی۔ ایک
ایک بال ایسے چمکدار جیسے چاند کے گرد ستارے۔ جسم مبارک گداز اور گٹھا ہوا۔ بہت
چست۔ پیشانی بہت چوڑی اور روشن اسقدر جیسے آفتاب۔ رنگ گندمی اور ملیح۔ ہاتھ پاؤں
اور انگلیاں نرم نرم جیسے رُوئی کے گالے۔ گوش مُبارک یعنی کان نہایت حسین اور خوب بڑے
بڑے۔ گوش مُبارک کی دونوں لو خوب لٹکی ہوئی۔ خوبصورت اور سُرخ جیسے لعل و گہر۔ گردن
صراحی دار اونچی گویا پورا جسم پاک حُسن سراپا۔
انداز گفتگو قابلانہ اور نہایت دلکش۔ رفتار بڑی مردانہ مگر دلربا حضرت قبلہ کی ذات گرامی میں
حسن جلال و جمال کبھی اتفاق سے کسی پر جلال آگیا تو پھر اسکا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں اور کسی پر جمال آجائے تو مردہ
زندہ ہو جائے۔ قہر سے دیکھیں شاداب چمن جل جائے ۔ مسکرا دیں تو مری خاک بھی زندہ ہو جائے ۔

سوانح حیات

حضرت تبیا کے والد گرامی قدس سرہٗ

قصبہ مرشد نگر بھینوڑی شریف ضلع رام پور میں شاہی دور کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے یہاں کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے بھی یہاں اولو العزم ہستیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور یہاں کے لوگ ہمیشہ سے دین محمدی مذہب حنفی کے پیرو رہے ہیں انھیں ہستیوں میں سے قطب الاولیا زبدۃ الاصفیا حاجی صوفی محمد حسن شاہ تاجدار سلسلۂ عالیہ قادریہ ابوالعلائیہ منعمیہ مہدویہ تبیہ اسی قصبہ کے وہ قطب دوراں بزرگ ہیں جنکی روشنی برصغیر کے گوشے گوشے میں اس وقت پھیلی ہوئی ہے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ محمد رمضانی قدس سرہ اپنے وقت کے زمیندار بڑے رئیس اور بڑے تاجر مخیر دوست بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کے یہاں کپڑے کی بہت بڑی تجارت ہوا کرتی تھی آپکی سخاوت کی قرب وجوار اور ضلع کے کونے کونے میں مشہور تھی کوئی غریب آدمی اپنی بیٹی کی شادی کیلئے کپڑا لینے آتا اور خوشامد کرتا کہ میں بڑا غریب ہوں میرے لئے کپڑے کی قیمت کم کر دیجئے تو آپ جوش میں فرمایا کرتے تھے کہ بھیا کپڑا لے جا اور شادی کر اللہ پاک تیرا بھلا کرے اور تیری لونڈیا کا نصیب اچھا ہو۔ وہ غریب آدمی ہزاروں دعائیں دیتا ہوا خوشی خوشی اپنے گھر واپس ہو جاتا۔ اور جب کسی کے گھر خدا نخواستہ میت ہو جاتی اور وہ نادار ہوتا تو آپ کو خبر ہوتے ہی آپ فوراً پورے کفن کا کپڑا لیکر اسکے گھر آجاتے اور گھر والے سے فرماتے تم اور کام کرو کفن کا انتظام ہمارے ذمہ چھوڑ دو۔ باہر گاؤں کا بھی کوئی کفن کے واسطے آجاتا تو آپ بلاقیمت پورا کفن مرحمت فرما دیا کرتے تھے۔ اور عام طور سے اپنے قرض داروں سے کبھی سختی کے ساتھ قرض نہیں طلب فرمایا کرتے تھے۔ اتنی دولت کے باوجود آپ بڑے سادہ لوح مزاج شخصیت کے مالک تھے آپ کے یہاں کھنڈسال بھی چلتی تھی ہر طرح پورا گھر ہرا بھرا رہتا تھا۔ فقرا مساکین کا اور مجذوبان الہیہ اور مستانوں کا اکثر و بیشتر آپ کے گھر ہجوم رہا کرتا تھا۔ ایک مشہور بزرگ مستان شاہ میاں اکثر و بیشتر آپکے دولت کدہ پر ڈیرا ڈالے رہا کرتے تھے غرض ہر طرح رب قدیر کا فضل شامل تھا لیکن نرینہ نہ ہونے کے سبب آپ ہمیشہ مغموم رہا کرتے تھے۔

حضرت قبلہ کی ولادت باسعادت۔

فقراء درویشان الٰہیہ ہمیشہ دعا فرماتے رہے بلکہ بعض بعض درویشوں نے تو آپکو بشارت بھی دی کہ میاں صاحب گھبرائیے مت اللہ پاک ضرور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپکو اولاد نرینہ عطا فرمائیگا۔ بالآخر درویشانِ خدا اور اللہ والوں کی دعا ر قبول ہوئی کہ پردۂ غیب سے ابوالعلائیت جہانگیریت کا چمکتا ہوا آفتاب خانوادہ رمضانی کا دمکتا ہوا روشن چراغ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ ۱۸۷۸ء کو جمعہ کے دن بعد جاہ جلال دولت کدۂ رمضانی میں تشریف فرما ہوا۔

حضرت قبلہ کے تولد سے خاندان کے ایک ایک فرد کو انتہائی مسرت ہوئی پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیوں کہ حضرت قبلہ ہی رمضانی خانوادہ کے اول و آخر اکلوتا روشن چراغ ہیں۔ حضرت شیخ محمد رمضانی علیہ الرحمتہ نے بڑی خوشی منائی روپئے پیسے کپڑے طرح طرح کی مٹھائیاں قلاقند بڑے صدقے آباد کر غرباء و مساکین اعزا و اقارب کو لٹائے گئے مخصوص لوگوں کی دعوتیں ہوئیں۔ خوشی میں میلاد مبارک کی تقریب ادا کی گئی گیارہویں شریف کا پورا مہینہ اس محبوب یزدانی کے لاڈلے کی آمد پر نچھاور کر دیا گیا۔ پورے مہینہ میں ہر روز محبوب یزدانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ ہوتی رہی۔ غوث اعظم شہنشاہ بغداد کا لاڈلا ہمک ہمک کر کبھی آغوش مادر میں اور کبھی والد گرامی کی گود میں ایسی معنی خیز مسکراہٹ سے اپنے تابناک مستقبل کا پتہ دیتا رہا اور جب بھی حضرت قبلہ گھر سے باہر لائے جاتے باہر کے درویش اور اولیا اللہ اپنی گود میں لیکر مبارک بادی کے ترانے گانے لگتے گویا حضرت قبلہ کی ایسی ناز و نعم میں پرورش ہوتی رہی۔ اور جملہ اولیا اللہ جو اسوقت موجود تھے سب نے متفقہ طور پر حضرت قبلہ کا اسم گرامی محمد حسن رکھا۔

حضرت قبلہ کی تعلیم و تربیت۔

جب عمر شریف چار برس کی ہوئی تو بسم اللہ شریف کی تقریب ادا کی گئی قصبہ کے بہت مشہور بزرگ وہاں کے امام صاحب نے بسم اللہ کرائی پھر حضرت قبلہ کی تعلیم شروع ہوئی ذہین استعداد تھے کہ ۱۷، ۱۸ برس کی عمر تک آپ نے عربی فارسی اردو کی

ہم سی قصبہ کے اساتذہ سے پوری فرمائی (مثل مشہور ہے ہونہار بروے کے چکنے چکنے پاتھ) ہر وہ کہ
ادیت آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ سن شعور سے پہلے ہی فقراء و مسکین اور مجذوبان الٰہیہ کی خدمت
جذبہ بھی بدرجہ اتم آپ میں موجود تھا۔ مستانوں کو باہر سے بلا بلا کر اپنے گھر لاتے اپنے ہاتھ سے
کپڑا بدلواتے کھانا کھلواتے اس طرح نہ جانے کتنے مجذوبان الٰہیہ کی دعاؤں سے بچپن ہی میں
مالا مال ہو چکے تھے۔
کبھی کبھی گھر کی بیل گاڑی پر کپڑوں کی گٹھائیں لاد کر بازار بھی تشریف لیجایا کرتے تھے
اور بڑی ہوشمندی کے ساتھ خرید و فروخت کر کے شام کو سالماً غانماً واپس تشریف لاکر تے تھے
بچپن ہی سے خانقاہوں اور بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا شوق بھی تھا گھر میں کسی بات کی
کمی نہ تھی تجارت بھی تھی زمینداری بھی تھی کھنڈ سال بھی چل رہی تھی درویشان و مجذوبان الٰہیہ دو
چار ہر وقت دروازہ پر دھونی رمائے تشریف فرما رہتے ہی تھے۔ گویا باب رمضانی خداوندی رحمتوں
کا نشیمن تھا۔ دنیاوی ریاست بھی تھی مولیٰ مشکل کشا کی ولایت کا سرچشمہ بھی یہاں سے جاری
تھا۔ حسینی عزت و جلال کا پرچم بھی ہر وقت لہراتا رہتا تھا۔ اہل بیت رسول اور اصحاب
رسول کی الفت و محبت کا میخانہ بھی ہر وقت کھلا رہتا تھا اولیاء اللہ اور پیران سلاسل کے تذکروں
کے نقصروں کا نقارہ بھی ہر وقت بجتا رہتا تھا۔
حضرت قبلہ جسطرح اولیاء اللہ کے گرویدہ رہتے تھے۔ اہل بیت رسول کے شیدائی بھی تھے اصحاب
رسول کے دلدادہ بھی تھے سن شعور ہی سے نماز روزے اعمال خیر کی ادائیگی میں ہر وقت رواں
دواں رہا کرتے تھے۔ بری صحبت و افعال قبیحہ سے فطرتاً آپ ہمیشہ نفور و دور رہا کرتے تھے
ہم عمروں کی جماعت سے بھی آپ ہمیشہ بیزار رہا کرتے تھے۔ ابھی آپ مرید بھی نہیں ہوئے تھے مگر آپ
اپنے ہم سنوں کو اچھے کام کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ برے کام سے روکا کرتے تھے۔ ناچ گانے کھیل
تماشے کی واہیات مجالس سے ہمیشہ احتراز فرمایا کرتے تھے۔ تجارت کا شوق اور دلچسپی بڑھانے
کیلئے ایک بار آپکے والد گرامی حضرت شیخ رمضانی علیہ الرحمہ نے آٹھ سو روپے آپکو دیئے کہ بیٹے

دہلی فلاں دوکان پر جاکر فلاں فلاں قسم کا کپڑا خرید کر بلٹی کردو ہم یہاں ملک اسٹیشن پر چھڑا لیں
حضرت قبلہ آٹھ سو کی رقم لیکر دہلی روانہ ہوئے دوسرے روز صبح دہلی پہنچے اسٹیشن سے سیدھے
کر کے حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے دربار میں حاضر ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی
نگاہ کرم سے اسقدر متاثر ہوئے کہ وہاں کئی روز رہ گئے اور دربار کے فقیروں ملنگوں اور بزرگ
میں ایسے ہل مل گئے کہ بیان سے باہر ہے نہ گھر یاد رہا نہ اپنا کام یاد رہا تمام رقم ملنگوں کو کھلا
پلانے پہنانے اوڑھانے اور مجلس سماع میں قوالوں کو دینے میں ختم کر ڈالی جو کپڑہ خریدنے کو لائے
تھے وہاں سے فقیروں کی دعائیں اور حضرت محبوب پاک کی نگاہ کرم کا سہارا لیکر گھر واپس ہوئے
والد گرامی نے دریافت کیا کہ بیٹے کتنا مال خریدا بلٹی کہاں ہے ۔ والد کو کچھ جواب نہ دیا بس
آب دیدہ ہو کر اتنا عرض کیا کہ بابا میں نے بلٹی کر دی ہے یہ کہہ کر کوٹھے پر چلے گئے اور وہاں لیٹے لیٹے
روتے رہے ۔ والدہ صاحبہ نے دیکھا کہ ہمارا بیٹا دہلی سے واپس آیا ہے تو کوٹھے پر کیوں چلا گیا اور
کیوں رہا ہے فوراً آئیں اور دریافت کیا تو حضرت قبلہ نے اپنی والدہ سے سارا ماجرہ کہہ سنا
والدہ نے فرمایا کہ بیٹے رونے کی کیا بات ہے بزرگوں ہی کی راہ میں تو روپے صرف ہوئے ہیں ہم
والد صاحب کو سمجھا دینگے ۔ تم کچھ فکر نہ کرو ۔ وہ تم کو کچھ نہیں بولینگے ۔

حضرت قبلہ کا ذوق خدا پرستی

۔ حضرت قبلہ کو بچپن ہی سے خدا پرستی کا شوق مخلوق
کی ہمدردی کا ذوق کوٹ کوٹ کر قدرت نے دل میں بھر دیا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ مستان شاہ میاں
جو قلندری سلسلہ کے بڑے زبردست صاحب نسبت بزرگ تھے آپ کے خلیفہ رنگیلے شاہ میاں ہمیشہ
اُن کے ہمراہ رہا کرتے تھے حضرت مستان شاہ میاں بڑے صاف ستھرے اعلیٰ درجہ کا لباس زیب
تن فرمایا کرتے تھے اور سواری کیلئے بیلوں کی ایک اعلیٰ درجہ کی جوڑی اور شاندار تانگہ ہمیشہ ساتھ
رکھتے تھے دنیا نہ قلندرانہ مزاج کے فقیر تھے کیمری ضلع رام پور کے رہنے والے تھے حضرت قبلہ
کو بہت چاہتے تھے اکثر و بیشتر حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی واپسی کے

ان حضرت قبلہ کو دو چار روز کیلئے اپنے ہمراہ بھی لیجایا کرتے تھے۔ سن بلوغ ہی میں مستان شاہ میاں نے اپنی نسبت قلندری حضرت قبلہ کے دل میں منتقل فرما دی تھی۔ حضرت مستان شاہ میاں کی ان مستقل سے حضرت قبلہ نہایت متاثر ہو چکے تھے اُٹھتے بیٹھتے انھیں کا چرچہ کیا کرتے تھے اور مستان شاہ میاں کی خدمت دل و جان سے کرنے لگے تھے۔ اکثر انکی عدم موجودگی میں انکی تلاش کیلئے ان متبرکہ مقامات کی طرف بھی حضرت قبلہ گھر سے نکل جایا کرتے تھے جو کبھی گھر والوں کو ناگوار بھی گذرتا۔ جب یہ بڑھتا ہوا ربط و ضبط حضرت قبلہ کے والد گرامی نے دیکھا تو بڑی فکر ہوئی کہ ایک ہی بیٹا ہے وہ بھی قلندرانِ ملت اسلامیہ کی آماجگاہ میں گما جا رہا ہے۔

ابھی ہم نے بیٹے کی شادی خانہ آبادی کی تقریب دلنواز کی خوشی بھی نہیں دیکھی مبادا یہ بھی طرح راہ حق میں فقیروں کے ساتھ گم ہو گئے تو ہماری امیدوں کا چراغ ہمیشہ کیلئے ان کی نقطۂ نگاہ سے گل ہو کر رہ جائیگا۔ پھر اُس وقت ہمارے بنائے کچھ نہ بن سکیگا ابھی موقعہ ہے جو کہنی ہو ابھی کہہ لو۔ لہٰذا اب جو حضرت مستان شاہ میاں حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو حضرت قبلہ کے والد گرامی نے دستور کے مطابق خاطر تواضع کے بعد دست بستہ حضرت مستان شاہ میاں سے عرض کیا کہ حضور یہی (محمد حسن) تو ہمارا اکلوتا بیٹا ہے آپ اسکے حال زار پر توجہ نہ فرمائیے کہ یہ بھی آپ جیسا قلندر بن جائے اور ہم دنیا داری کی راہ سے محروم ہو جائیں۔ حضرت مستان شاہ میاں بہت چست و چالاک قلندر فقیر تھے سوچنے لگے۔ کس طرح (صوفی محمد حسن سلمہٗ) کو اپنی نسبت قلندری سے ہٹائیں۔ نسبت تو پھر لو دل میں اتر چکی ہے۔

حضرت قبلہ کے والد گرامی کی درخواست قبول بھی فرمالی تھی ایک روز حضرت قبلہ کو حسینی نگیلے شاہ میاں کے ذریعہ کیمری کے قریب ایک گاؤں میں بلوایا۔ حضرت قبلہ جب وہاں پہنچے تو حضرت مستان شاہ میاں نے اپنے خلیفہ سے متوجہ ہو کر کچھ ایسی باتیں فرمائیں جو

حضرت قبلہ نے کبھی نہیں سنی تھیں۔ حضرت قبلہ کو خیال آیا کہ آج کل مستان شاہ میاں نے اول تو ہم
یہاں آنا جانا کم کر دیا ہے پھر آج ایسی خلاف شرع گفتگو فرما رہے ہیں جس سے حضرت قبلہ کا دل حضرت
مستان شاہ میاں کیطرف سے ہٹ گیا۔ اور اسی روز حضرت قبلہ وہاں سے بھینوڑی شریف آگئے راستہ
بھر وہ ان باتوں کا خیال آتا رہا۔ چہرہ بھی کچھ اتر گیا تھا ادھر شہنشاہ اولیاء مرشد کامل حضرت
نبی رضا شاہ علیہ الرحمۃ جو قادری ابو العلائی جہانگیری سلسلہ کے بھرپور قلندر بھی تھے ولی بھی تھے۔ مرشد
کامل بھی تھے بھینوڑی شریف مسجد میں دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے حضرت قبلہ کے انتظار میں مراقبہ
بیٹھے ہوئے تھے گویا یہ سب تصرفات حضرت مرشد کامل ہی کے تھے جو حضرت قبلہ کے والد گرامی نے مستان
شاہ میاں سے گذارش کی تھی حالانکہ حضرت مستان شاہ میاں کی دلی خواہش تھی کہ ہماری نسبت قلندریہ
کا شاہکار صوفی محمد حسن صاحب ہی کو بنائینگے اور ادھر مرشد کامل حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہٗ
بھی اپنے کشفی قلبیات۔ اور مستقبل کے آنے والے حالات کے پیش نظر یہ طے فرمالیا تھا کہ ہماری نسبت
ابو العلائی جہانگیری کا شاہکار صوفی محمد حسن ہی کو بننا ہے۔

عالم روحانیت کے اس تصادم میں آخر کار حضرت مرشد کامل نبی رضا شاہ قدس سرہٗ کی
نسبت ابو العلائی تمام نسبتوں پر غالب آگئی اور انھوں نے اپنی آغوش رحمت میں حضرت قبلہ کو لیکر اپنی نسبت
کا شاہکار بنا ہی دیا۔

حضرت مستان شاہ میاں نے حضرت قبلہ کے والد کی گذارش قبول فرما کر حضرت قبلہ کو اپنی
نسبت سے پھیرنے کیلئے بظاہر ایسی خلاف شرع گفتگو فرمائی کہ حضرت قبلہ اس روز انکی خلاف شرع گفتگو
سنکر پژمردہ ہو کر بھینوڑی شریف واپس آگئے اور آتے ہی پہلے مسجد میں حاضر ہوئے جہاں قلندر
کے شہنشاہ بیٹھے ہوئے حضرت قبلہ کی آمد کا انتظار فرما رہے تھے۔ جیسے ہی حضرت قبلہ مسجد میں داخل ہوئے
حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہٗ نے آنکھ کھول کر حضرت قبلہ کو دیکھا اور فرمایا کیوں میاں صوفی محمد حسن صاحب
کہاں سے آرہے ہو تمہارا چہرہ کیوں اس وقت اترا ہوا ہے حضرت قبلہ نے عرض کیا کہ حضور کیا عرض کروں

[illegible] مستان شاہ میاں کی خدمت میں گیا تھا تو آج وہاں انھوں نے اپنے خلیفہ رنگیلے شاہ میاں سے
[illegible] خلاف شرع گفتگو فرمائی کہ میرا دل انکی طرف سے بالکل پھینکا پڑ گیا ہے۔ حضرت مرشد کامل یہ
[illegible] سنکر اسے اور زور سے آواز دیکر فرمایا سُن رہے ہو شاہ جی میاں (شاہ جی میاں بھی ایک بزرگ
[illegible] میں جو ہردوئی ضلع کے رہنے والے تھے ایک مدت سے کھنوڑی شریف کی مسجد میں مقیم تھے اور حضرت
[illegible] الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ تھے قصبہ کے سبھی لوگ شاہ جی میاں کو مانتے تھے مسجد میں قیام رہتا
[illegible] دونوں وقت حضرت قبلہ کے گھر کھایا کرتے تھے) اُنھیں شاہ جی میاں کو پکار کر فرمایا کہ صوفی محمد
[illegible] سلے کیا کہہ رہے ہیں کہ مستان شاہ میاں خلاف شرع ہو گئے یہ کہہ کے فرمایا کہ میاں صوفی محمد حسن
[illegible] تمہارا حصہ میرے پاس ہے تم ادھر اُدھر کہاں پھر رہے ہو۔ اپنے سینہ سے لگایا اور وضو کرا کے
[illegible] وقت مرید کیا اور نسبت جہانگیری الوالعلائی سے مالامال کر دیا۔

[illegible] حضرت قبلہ مسجد سے باہر تشریف لائے اور یہ سارا واقعہ والدین کو کہہ سنایا۔ حضرت
[illegible] کے والدگرامی یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے میرے لاڈلے بیٹے کو اپنی
[illegible] میں قبول فرما لیا ہے۔ گھر میں بڑی خوشی منائی گئی۔ حضرت نبی رضا شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی دعوت
[illegible] ہوئی شیرنی تقسیم کی گئی۔ اب اطمینان سے حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد حضرت نبی رضا شاہ کی خدمت
[illegible] رہنے لگے۔

[illegible] جس روز مسجد میں آپ مرید ہوئے ہیں اسی روز رات میں حضرت قبلہ نے خواب میں
[illegible] میرے پیر و مرشد حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ ہر رنگ کی ایک کتاب جس میں ہری روشنائی سے
[illegible] ہوئی ہے میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ میاں صوفی محمد حسن صاحب اس کتاب کو پڑھ لیجئے۔ یہی
[illegible] ہے اور بے شمار بھیجیں۔ حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ نے میرے سینے سے نکال کر لوگوں کو تقسیم
[illegible] میں خواب ہی میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے مجھ پر گلاب کے پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اس
[illegible] سے اور قلبی کیفیات سے حضرت قبلہ کو بڑا سکون ملا۔ اور حضرت قبلہ نے اپنی تمام توجہات جو ادھر

ادھر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان سب کو سمیٹ کر حضرت نبی رضا شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز لکھنؤ شریف سے اپنے وطن بھینسوڑی شریف تشریف لائے اور وہاں سے حضرت قبلہ کو اپنے ہمراہ لیکر کلیر شریف مخدوم صابر پاک کے عرس میں حاضر ہوئے۔ مخدوم پاک کے آستانہ پر حضرت مستان شاہ میاں بھی حاضر تھے۔ دونوں بزرگوں کا وہاں جب آمنا سامنا ہوا تو حضرت قبلہ نے مستان شاہ میاں کو سلام نیازمندانہ پیش کیا۔ حضرت مستان شاہ میاں نے خوش ہو کر سلام کا جواب دیا اور بہت دعائیں دیں اور دریافت فرمایا کس کے ساتھ آئے ہو۔ حضرت قبلہ نے جواب دیا اپنے میاں کے ساتھ آیا ہوں۔

پھر حضرت مستان شاہ میاں نے خوش ہو کر حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہٗ سے دریافت کیا۔ کیا یہ ہونہار صاحبزادے آپکے ساتھ آئے ہیں؟ حضرت نبی رضا شاہ صاحب قدس سرہٗ نے جواب دیا کہ ہاں یہ ہمارے ساتھ آئے ہیں اور ہم نے ابوالعلائی سلسلہ کی نسبت انکے سپرد کر دی ہے اور انکو اپنے بزرگوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ حضرت مستان شاہ میاں نے یہ جواب سُنکر مُسکرا کر فرمایا بہت اچھا ہوا کہ یہ آپ جیسے آفتاب وقت کے حوالے ہو گئے۔ خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ یہ صاحبزادے آپکی تربیت و خدمت میں رہ کر اپنے وقت کے آفتاب بن جائیں گے۔ کیوں کہ اس وقت حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہٗ کے حُسن و جمال و فضل و کمال اور آپکی روحانیت کا ایسا عالم تھا کہ جس بارگاہ میں جاتے جس عرس میں شریک ہوتے وہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور قلندران ملّت اسلامیہ کے درمیان آفتاب کی طرح چمکتے تھے اور تمام سلسلہ کے بزرگ آپ کو اپنی مجلس میں صدر مجلس کی طرح احترام فرمایا کرتے تھے اور آپ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ گویا آپ ہر اجتماع میں صدر بزم اولیاء نظر آیا کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت مستان شاہ میاں بھی مجبور تھے انکے لئے سوائے اسکے اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ حضرت مستان شاہ میاں کی یہ مجبوری حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ صاحب کے ہی سامنے تھی ورنہ حضرت مستان شاہ میاں بھی نسبت قلندری کے بادشاہ وقت تھے۔ حضرت قبلہ حضرت مستان شاہ میاں کی آخر عمر تک تعریف فرمایا کرتے تھے کہ ایسا فقیر و قلندر کہ جب چاہے اپنی نسبت سے مالا مال کر دے اور جب چاہے ذرا

...میں بخی نسبت واپس لے لے۔

یہ حضرت مستان شاہ میاں کی بڑی خصوصیت تھی۔ حضرت مستان شاہ میاں نے ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۵ء

...رام پور میں پردہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ کا مزار مبارک حضرت ...دی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے مشرق کیجانب دیوار سے متصل بنا ہوا ہے۔ جو آج بھی زیارت ...ہے پھر حضرت قبلہ اپنے مرشد کامل کے فیض سے مخدوم صابر پاک کی بارگاہ میں بھی مقبولیت و محبوبیت ...دست صابری کے فیضان سے مالامال ہو کر اپنے مرشد پاک کے ہمراہ مرشد نگر بھیوڑی شریف واپس ...حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہٗ نے مرشد نگر بھیوڑی شریف میں حضرت قبلہ کے والد ...حضرت شیخ محمد رمضانی کو اپنے ہونہار اکلوتا صاحبزادے کی بارگاہ صابری میں اس مقبولیت و محبوبیت ...دی پیش فرمائی اور انکے سپرد فرما کر آپ لکھنؤ شریف واپس آگئے اور لکھنؤ شریف میں اپنے کام اشاعت ...میں معروف ہو گئے۔ حضرت مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ قدس سرہٗ کے مفصل حالات رسالہ اعجاز ...ینہ جہانگیری، سیرت مخزالعارفین وغیرہا کتب میں مذکور ہے۔ ناظرین کرام ان کتابوں کا مطالعہ ...س کتاب "سلطان الاولیاء چراغ ابوالعلائی" میں حضرت قبلہ کے مختصر حالات سپرد قلم کئے جا رہے ...

حضرت قبلہ کی دو بہنیں

حضرت قبلہ کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام محترمہ حسینی خاتون جو قصبہ کیمری ضلع رام پور میں بیاہی تھیں۔ اور کچھ دنوں بعد کیمری سے ...رت قبلہ ہی کے گھر آگئی تھیں اور یہیں رہتی تھیں حضرت قبلہ کے مریدوں کی اور مہمانوں کی دل و جان ...خدمت کیا کرتی تھیں۔ صوفی منصور صاحب فرید پوری جو ہر جگہ لنگر کرنے میں اپنی مثال نہیں رکھتے وہ ہر ...ت حضرت قبلہ کے دروازے پر پڑے رہتے تھے اور جو بات ہو پھوپی جان محترمہ حسینی خاتون سے عرض کر ...تے تھے وہ اپنے بھائی حضرت قبلہ کو منالیا کرتی تھیں کیوں کہ حضرت قبلہ محترمہ حسینی خاتون کی خدمات کی ...سے بہت خوش رہا کرتے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے صوفی عطاء اللہ مرحوم۔ صوفی عبدالعزیز مرحوم جو

یکے بعد دیگرے دونوں حضرت قبلہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ صوفی عطاء اللہ مرحوم کے پانچ صاحبزادے
صوفی حشمت حسین صاحب صوفی رحمت حسین صاحب۔ صوفی محبوب حسین صاحب۔ صوفی فیاض حسین صاحب
صوفی ابرار حسین صاحب اور دو صاحبزادیاں نور جہاں سلمہا۔ بنو سلمہا اور صوفی عبدالعزیز صاحب
کے بھی پانچ صاحبزادے صوفی لیاقت حسین عرف منے میاں صاحب جو اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ صوفی
صدیق حسین صاحب۔ صوفی ریاست حسین صاحب۔ صوفی شرافت حسین صاحب۔ صوفی محمد شاہ نواز صاحب۔ ایک صاحبزادی
زیتون سلمہا۔ دوسری بہن محترمہ زلیخا خاتون جنکی شادی موضع کوکھرنی میں ہوئی تھی آپکے ایک صاحبزادے
ہیں صوفی مقصود حسن صاحب جو موضع ڈھندری میں خانقاہ کی تعمیر کرا رہے اور وہیں پیری مریدی کرتے ہیں

مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ علیہ الرحمہ کا وصال و بعد کے حالات۔ سنہ ۱۹۰۹ء / ۱۳۲۹ھ

۲۲ ربیع الاول کو جب لکھنؤ والے حضرت محمد نبی رضا شاہ علیہ الرحمہ نے پردہ فرمایا تو پورے سلسلہ میں ایک کہرام
سا برپا ہوگیا پورا مرشد نگر بھنسوڑی شریف ماتم کدہ بن گیا جسے دیکھئے بلک بلک کر کلیجہ پھاڑے ڈالے
رہا ہے کہ ہائے وہ آفتاب وقت اور وہ خدا نما چہرہ ہمیشہ کیلئے روپوش ہو گیا۔ اب کہاں انہیں دیکھ پائیں گے۔
خصوصًا حضرت محمد نبی رضا شاہ قدس سرہ کے جانشین برادر خورد حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہ اور
حضرت قبلہ (صوفی محمد حسن شاہ) کا غم و اضطراب نہ پوچھئے بیان سے باہر ہے۔ اچانک یہ جدائی
ان دونوں حضرات کیلئے کوہ گراں بن گئی جو کسی طرح اٹھائے نہیں اٹھ رہی تھی مگر مرضیٔ مولیٰ میں کسی
کو کیا چارہ لکھنؤ شریف میں چونکہ وابستگان سلسلہ کو پہلے ہی سے سرکار نبی رضا شاہ علیہ الرحمہ کے تابانہ
سے جائے مدفن معلوم تھا۔ اس وجہ سے مزار پاک صدر بازار اسلامیہ قبرستان میں جو خواص و عوام
ہندو مسلم، سکھ عیسائی خصوصًا تمام جہانگیریوں کا مرکز پناہ و زیارت گاہ ہے۔ نور اللہ مرقدہ
الیٰ یوم القیامۃ۔

آپ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت قبلہ کی بے چینی و اضطراب کا عالم نہ پوچھئے رات

سکوت گریہ وزاری، بے چینی و بے قراری میں گزرنے لگی نہ گھر اچھا لگے نہ باہر سکون ملے۔ حضرت
شاہ تھے یہ عجیب پریشانی کا یہ دور تھا ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند ۔ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا ۔

ہائے رے یہ ایام فراق ہمارے حضرت قبلہ کیلئے کس قدر حسرت ناک ایام اور بے
چینی کا عالم سوائے حضرت قبلہ کے اور کون جانے ۔ بیچ منجدھار میں ناخدائے سفینہ رخصت ہوگیا ۔
ساری دنیا حضرت قبلہ کیلئے تاریک ہوگئی کچھ سوجھائی نہیں دیتا کہاں جائیں کس کو اپنی بے
چینی کی داستان سنائیں کون ہے جو اس درد کا مداوا کرے ۔ اس بے چینی اور دیوانگی کے عالم
میں حضرت قبلہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ہندوستان کے تمام آستانوں اور خانقاہوں کی
خاک چھان ڈالی ۔ یوپی ۔ بہار ۔ پنجاب ۔ سندھ، ممالک متوسطہ بلاد ہند کے تمام صوفیا، علماء
اور سجادہ گان سے ملاقات کی ۔ بریلی شریف میں مشہور وقت پیر جناب بشیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے پاس بھی گئے اور ایک روز سوداگری محلہ، اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ۔ اعلحضرت کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں سے واپس بھنڈی شریف
لوٹ گئے ۔ اتنی سیر و سیاحت اور زیارت سے بھی قلبی سکون نہ ملا ۔ آخر کار گھبرا کر اپنے دادا پیر
فخر العارفین حضرت مولانا عبد الحی شاہ صاحب چاٹگامی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت حیات تھے ۔

مرزا کھیل شریف چاٹگام کے سفر کا مصمم ارادہ کرکے چاٹگام کیلئے روانہ ہو گئے
حضرت فخر العارفین چاٹگام میں اپنے خلیفۂ اعظم حضرت نبی رضا شاہ قدس سرہ کے وصال کی خبر سے
مغموم رہا کرتے تھے ۔ لیکن بڑوں کی بات بڑی ہوتی ہے وہ اس جدائی کو برداشت کرتے رہے
اور اس سے مطمئن بھی تھے کہ راہ حق میں جان دی ہے اور اپنے فیضان جہانگیری کی بھرپور روشنی جو انہیں
عطا ہوئی تھی اسے وہ پھیلا کر اسکی سنگ بنیاد رکھ کے رخصت ہوئے ہیں ۔ اب تا قیام قیامت انکی روشنی اور
بھی پھیلتی رہیگی ۔ حضرت قبلہ جب چاٹگام شریف فخر العارفین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فخر العارفین

آپکی حاضری سے بہت خوش ہوئے اور چند روز تک اپنی خدمت میں قیام فرمانے کا حکم فرمایا۔ حضرت قبلہ کو یہ خیال آیا کہ شاید حضرت فخر العارفین اب ہم کو اپنی طرف رجوع فرماکر ہماری رہنمائی فرمائینگے

حضرت قبلہ کا یہ محض خیال ہی تھا زبان سے کچھ نہیں عرض کیا تھا لیکن چاٹگام شریف حاضر ہونے کے بعد یک گونہ سکون ہو گیا تھا۔ ایک روز حضرت فخر العارفین نے حضرت قبلہ کو فرمایا میاں صوفی محمد حسن صاحب آپ گھبرائیے نہیں آپکا ایک اچھا وقت آنے والا ہے آپ سے سلسلہ کا بہت بڑا کام لیا جانے والا ہے اس وقت ہم آپ کے معاملہ میں مجبور رہیں۔ اوپر والے بزرگان دین کی مرضی و منشار کے مطابق ہی چلنا پڑیگا۔ آپ اطمینان سے یہاں خانقاہِ جہانگیری میں جب تک آپ و دانہ ہے قیام فرمائیے۔ خانقاہِ جہانگیری کی خدمت کرتے رہیئے۔ ایک روز حضرت فخر العارفین عصر کی نماز کے بعد حلقۂ مریدین میں جلوہ گر تھے۔ مختلف دیار کے اصحاب سلسلہ وہاں حاضر تھے۔ حضرت فخر العارفین الگ الگ ہر ایک فرد کو ذکر و فکر اور اور اد و وظائف کی تلقین فرمارہے تھے۔ کسی کو تلاوت قرآن کریم، کسی کو تلاوت دلائل الخیر، کسی کو حزب البحر شریف کسی کو کچھ کسی کو دعائیں تلقین فرما رہے تھے۔ حضرت قبلہ بھی اُسی مجلس کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے سنتے رہے اور اپنے دل میں سوچتے رہے کہ جن چکیوں سے میں گریز کرتا رہا ہوں یعنی اوراد و وظائف والی دور کی منزل سے گھبراتا رہا ہوں ہماری منشار اور ہماری جستجو جھٹ منگنی پٹ بیاہ دید صنم یاد صنم کی منزل ہے مجھے تو ہر وقت دیدار حق نصیب ہونا چاہیئے۔ اسی جستجو میں ہندوستان کی خاک چھانتا ہوا چاٹگام شریف حاضر ہوا ہوں۔ مگر یہاں بھی اوراد و وظائف پڑھنے پڑھانے کی چکی چل رہی ہے۔ اگر حضرت نے مجھ کو پڑھنے پڑھانے کی تلقین فرمائی تو میں حضرت کے قدموں پر مچل جاؤں گا۔ اور یہیں مرمٹوں گا۔ حضرت فخر العارفین فرداً فرداً جب سب کو تلقین فرما چکے اور جب حضرت قبلہ کا نمبر آیا تو حضرت قبلہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میاں محمد حسن صاحب آپکو کیا کرنا ہے آپ تو بیرنگے جانثاروں میں ہو۔ آپکو اوراد و وظائف پڑھنے پڑھانے کی چنداں ضرورت

اگر ہو سکے تو دیوان تراب اپنے ساتھ رکھا کیجئے اور اسکی غزلیں پڑھتے رہا کیجئے۔ دیوان تراب جاں نثاری
سے بھرپور دیوان ہے۔ آپ کی نسبت منتقلہ اور آپ کا جو منشا رہے فی الحال ہم آپ کے معاملہ میں
عنقریب آپکے چکنے کا وقت آرہا ہے اسی وقت آپکا یہ منشا دید صنم یا دِ صنم آپکو حاصل ہو جائے
قبلہ کا منشا اس شعر سے خوب واضح ہوتا ہے

اس جہاں میں ہوگیا دیدار حق جسکو نصیب ؛ اس سے جا کے پوچھے کوئی کیا ہے صورت پیر کی۔

آپ ہندوستان رخصت ہو جائیے۔ پہلے لکھنؤ اپنے پیر و مرشد حضرت محمد نبی رضا شاہ کے آستانہ پر
دیجئے وہیں سے آپکا راستہ کھلے گا۔ ان کلمات طیبات سے اور روحانی فیوض و برکات سے مطمئن ہو کر چند
بعد حضرت قبلہ چاٹگام شریف سے ہندوستان واپس آئے۔ لکھنؤ شریف میں آستانہ پر حاضری دی
سرکار مرشد کامل محمد نبی رضا شاہ کے خلفاء کبار حضرت مولانا صوفی عبدالشکور صاحب نصیر آبادی
صوفی عبدالحمید شاہ صاحب لکھنوی حضرت صوفی سید احمد علی شاہ صاحب گھیاری منڈی والے موجود
حضرات نے حضرت قبلہ کی بڑی تعظیم و توقیر اور محبت فرمائی کیونکہ آپ دربار عالی چاٹگام
سے آرہے تھے۔ خصوصاً حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب علیہ الرحمہ حضرت قبلہ کے ساتھ
شفقت سے پیش آئے اور اپنے مستقر نصیر آباد جو دربار اجمیر میں ہے حضرت قبلہ کو وہاں
دعوت دی۔ حضرت قبلہ نے بھی احتراماً اپنے محترم حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب
دعوت نصیر آباد قبول فرمائی اور وہاں سے بھینسوڑی شریف کیلئے روانہ ہو گئے بھینسوڑی شریف
نبی رضا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گھر والوں کے دل سے ابھی انکی جدائی کا غم گیا
حضرت قبلہ کو چاٹگام سے واپسی پر دیکھ کر غم اور تازہ ہو گیا۔ حضرت سرکار نبی رضا شاہ
رحمتہ کے برادر خورد حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمۃ جو اپنے بڑے
والے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکے تھے لیکن ملازمت کی وجہ سے
وقت محکمہ انصرام میں تحصیلدار تھے اس ملازمت کی وجہ سے آپ وہاں مصروف رہا کرتے تھے

مگر اپنے بڑے بھائی جو انکے پیر و مرشد بھی ہیں انکی جدائی کے غم میں بہت ہی نڈھال اور غم زدہ رہا کرتے تھے مجبوراً ملازمت
کی ڈیوٹی ادا کرتے تھے حضرت صوفی عنایت حسین شاہ علیہ الرحمۃ پیدائشی نیک صالح، متقی پرہیزگار باشرع بزرگ تھے
آپکو اسی نیک بختی کی وجہ سے خاندان کے لوگ آپ کو بچپن ہی سے ملاجی ملاجی کہا کرتے تھے ۔ اور اپنے پیر و مرشد
بڑے بھائی لکھنؤ والے حضرت کیطرح آپ بھی نہایت ہی حسین و جمیل افغانی نسل کے پٹھان یعنی فاتحین اسلام کے خاندان
سے تھے آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے خاندان کے لوگ آپکو چاند میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے ۔ آپ اپنے پیر
و مرشد لکھنؤ والے حضرت کے پردہ فرمانے کے دوسرے یا تیسرے دن لکھنؤ شریف لائے اور آستانہ کی خدمت، عرس
تیجہ، چہلم، دسواں، عرس چالیسواں آپنے انجام دیا اور آپ ہی نے آستانہ کی تعمیر کا اہتمام بھی فرمایا کچھ دنوں کے بعد بنگال
والے حضرت فخر العارفین مولانا عبد الحئی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت پاک میں جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ
صاحب حاضر ہوئے تو دربار عالی میں آپ سجادگان کے حجرہ میں ٹھہرائے گئے اس بات سے پورے سلسلۂ عالیہ
میں ظاہر ہو گیا کہ بے شک حضرت عنایت حسین صاحب ہی سجادہ نشین ہیں لہٰذا جملہ مریدین و خلفاء سلسلہ
رضائیہ نے خصوصاً حضرت مولانا عبد الشکور شاہ صاحب نے بغیر اعلان کے آپکو سجادہ نشین مان لیا
اور احترام فرمانے لگے ۔ اس میں شبہ نہیں بقول حضرت قبلہ کے کہ حضرت مولانا عبد الشکور شاہ صاحب
علیہ الرحمۃ نے لکھنؤ والے حضرت کے پردہ فرمانے کے بعد سلسلۂ عالیہ کی بڑی دیکھ بھال فرمائی حضرت قبلہ اکثر بیشتر حضرت
مولانا عبد الشکور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے فقیری کی تعریف و توصیف فرمایا کرتے تھے اور حضرت قبلہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت
مولانا عبد الشکور شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے سلسلۂ عالیہ کو منتشر نہیں ہونے دیا ۔ اگرچہ یہ سب تعمیر و ترتیب اور سلسلہ کا نظم و نسق
بانی سلسلہ حضرت فخر العارفین مولانا عبد الحئی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے فیضان کرم اور آپ ہی کے ایماء سے ظہور پذیر
ہوتا رہا ۔ حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہ صاحب کی سجادہ نشینی اور حضرت قبلہ کی اجازت و خلافت حضرت صوفی محمد عنایت حسین شاہ
کی طرف سے بنگال والے حضرت ہی کی منظوری سے وجود و ظہور میں آئی کیونکہ اسی وقت بنگال والے حضرت ہی سلسلہ ابو العلائی جہانگیریہ
کے اکیلے مختار تھے انھوں نے اپنے حکم اور دادا پیر والے پیران سلاسل کی منشا کے مطابق یہ نقشہ مرتب فرمایا اسمیں کسی کا دخل نہیں ہاں
اس نقشے کو مرتب فرمانے میں حضرت مولانا عبد الشکور صاحب قبلہ نے جد و جہد بہت فرمائی ہے جس کا اجر انھیں تا قیام قیامت ملتا رہیگا

حضرت قبلہ کی اجازت و خلافت کی شروعات

جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمہ کی سجادہ نشینی بنگال والے حضرت کی منشا و ایماں کے مطابق بغیر اعلان کے سب مان لی گئی تو پورے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ رضائیہ میں ایک نئی روشنی اور لہر پیدا ہو گئی۔ رضائیہ کے تمام مریدین و خلفاء کرام پھر ایک مرکز پر جمع ہو گئے۔ سجادہ نشین حضرت حاجی محمد عنایت حسن شاہ علیہ الرحمہ کو اپنے مرشد پاک کا جانشین سمجھ کر سبھی مریدین و خلفاء رضائیہ پیر و مرشد کی طرح حضرت سجادہ نشین کو ماننے جاننے لگے۔ خلفاء میں سب سے زیادہ حضرت مولانا شکور شاہ صاحب علیہ الرحمہ حضرت سجادہ نشین صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمہ سے محبت کرتے تھے اور سب سے زیادہ تعظیم و توقیر بھی فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت مولانا عبدالشکور شاہ علیہ الرحمہ اپنے پیر و مرشد کے بڑے جاں نثار بزرگ تھے۔ اسی وجہ سے ان کے سلسلۂ عالیہ کے مریدین و متعلقین حضرات میں بھی جاں نثاری کی ایک امتیازی جھلک پائی جاتی ہے اور اسی وجہ سے حضرت قبلہ بھی اپنے دور میں سلسلۂ شکوریہ کے تمام افراد سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ سلسلۂ عالیہ کی اشاعت کے خلفاء کرام کو ابھارا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت قبلہ نے مردہ دلوں کو زندہ دلی عطا فرما کر وہ لوگ سعادت مند ہوئے جنہوں نے حضرت قبلہ کی ہمدردی کی قدر کی اور ان کا فیضان کرم حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے غالباً بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا صوفی عبدالستار صاحب علیہ الرحمہ جو اجمیر مقدس میں ہمارے بہنوئی حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمہ (صدر الشریعت) کی خدمت میں برسوں رہ کر درس نظامیہ عربیہ کی دستار فضیلت حاصل فرمائی اور جید عالم ہوئے۔ اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہ کے جہانگیری سلسلہ کے جید صوفی ہوئے۔ مگر آپ کو زمانے نے دفا نہیں کی عین عالم جوانی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کا مزار پاک بڑا سونا پور ناریل باڑی بمبئی میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ اسی رشتہ سے علماء بریلی قصبہ

نصیر آباد میں جلسہائے شکوریہ رضائیہ جہانگیریہ میں وقتاً فوقتاً تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار نصیر آباد
حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عنقریب فاتحہ وعرس رضائیہ جلسہ عید میلاد النبی
فرمایا۔ جلسہ گاہ کے دروازہ پر یہ رباعی آویزاں تھی ؎

یہ بزم تجلی ہے کس دلربا کی ۔ کہ ہے پیکر نور ہر جسم خاکی
ولیِ خدا اور صفیِ خدا کی ۔ شہِ بوالعلا اور شاہ رضا کی

جب جلسہ میں حضرت صدر الشریعۃ اور حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب تشریف
لائے تو سمجھا کہ یہ رباعی ہمارے ہی خاطر اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی شان میں لکھی گئی
ہے۔ پھر حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے بتایا کہ یہ رباعی ہمارے سرکار مرشدِ کامل حضرت
خواجہ محمد نبی رضا شاہ لکھنوی علیہ الرحمہ کی شانِ پاک میں تحریر ہے۔

اس جلسہ میں حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ بھی جلوہ گر تھے اور
غالباً اس سے پہلے ہی آپ کی سجادہ نشینی کو تمام وابستگان وخلفاء کرام بالاتفاق مان چکے تھے۔
وجہ سے نصیر آباد کی مجلس میں بھی سبھی لوگ آپ کو بالاتفاق سجادہ نشین مان رہے تھے۔
اعلان کی ضرورت بھی نہ پڑی کیونکہ آپ کا زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت۔ عا
واطوار گفتار وکردار۔ حسن وجمال، فضل وکمال۔ مسائل شریعت وطریقت میں اوقات کی پابندی۔
محمدی، علمی معلومات اوراد ووظائف کی مداومت، غرض جملہ اوصافِ حمیدہ میں اس وقت آپ ہی
سلسلہ میں بے مثل ویکتا تھے۔

اور اس وجہ سے بھی اعلان کی ضرورت نہ پڑی کہ جب آپ بنگال شریف دربارِ
میں حاضر ہوئے تو ہمارے حضرت قبلہ بھی ہمرکاب سفر تھے۔ حضرت فخر العارفین علیہ الرحمہ نے حضرت
حاجی عنایت حسن شاہ علیہ الرحمہ کو حجرہ سجادگان میں
کا حکم دیا اور بلاشبہ حضرت فخر العارفین علیہ الرحمہ کا یہ عمل اس امر کی طرف مشیر تھا کہ گویا حضرت فخر

با د حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسن شاہ علیہ الرحمہ کی سجادگی کا اعلان فرما رہے ہیں۔

اس مجلس کے بعد جہانگیری دیوں کا یہ قافلہ لفیر آباد سے اجمیر مقدس دربارِ غریب نواز
بعد ری دینے کے لئے حاضر ہوا تو یہاں کوشش ہونے لگی خصوصاً حضرت مولانا عبدالشکور شاہ صاحب
یہ رحمہ نے بڑا زور دیا کہ حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسن شاہ صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین قبلہ اپنی
ب سے حضرت قبلہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب کی اجازت و خلافت کا اعلان فرما دیں۔ جب حضرت
رحمہ سے اس کا مشورہ لیا گیا تو حضرت قبلہ نے از راہِ انکساری جواب دیا کہ ہمیں اجازت و خلافت کی ضرورت
ی ہم۔ بس اس در کی غلامی ہی کافی ہے مگر آپ کی بے پناہ صلاحیتوں کا ذخیرہ آپ کی نسبتِ روحانی کا حال
ضہ پر بھرپور فقیری کا فیضان اور مستقبل میں آپ کے ذریعہ سلسلہ جہانگیری کی اشاعت اور دن رات
ں بھی یہ حضرات اپنی بصیرت نواز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اسی لیے حضرت قبلہ کے انکار سے
ادی متاثر نہ ہوئے بلکہ بار بار اصرار کیا گیا کہ آپ کو اجازت و خلافت قبول کرنی ہی پڑے گی۔ گویا
یہ حضرت قبلہ کے اجازت و خلافت کی بنیاد پڑ رہی ہے۔

حضرت فخر العارفین کی پیشگوئی کا ظہور

غالباً ۱۹۱۲ء کو آج اجمیر مقدس دربارِ غریب نواز میں حضرت فخر العارفین جالگامی قدس سرہ
ا
کی پیشنگوئی (میاں صوفی محمد حسن صاحب آپ گھبرایئے مت آپ کا ایک وقت آنے والا ہے اس وقت ہم
آپ کے معاملہ میں مجبور ہیں) کا ظہور ہونے والا ہے۔

حضرت فخر العارفین کی پیشین گوئی کا مطلب

حضرت فخر العارفین جیسا قطب زماں عارف
ادر
شہزادہ ... ادراک و بصیرت کا شہنشاہ یہ فرما کر حضرت قبلہ کو ٹال دے۔ (اس وقت ہم آپ کے معاملہ

میں مجبور ہیں ") اس کے گھر میں کیا کمی تھی اس گدا کے واسطے" مگر قربان جائیے آپ کی بصیرت وادراک
کہ آج ہی حضرت قبلہ کے مستقبل کو دیکھ رہے تھے کہ حضرت قبلہ اپنے وقت میں شاہکار سلسلہ بننے والے
ہیں اور قدرت کی جانب سے شاہکاری تقدیر لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دامن میں جیسے شاہکاری ملنے
والی تھی وہ تو شہنشاہ رضا تھے جو میرے گھر کی فقیری دل کی جھولی میں بھر کے لے گئے۔ طریقت وعرفان
کی ہر ایک سطح پر یوں تو ہزاروں لاکھوں ستارے چمکتے ہیں۔ مگر بدر منیر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور ہر دَور میں
سلسلہ کا شاہکار بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا فخر العارفینی دَور کا شاہکار دبدر منیر تو ایک ہو چکا۔ اب کہاں
دوسرے کی گنجائش ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا "میاں صوفی محمد حسین صاحب" آپ گھبرایئے مت" یعنی آپ جیسا
دَور کے شاہکار ہونے والے ہیں میری آنکھیں اسے دیکھ رہی ہیں۔ وہ میدان آپ کے لئے خالی ہے

کہاں ہے زمانہ میں ایسا کہاں ہے
مرا پیر و مرشد مریدوں کی جاں ہے

اللہ اللہ حضرت قبلہ کی ذاتِ پاک مرید بھی ہے اور مُراد بھی۔ برادرانِ طریقت ذرا غور
فرمایئے وہ ذاتِ پاک جس نے اپنے پیر کی خدمت کی اور مُدتوں اپنے دادا پیر کے قدموں میں گذاری
اور چند ماہ اپنے پر دادا پیر کو بھی دیکھا۔ انکے سنگِ آستاں پر حاضر رہ کر اُن کی پیشین گوئی کی ابدی سعادت
بھی حاصل کی۔ ان باتوں سے یقین کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کہ بے شبہ حضرت قبلہ اپنے دَور میں تاجدارِ
سلسلہ تھے اور حضرت حاجی صوفی محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمہ بے شبہ رضا شاہی دَور کے تاجدارِ سلسلہ تھے

ایک زمانہ گذرا کہ چاٹگام شریف کی سرزمین پر ایک شہنشاہ نے پیشینگوئی فرمائی تھی سو آج سلطان
الہند کے بھرے دربار میں حرف بہ حرف وہ پیشین گوئی صادق آنے والی ہے۔ دربارِ غریب نواز کے سیکڑوں
مجذوبان وقلندرانِ الٰہیہ اور جماعت سالکین حضرت قبلہ کو دیکھ دیکھ کر اپنی زبانِ حال وقال سے دُعائیں
دے رہے ہیں۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ سرکار غریب نواز سلطان الہند کی جانب سے بھی اشارہ ہو چکا
ہے کہ رکھو دیا جائے تاجِ خلافت انکے سر پر حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا

میں صوفی محمد حسن صاحب اب سب کی مان لیجئے سلسلہ جہانگیری چمکانے کیلئے ایمان کی روشنی پھیلانے کیلئے مخلوق
خدمت کرنے کیلئے کمربستہ ہو کر میدان تبلیغ کے شہسوار بنکے نکلئے آپ کے ذریعہ مملکت الٰہیہ کا بھلا
ہے حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کا حکم پا کر خاموش ہو گئے۔ عرض کیا حضور مجھے ایسی ویسی خلافت
مجھے تو سلطان الہند کے دربار میں شاہانہ فقیری مرحمت فرمائیے۔ یہ سنکر دادا میاں و جملہ حاضرین
نے فرمایا کہ صوفی صاحب آپ جو کچھ چاہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہوگا۔ آپ اپنے وقت
بنیگے ہر مقام پر کامرانی آپکا خیر مقدم کریگی۔ دین و دنیا کی شہنشاہیت آپ پر نچھاور ہو گی
حضرت قبلہ دربار غریب نواز کا یہ مخبرانہ تیور دیکھ کر اپنے پیر و مرشد کے قدم ناز پر گر پڑے اور زار
رونے لگے دادا میاں اور جملہ حاضرین نے حضرت قبلہ کے سر پر دستار خلافت رکھی اور دادا
علیہ الرحمۃ نے حضرت قبلہ کو قدموں سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور اسی وقت شاہی خلافت
سے مالامال فرما دیا۔ چند روز کے بعد یہ قافلہ اجمیر شریف سے آگرہ شریف دربار سیدنا شاہ
قدس سرہ میں حاضر ہوا۔ پھر یہاں سے لکھنؤ شریف دربار رضا میں حاضری دیتے ہوئے یہ دونوں
بھیسوڑی شریف واپس تشریف لائے اور یہاں حضرت قبلہ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد رمضانی قدس سرہ
بیٹے کی شہنشاہی خلافت و اجازت پر مبارکباد دیگئی۔

حضرت شیخ محمد رمضانی میاں قدس سرہ نے یہ خوشخبری سنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ ہمارے
پر ایک زمانہ سے تشریف لانے والے اولیاء اللہ کی دعائیں پروان چڑھیں۔ ہمارا ناز و
کا پالا ہوا اکلوتا بیٹا تاجدار اولیاء بنا دیا گیا خداوندا اکلوتے بیٹے کی تاجدارانہ فقیری کی ثمرات
بھی مالامال فرما دے۔ اس ہونہار بیٹے کے ذریعہ اب ہمیں معنوی پوتوں کی بہار دکھلا دے اپنے پیارے
کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیشہ کیلئے ہر قسم کے آفات روزگار سے ہمارے لخت جگر کو بچائے
خوش ہو ہو کر حضرت قبلہ کے والد گرامی دربار الٰہی میں یہی دعا مانگتے رہے جو ہمیشہ قبول ہوتی
حضرت قبلہ مرشد نگر بھیسوڑی شریف میں پروانہ وار اپنے پیر و مرشد سرکار عنایت حسین شاہ پر رات دن

بچھاور ہونے لگے اپنے ہی وطن کا رہنے والا پیر ومرشد اور وہ بھی چند روز پہلے کے پیر بھائی جنھیں ا
ومرشد بنالیا گیا ہے حضرت قبلہ نے پیر ومرشد پر جاں نثاری کی نہ مٹنے والی ایک ایسی مثال قائم فرما
کہ رہتی دنیا تک دنیا یاد کرتی رہیگی ۔ اس دور میں کون ہے ایسی بے مثال قربانی پیش کرنے والا حضرت
قبلہ ہی کا کلیجہ تھا یہ انھیں کا حصّہ تھا ۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعہ فال بنام منِ دیوانہ زدند کا مضمون
ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نبخشد خدائے بخشندہ ۔ نخوت و پندار کا تار تار فنائیت کے گھ
آثار کر رکھدیا ۔ نفسانیت کا صنمکدہ آتشکدۂ عشق میں جھونک کر خاکستر کرڈالا اب کیا رہ گیا تھا ا
کہ من تن شدم تو جاں شدی ۔ من جاں شدم تو تن شدی تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
قبلہ کے مزید اطمینان کیلئے قدرت کیطرف سے ایک ایسا ایمان افروز خواب دکھلایا گیا جس سے روز
کی طرح ایمان و یقین کا چہرہ نکھر گیا ۔ یہ واضح رہے کہ اولیا اللہ کا خواب خواب نہیں ہوتا بلکہ الہام الٰہی ہوتا ہے

عالم غیب کا خواب

حضرت قبلہ کو غیب سے یہ خواب دکھلایا جا رہا ہے کہ آسمان سے ایک
گہوارہ (جسمیں شیر خوار بچے سوتے ہیں) حضرت قبلہ کے سامنے آثار کر رکھدیا گیا اور غیب سے آواز آ
ہے " میاں صوفی محمد حسن صاحب گہوارہ کا پردہ اٹھاکر تو دیکھئے " حضرت قبلہ نے پردہ اٹھاکر دیکھا تو اس
میں نہایت حسین وجمیل دو شیر خوار نورانی بچے آرام فرما رہے ہیں اور دونوں کی شکل وصورت اور وجاہت
شباہت قد و قامت بالکل ہو بہو ایک ہے ۔ شمہ برابر دونوں میں کچھ فرق نہیں ۔ حضرت قبلہ حیرت س
زیارت فرمانے لگے پھر غیب سے ندا آئی ۔ کہ " دیکھتے کیا ہیں ان میں سے ایک حضرت محمد نبی رضا شاہ ہیں
دوسرے حضرت محمد عنایت حسین شاہ ۔ خوب دیکھ لیجئے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں جو حضرت نبی ر
شاہ ہیں وہی حضرت محمد عنایت حسین شاہ ہیں اور جو حضرت محمد عنایت حسین شاہ ہیں وہی حضرت محمد نبی رضا
ہیں اب تو ہمیشہ کیلئے فرق مراتب کے دروازے بند ہو گئے " صبح ہوئی تو حضرت قبلہ کیف و سرور

...میں جھوم جھوم کر تحفے تحائف اور نذرانۂ عقیدت لئے ہوئے اپنے پیر و مرشد سرکار عنایت حسین شاہ کی دہلیز
...ہوئے تو سرکار عنایت اپنے حرم سرا سے مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے حضرت قبلہ کے عرض کرنے
...سے پہلے ہی انکسارانہ انداز میں فرمانے لگے کہ صوفی جی میں تو اس قابل نہیں تھا یہ انکی نوازش کی
بات ہے جو مجھے ہو بہو اپنا جیسا بنا لیا گویا حضرت قبلہ کا ذات والا مشاہدہ جو بصورت خواب ہوا اسکی خبر
حضرت سرکار محمد عنایت حسین صاحب کو پہلے ہی سے تھی۔ سرکار عنایت اسے ظاہر فرما رہے ہیں۔ اب تو دونوں پیر
...خوشی کی کوئی تھاہ نہیں۔ دونوں گلے مل کر اس کرم نوازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حضرت قبلہ اپنے مرشد پاک کے قدموں پہ مچلے جا رہے ہیں۔ حضرت سرکار محمد عنایت حسین
...نے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور خوشی کے مارے فرمایا صوفی جی اب آپ باہر سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ کیلئے
...ہو جایئے۔ غالباً حضرت قبلہ کو آنے والے اس سفر سے پہلے ہی حضرت قبلہ کے والد گرامی حضرت
...محمد رمضانی قدس سرہٗ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت قبلہ کی شادی خانہ آبادی اپنی پرانی رشتہ داری موضع
...ضلع بریلی میں منعقد فرما چکے تھے حضرت قبلہ کی اہلیہ صاحبہ (والدہ حضور) حضرت قبلہ کے حرم سرا
...بنے سجنے لگی تھیں۔ اور حضرت قبلہ کا دولت کدہ اب ہر طرح پر نور ہو رہا تھا۔ حضرت قبلہ نے اپنے پیر و
مرشد کے حکم کے مطابق عرض کیا کہ حضور تبلیغ سلسلہ کیلئے پہلی بار کدھر جاؤں حکم ہوا پیران کلیر شریف
...مزید دیکر جوالاپور ضلع سہارنپور چلے جایئے حضرت قبلہ گھر سے رخصت ہو کر صابر پاک میں
...ہوئے اور وہاں سے جوالاپور تشریف لائے وہاں پہنچ کر حضرت قبلہ نے مسجد میں قیام فرمایا اور
...مغرب کے بعد مسجد ہی میں حلقۂ ذکر کیلئے نمازیوں کو روکا چند آدمی حلقۂ ذکر میں شریک ہوئے اور
...صاحب عبداللہ نامی اسی وقت داخل سلسلہ ہوئے اور حضرت قبلہ کو اپنے گھر لے گئے اور دل و جان سے
...پیر و مرشد کی خدمت کرنے لگے۔ دو تین روز کے بعد کچھ اور لوگ بھی داخل سلسلہ ہوئے اور حضرت قبلہ کو
...گھر لے جانے لگے حضرت قبلہ جب اور مریدوں کے گھر بھی تشریف لے جانے لگے تو جناب عبداللہ صاحب
...ہوا کہ حضرت قبلہ ہمارے گھر سے دوسروں کے گھر کیوں جاتے ہیں۔ دوسروں کو مرید کیوں کرتے

ہیں جناب عبداللہ صاحب کو اپنے ہر پیر بھائی سے رقابت بڑھنے لگی حضرت قبلہ سے کہنے لگے کہ حضور ہم سمجھتے کہ صرف ہم آپکے مرید رہینگے ۔ اور آپ صرف ہمارے پیر رہینگے ۔ جیسے ہم صرف آپکے ہو کر رہینگے ہی آپ بھی خالی ہمارے ہی پیر بنکے رہینگے آپ تو دنیا بھر گاؤں گاؤں میں گھر گھر مرید بنانے لگے ۔ یہ آپ کی ٹوپی رکھی ہے اور یہ آپکا شجرہ ہے ۔ حضرت قبلہ نے اس کے اس سیدھے پن پر مسکرا کر فرمایا بیٹے خفا نہ ہو اب ہم تمہارے سوا اور کسی کو اس گاؤں میں مرید نہیں کرینگے ۔ پھر وہاں سے حضرت قبلہ قصبہ منگ

تشریف لائے وہاں سے رڑکی ہوتے ہوئے پیران کلیر شریف میں حاضری دیکر مرشد نگر بھینسوڑی شر واپس آگئے ۔ پھر چند روز کے بعد جب فرید پور ضلع بریلی کیلئے حکم ہوا ۔ لہٰذا حضرت قبلہ پا پیادہ مرشد بھینسوڑی شریف سے فرید پور تشریف لائے اور تحصیل والی مسجد میں قیام فرمایا ۔

قصبہ فرید پور ضلع بریلی ۔

غالباً ۱۹۳۲ء میں حضرت قبلہ مرشد نگر بھینسوڑی شریف سے پاپیادہ فرید پور تشریف لائے اور تحصیل والی مسجد میں قیام پذیر ہوئے یہاں کے لوگ بھی حضرت قبلہ کی کرتے ہی پروانہ وار حضرت قبلہ کی خدمت میں آکر مرید ہونے لگے ۔

جناب صوفی محمد یعقوب علی صاحب آنولوی اس وقت جو یہاں گورنمنٹ ملازم تھے قبلہ کے مرید ہوئے ۔ مولانا حبیب احمد صاحب مرحوم ، جناب حافظ چھدو ، صوفی عزیز احمد صاحب (مجذ صوفی منصور شاہ صاحب وغیرہم مرید ہوئے پھر اس تحصیل والی مسجد سے حضرت قبلہ محلہ گرمڈھی کی مس میں قیام پذیر ہوئے تو یہاں بھی لوگ مرید ہونے لگے ۔ حاجی مسیح اللہ ، حاجی عبداللہ صاحب ، عزیز اللہ صاحب ، حاجی عبدالرشید صاحب جب مرید ہو گئے تو حضرت روزانہ نماز مغرب کے بعد مسجد میں حلقہ ذکر کیا کرتے تھے ایک ہجوم حضرت قبلہ کے اردگرد جمع ہونے لگا اور حضرت قبلہ ہر وقت انداز میں گفت وشنید فرماتے ۔ جو آتا پیری مریدی کی گفتگو شروع کر دیتے ۔ فرید پور کا بچہ بچہ دیوانہ وار قبلہ کی ذات گرامی پر چھا رہا تھا ۔ جناب صوفی محمد عوض صاحب مرحوم جب مرید ہوئے تو حض

[illegible] سے آپکے گھر صاحبزادہ تولد ہوا جو اس وقت صوفی غلام محمد صاحب کے نام سے مشہور ہیں اور سلسلہ [illegible] تبلیغ میں منہمک ہیں۔ جناب صوفی عبدالعزیز صاحب، جناب حاجی عبداللہ صاحب، جناب صوفی عزیز اللہ صاحب [illegible] سیٹھ عبدالکریم صاحب، جناب صوفی سیٹھ محبوب صاحب۔ جناب سیٹھ میاں جان صاحب۔ جناب سیٹھ محمد رفیق صاحب [illegible] سیٹھ [illegible] صاحب۔ سیٹھ خلیل صاحب، جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب۔ جناب صوفی سیٹھ سکندر صاحب۔ جناب [illegible] سیف صاحب۔ اور محلہ سرائے کے بابو سیٹھ بھلیر والے اور محمد بخش وغیرہم پر حضرت قبلہ کا بڑا انعام واکرام [illegible] یہ لوگ حضرت قبلہ کے جان نثاروں میں سے ہیں۔ ان جانثاروں کے لئے حضرت قبلہ نے بڑے بڑے مجاہدے [illegible] فرمائی ہے ایک مدت تک گھر گھر دروازہ پر تشریف لیجاکر لوگوں کو نماز کیلئے جمع فرمایا کرتے اور حلقہ ذکر [illegible] شریک فرمایا کرتے۔ حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق سیٹھ حاجی عزیز اللہ صاحب نے بھینسوڑی شریف [illegible] قبلہ کو اور دادا حضور عنایت حسین شاہ صاحب کو گیارہویں شریف کی دعوت دی۔ دادا حضور سرکار [illegible] شاہ اور حضرت قبلہ نے دعوت قبول فرمائی اور وقت مقررہ پر دونوں حضرات فریدپور تشریف لائے [illegible] گیارہویں شریف کی فاتحہ بحسن وخوبی انجام پذیر ہوئی اسکے بعد حضرت قبلہ نے فریدپور میں حضرت فخر العارفین [illegible] محی شاہ جہانگامی علیہ الرحمۃ کی فاتحہ کی بنیاد رکھی۔ جناب صادق علی صاحب کے گھر فاتحہ [illegible] پھر دو سال کے بعد صوفی عبدالعزیز صاحب کے گھر فاتحہ و عرس مبارک ہونے لگی۔ حضرت قبلہ کے [illegible] کا عالم دیکھنا نہ پوچھیے۔

[illegible] میں ایک کانسٹبل کا حال۔

ہر حلقہ ذکر کے بعد حضرت قبلہ اور متوسلین [illegible] فاتحہ کیلئے شیرنی لایا کرتے تھے پھر فاتحہ ہوا کرتی تھی۔ ایک بار ایک تھانہ کے کانسٹبل نے ازراہ [illegible] پیسے کی شیرنی لاکر فاتحہ میں شریک کیا اور کھڑے کھڑے ہنستا رہا۔ حلقہ ذکر و فاتحہ کی مذاق بناتا [illegible] حضرت قبلہ نے جو نظر بھر کے اس کانسٹبل کو دیکھا تو اب اسکا حال نہ پوچھیے۔ وہیں کھڑے کھڑے [illegible] نے لگا اور اپنے تمام کپڑے پھاڑ کے گھنٹوں بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش آیا اسی

دیوانگی کے عالم میں سڑکوں اور گلی کوچوں میں پاگلوں کیطرح کئی روز پھرتا رہا پورے قصبہ میں اسکی
شہرت ہوگئی کہ اس نے میاں حضور کی مجلس میں بے ادبی کی ہے تو یہ حال ہو گیا۔ اسی بدحالی میں
روز ہوئے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ حضرت قبلہ سے سفارش کرتا۔

حضرت قبلہ کے ایک بڑے عقیدت مند مولانا ضیاء الدین صاحب نے ہمت کر کے خوش
انداز میں عرض کیا کہ حضور اب اس کانسٹیبل کی خطا معاف فرمادیجئے۔ اسکو ٹھیک کر دیجئے ورنہ
کا گھر تباہ برباد ہو جائیگا۔ چونکہ حضرت قبلہ نہایت ہی رحیم وکریم بھی تھے اسکے حال زار پر رحم آگیا
فرمایا اب سزا پوری ہو گئی جاؤ اسے ہمارے پاس نہلا کر لاؤ۔ جب کانسٹیبل لایا گیا تو حضرت قبلہ
جیسے ہی اس پر دستِ شفقت رکھا اسکا حال درست ہو گیا اسے مرید کیا اسکی خطائیں معاف
فرما کر چند ہی دنوں میں اسے اپنا ہم شبیہ صوفی باصفا سچا پکا مومن بنا دیا ؎

جس نے مومن بنالیا ہم کو
وہ تمہارا ہی مصحف رو ہے

فرید پور میں جب صوفی عبدالعزیز میاں کے گھر فاتحہ شروع ہوئی تو حضرت قبلہ استقدر
اہتمام فرماتے کہ اپنے وطن بھنبوڑی شریف سے دو دو بیل گاڑیوں پر سامانِ لنگر آٹا دال، چاول مسالہ
نمک تیل لکڑی برتن اور کام کرنے والے آدمی اپنے ہمراہ لا کر فاتحہ کرتے اور قل شریف کے بعد فرید پور والوں
کو لنگر تقسیم فرمایا کرتے تھے اس فاتحہ میں دادا سرکار محمد عنایت حسین شاہ بھی چند بار فرید پور تشریف
لائے۔ حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کے استقلال کیلئے قصبہ کے تمام مریدین کو لیکر اسٹیشن جایا کرتے
تھے اور نعرہ لگاتے ہوئے قیام گاہ پر لایا کرتے تھے یہ دیکھکر فرید پور کے لوگوں نے چاہا کہ ہم لوگ
بھی اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کا استقبال کریں۔ مگر حضرت قبلہ کبھی ان دنوں میں وقت مقررہ
پر تشریف نہ لائے۔ کبھی وقت سے پہلے ہی آگئے یا کبھی وقت مقررہ کے بعد تاکہ لوگ ہمارا خیر مقدم
نہ کر پائیں۔ ہمارے پیر و مرشد کے استقبال کی برابری نہ ہونے پائے۔ پھر بعد میں دادا میاں نے

کہ بندہ آسی جو پہلے ہی سے فرید پور عرس کے انتظام کے سلسلہ میں فرید پور پہنچ جایا کرتا تھا
یہ وقت حضرت قبلہ کا شاندار پیمانہ پر استقبال ہونے لگا تھا۔ فرید پور کے عرس پاک میں دور دور
سے جوق در جوق ہزارہا وابستگان و عقیدت مندان حاضر ہوا کرتے تھے جیسے ایک میلہ لگا ہوا ہے
تونسہ شریف سے چچا صوفی لبشیر اللہ چچا صوفی محمد شفیع صاحب دادا میاں دیگر مریدان بھی تشریف
لایا کرتے تھے۔ اور اب بھی تشریف لاتے ہیں۔ بھینوڑی شریف سے بھی حضرت چھیلا دادا' سرکار راحت
کہ قبلہ شہزادہ دادا حضور وغیرہم حضرات تشریف لایا کرتے تھے۔ اور یہ بندہ آسی بھی مدام حضرت
قبلہ کے ہمراہ عرس میں حاضر رہتا تھا اور حضرت قبلہ کے چہیتے خلیفہ محترم صوفی سید ابرار حسین صاحب
نیور بڑی بڑے اہتمام سے اس عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

جب حاجی سیٹھ عزیز اللہ صاحب جسنی کا سامنے والا قلعہ نما مکان بنکے تیار ہو گیا تو
صاحب نے عرض کیا حضور یہ فاتحہ شریف اجازت ہو تو میرے غریب خانہ پر ہو جایا کرے اور اسکی
اجازت مجھے بخش دی جائے حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق اس وقت سے اب تک بحمدہ تعالی حاجی صاحب
اپنے ہی اس فاتحہ کے کفیل ہیں اور نہایت شاندار طریقہ پر دل کھول کر لنگر میلاد شریف، محفل سماع
اور شب مہمانوں کی میزبانی سجاوٹ جوڑا کھانا پینا جملہ انتظام عرس حاجی صاحب نے اپنے سر اٹھا لیا ہے
حضرت قبلہ کبھی کبھی تعریفاً فرمادیا کرتے تھے کہ یہی حاجی عزیز اللہ ہیں کہ اس عرس کیلئے دو دو روپے مجھے
نذرانہ دینے میں تنگ ہو جایا کرتا تھا اور سرکاروں کے کرم سے پورا عرس اپنے سر پر اٹھائے ہوا ہے

ایک بار حاجی احمد بخش صاحب بمبئی سے سینکڑوں تحفے تحائف اور شاندار پگڑی لئے
ہوئے حضرت قبلہ کی خدمت میں فرید پور عرس میں حاضر ہوئے۔ تحفے تحائف تو حضرت قبلہ نے عرس
میں تقسیم کر دیا اور پگڑی حاجی عزیز اللہ صاحب کو بلا کر انکے سر پر باندھ دیا گویا حضرت قبلہ نے یہاں
کا اہتمام عرس کرنے کیلئے حاجی عزیز اللہ صاحب ہی کو اپنا جانشین بنا دیا کہ یہ عرس ہمیشہ تم اپنے خاندان
کو جاری رکھو جیسے ہم نے استقدر جد و جہد سے قائم کیا ہے۔ اب تم لوگ اسکی حفاظت کرنا اور اسے قائم

رکھا۔ اسی دوران میں حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ پھر دوبارہ بنگال شریف اپنے پیر دادا پیر حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے تو روانگی سے پہلے دادا میاں کے حکم کے مطابق اسی سال فرید پور میں حضرت قبلہ کے پہلے والے بھانجے صاحب جو پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے وہ اور شہید ملت صوفی عبدالعزیز میاں قبلہ عرس کے موقعہ پر گدی پر رونق افروز ہوئے تھے۔

فرید پور میں چلہ کشی

غالباً ۱۹۳۶ء میں حضرت قبلہ نے فرید پور میں کھرے پیر جو اپنے زمانہ کے اولیاء کبار سے ہیں اور بڑے صاحب فیض بزرگ شمار کئے جاتے ہیں۔ اس وقت انکے آستانہ پر جنگل ہی جنگل تھا دور دور وہاں ایک میل کے اندر کوئی آبادی نہیں تھی لوگ دن کو بھی وہاں جاتے ہوئے ڈرتے تھے حضرت کھرے پیر علیہ الرحمہ کے آستانہ کے قریب پرانی ہی زمانہ کی ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے اسی مسجد کے جنوبی در کو ٹاٹ سے گھیر کر حضرت قبلہ ۲ شعبان المعظم کو عصر کے بعد چلہ گاہ میں تشریف فرما ہو گئے اور چالیس روز کے لئے سوا سیر کشمش اپنے پاس رکھوالی تھی۔ چالیس روز کن کن جلووں میں حضرت قبلہ کی وہاں گزری اسے تو وہی جانیں یا ان کے پیر و مرشد حضرت عنایت حسین شاہ جنہوں نے انھیں چلہ میں بٹھایا تھا۔ اور خود ہی حج و زیارت کیلئے روانہ ہو گئے تھے۔ صوفی محمد بخش سرائے والے جو حضرت قبلہ کے بڑے مشید اور مرید ہیں چلہ میں خدمت کیلئے مقرر ہوئے تھے۔

چالیس روز کے بعد صبح ہی عید والے دن کو ہزاروں عقیدت مندان سلسلۂ عالیہ اپنی سواری لیکر کھرے پیر چلہ گاہ پر حاضر ہو گئے۔ حضرت قبلہ کو وہاں سے بذریعہ سواری قصبہ میں صوفی عبد الحق صاحب کے گھر جو پہلے آستانہ تھا وہاں لائے۔ حضرت قبلہ کمزور بہت ہو گئے تھے چالیس روز میں سوا سیر کشمش بھی غذا نہ بنا تو یقیناً جسمانی کمزوری ہو ہی جانی چاہئے تھی۔ نماز عید کے بعد دوسرے دن حضرت قبلہ صوفی عبدالعزیز میاں و دیگر احباب کے ہمراہ کھنبوڑی شریف روانہ ہو گئے غالباً اسی چلہ کے بعد جب صوفی انتظار بیگ صاحب عرف للو بھائی فرید پور اپنی ہوٹل میں کسی وجہ سے ان پر جنون طاری ہو گیا تھا ان کے علاج کیلئے ان کے

تارب جگہ جگہ بزرگان دین اور آستانوں پر حاضری ہو چکی لیکن جب کہیں سے کام نہ بنا تو خود ہی
نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ مجھے بھنبوڑی شریف میاں (حضرت قبلہ) کے پاس لے چلو انشاءاللہ
وہاں حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچ کر اچھا ہو جاؤں گا۔ جب للو بھائی کو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب
لیکر بھنبوڑی شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے اپنے دولت کدہ کے سامنے
کنویں کا پانی مشک سے انکے سر پر ڈلوایا۔ اور انھیں خوب نہلوا کر پھر مرید کیا اور اسی وقت سے ان
تمام خطائیں معاف فرما کر ان کے خالص جنون کو جذب الٰہی سے بدل دیا اور اسقدر نوازا کہ للو بھائی
صاحب وقت ہو گئے۔ ؎

عجب درگاہ تری غوث علی ہے۔ جو آتا چور بنجاتا ولی ہے۔

محترم صوفی باصفا صوفی محمد یعقوب علی شاہ علیہ الرحمۃ کے سگے رشتہ دار محترم صوفی قربان علی صاحب
اس زمانہ میں وہ کسی اسٹیشن پر اسٹیشن ماسٹر تھے ملازمت کے سلسلہ میں نہ پاکستان نے انھیں لیا نہ
ہندستان نے اور پاکستان کے بھروسہ پر استعفا دے چکے تھے۔
اب ادھر کے رہے نہ ادھر کے تو پریشان ہو کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت
نے ادھر ادھر کی ملازمت تو نہیں بخشی بلکہ انھیں مرید کر کے اپنی ملازمت ایسی بخشدی کہ ماشاءاللہ جب سے
آج تک ڈبیائی ضلع علی گڑھ میں سرکاری ڈیوٹی پر تانات ہیں فریدپور کے بعد فوراً ہی اسکے متصل موضع
بھگونتاپور ٹھوا ٹلہر وغیرہ مقامات پر فریدپور کی طرح یہاں کی فاتحائیں بھی مشہور زمانہ ہو گئیں
جس اچھے میاں کے گھر حضرت قبلہ کا قیام رہتا تھا اور جناب صوفی حافظ محمد شبیر عطر والے بھی
پیارے متقدمین کے دور میں مرید و خلیفہ ہو گئے تھے جو ابھی ماشاءاللہ حیات ہیں۔ اور سلسلہ کا
کام کر رہے ہیں۔

بریلی شریف میں حضرت قبلہ کی آمد۔

غالباً سنہ ۴۰ء میں بریلی شریف میں حضرت قبلہ شروع

شروع پرانے بال جتی محلہ میں حضرت پیر بال جتی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے چبوترہ پر قیام فرما ہوئے
مدتوں یہاں حضرت قبلہ نے مجاہدہ فرمایا ہے وہاں چبوترہ پر بڑے بڑے حضرت قبلہ کے پشت مبارک پر
جانب سیاہ نشانات پڑ گئے تھے جو حضرت قبلہ بعد میں اپنے مریدین کو دکھلایا کرتے تھے۔ بال جتی محلہ میں
حضرت قبلہ کے مریدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی تھی۔ ایک روز اسی محلہ میں حضرت قبلہ مسجد سے باہر
رہے تھے کہ جناب صوفی نقیب اللہ شاہ جو ابھی تک مرید نہیں ہوئے تھے۔ صوفی نقیب اللہ شاہ سرحد
بریلی کنٹونمنٹ میں فوجی وردی کی سلائی کے ٹھیکیداری کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے۔

حضرت قبلہ نے انھیں وہیں مرید کیا اور بعد میں انھیں خلافت بھی عنایت فرمائی تھی

جب تک صوفی نقیب اللہ شاہ بریلی میں مقیم رہے حضرت قبلہ پر دل و جان سے قربان رہتے تھے جب
اپنی فوج کے ساتھ اپنے ملک واپس ہوئے تو وہاں انھوں نے پیری مریدی شروع کر دی اور حضرت قبلہ
کے کرم سے وہ اتنے بڑے پیر ہوئے کہ پورے ملک میں انکی پیری شہرۂ آفاق ہو گئی اور انکے خلفاء
غیر ممالک روس۔ انگلینڈ، کویت وغیرہا میں بڑے زور وشور سے پیری مریدی کر رہے ہیں۔ حضرت
قبلہ ہمیشہ انکی تعریف ہی فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار صوفی نقیب اللہ شاہ کا حضرت قبلہ کے پاس ایک لفافہ آیا جس
میں انھوں نے لکھا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ بزرگانِ دین مجھے فرما رہے ہیں کہ " تمہارا پیر اس وقت
کا سلطان الاولیاء ہے لہٰذا تم لوگ انکو سلطان الاولیاء لکھا کرو۔" گویا یہ خطاب غیبی ہے جو اسی وقت
سے حضرت قبلہ کے نام پاک کے ساتھ لکھا جانے لگا۔ اسکی تائید حضرت قبلہ کے بیان سے بھی ظاہر ہوتی ہے
کہ ایک بار حضرت قبلہ نے اپنی بیٹھک تین دری میں ارشاد فرمایا کہ " میں کیا کہوں جناب میں تو اپنے بزرگوں
کی طرف سے تاجدار اولیا تھا " مگر یہ کہہ کے خاموش ہو گئے۔

ایک بار لکھنؤ شریف میں مجلسِ سماع منعقد تھی قوال نے پڑھا ؎ " دل کند سجدہ بالا
از خرامیدنِ تو " اس پر دادا میاں کو سوزش و کیفیت ہو گئی اور جب قوال نے اگلا مصرعہ پڑھا
" دیدہ صد شکر بجا آورد از دیدنِ تو " صوفی نقیب اللہ شاہ بھی حاضر تھے وہ بار بار حضرت قبلہ کو

ے ہو۔ ہے تھے کہ ادھر حضرت قبلہ کو بھی دوسرے مصرعہ پر سوزش و کیفیت طاری ہو گئی۔ دادا میاں تو قوال
ں پر کہ یہ کیفیت اور حضرت قبلہ وہیں اسکے بعد دادا میاں نے فرمایا صوفی جی تمہارا یہ مرید خوب ہے جو تمہیں کو دیکھ
ر بیٹھتا ہے۔

اہر نکل پرانے شہر بریلی بال جتی پیر کے محلہ ہی میں سلسلۂ عالیہ کو ترقی ہوئی مگر پھر بھی حضرت
ر جتنا حسب مقصد بریلی میں چاہتے تھے نہ جانے کیوں رکاوٹ ہوتی جسکا تذکرہ حضرت قبلہ بھی فرمایا کرتے تھے
ل جتی پیر کے بعد حضرت قبلہ پرانے شہر میں کبھی حاجی جمیل صاحب کے مکان پر قیام پذیر رہے کبھی جناب انوار
کھاف ڈرائیور۔ یہ دونوں میاں بیوی بڑے شیدائی تھے۔ انوار بھائی اگرچہ صاحب لباس نہیں تھے
جب بھی تھے بڑے شیدائی۔ کبھی سلطان بھائی کے گھر بھی قیام فرماتے تھے اور کبھی صوفی نبے بھائی صوفی ٹولہ والے
قبلہ قیام پذیر رہتے تھے اور زیادہ تر نئے شہر میں جناب سیٹھ صوفی محمد فاروق صاحب بساط خانہ والے گلی
ملفاتہ۔ ن میں حضرت قبلہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی جناب فاروق صاحب اور فاروقن آپا
رشتہ ے سلسلۂ عالیہ کے شیدائیوں میں شمار کئے جاتے ہیں اور آج بھی عشق و محبت اور خاطر و تواضع میں
نسبمندوں کیلئے ہر وقت انکا دروازہ کھلا رہتا ہے اور امسال تو فرید پور عرس کے بعد ہمارے سجادہ
و قبلہ جناب صوفی لیاقت حسین منے میاں قبلہ نے لکھنؤ والے حضرت کی سالانہ فاتحہ بھی مقرر فرمادی ہے خدا قائم رکھے
حضرت قبلہ اپنے دستور کیمطابق جہاں کہیں بھی قیام فرماتے دن بھر پیر بھائی صاحبان کا انکے گھر میں ہجوم لگا
رہتا تھا۔ گھر والے صاحبان بھی ایسے شیدائی ہوتے کہ انھیں یہ ہجوم ذرا بھی ناگوار خاطر نہ ہوتا۔

گو گویا جہاں کہیں بھی حضرت قبلہ تشریف فرما ہوتے لنگر جاری رہتا تھا اور صرف یہی
نہ بہ میلاد شریف حلقۂ ذکر مجلس سماع ہو حق کی مجلس ہمیشہ گرم رہا کرتی تھی۔ حضرت قبلہ اپنے اوقات
بائے بڑے پابند تھے کبھی بیکار وقت نہیں ضائع ہونے دیتے تھے۔ چند بار بریلی میں گلاب نگر سردار منزل میں
بھی قیام فرمایا ہے جبکہ سید مظاہر علی صاحب سردار منزل والے نے ایک بار اجمیر مقدس خواجہ غریب نواز
کو ے س میں حاضری دی تو انھوں نے وہیں خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا لق و دق جنگل ہے اس میں مظاہر صاحب

بیمار و بیکسی کے عالم میں پریشاں ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور وہ ہماری تیمار داری فرمارہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو یہ بھی ان بزرگ کی تلاش میں نکلے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑے بزرگ آج ہی صبح کو ریل گاڑی سے اسٹیشن پر اترے ہیں اور بذریعہ کھٹولی مریدوں کے کندھوں پر تشریف لائے ہیں اور سینکڑوں صوفی لوگ انکے ارد گرد ہیں اور شاہ جی کی حویلی میں قیام پذیر ہیں۔ جب مظاہر علی صاحب حاضر ہوئے تو دیکھکر معلوم ہوا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جنکو میں نے خواب میں تیمارداری کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر کیا تھا فوراً اسی وقت مرید ہو گئے اور بریلی شریف اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت بھی دیدی۔ پھر حضرت قبلہ عرس غریب نواز سے فارغ ہو کر بریلی شریف تشریف لائے اور مظاہر علی صاحب کے تمام گھروالوں اور بچوں کو بھی مرید فرمایا۔ اس طرح انکے گھر بھی چند بار حضرت قبلہ کا قیام رہا حلقۂ ذکر مجلس سماع خوب ہوئی بریلی میں رسوا صاحب مرحوم کے گھر بھی قیام فرما چکے ہیں اور بابو خانصاحب اور جناب ننھے خاں صاحب کے محلہ ذخیرہ میں بھی حضرت قبلہ کا قیام رہا وہاں بھی حلقۂ ذکر و مجلس سماع کا بڑا زور رہا۔ بریلی شریف میں جب کبھی حضرت قبلہ بیمار پڑتے تھے تو بس جناب مولانا حکیم عجاز صاحب ہی کو یاد فرماتے تھے یا وہیں جاکر قیام فرما ہوجایا کرتے تھے حکیم صاحب بھی بہت محبت فرمایا کرتے تھے ایک بار بھینسوڑی شریف میں بھی میرے اور حاجی احمد صاحب کے ذریعہ حضرت قبلہ نے حکیم عجاز صاحب کو اپنے علاج کیلئے بلوایا تھا۔ علاج کا بہانہ تھا مقصود حکیم صاحب کو بلوانا تھا۔ بریلی شریف کے ہی دوران میں جناب صوفی نادری صاحب کو کٹھیا کی جناتی مسجد میں چلہ کشی کیلئے حضرت قبلہ نے بٹھایا تھا۔

بارہ بنکی

بارہ بنکی میں بھی حضرت قبلہ نے ایک شاندار خانقاہ تعمیر فرمائی جہاں سینکڑوں افراد ہندو مسلمان داخل سلسلہ ہوئے جناب صوفی عبدالعزیز بابا وہاں کے مالک ہیں اور اب انھیں کے ذریعہ وہاں سلسلہ عالیہ کا کام بھی جاری ہے اور سالانہ فاتحہ بھی قائم ہے پولیس والے بہت سے احباب جناب نعیم صاحب (کونٹی)

جنھوں نے مل جل کر لکھنؤ شریف میں حضرت قبلہ کیلئے کمرہ تعمیر کرایا ۔ شری واستوا (جیلی شاہ) سٹرانڈ و شیکر (گلاب شاہ) رائے صاحب بلیا دی وغیرہم جواب بڑے بڑے عہدے پہ فائز ہیں۔ نعیم صاحب مرحوم انتقال سے پہلے مجذوب ہوگئے تھے پھر بھی کوٹ یعنی ملازم تھے برسوں انھیں باقاعدہ تنخواہ ملتی رہی اور افسران میں سے جسکے لئے جو کہدیا وہ کام ہوجاتا تھا ۔

یہ حضرت قبلہ کا فیضان تھا اور اسطرح کوٹ صاحب مرحوم کو مجذوبیت کے عالم میں بھی انکو ملازمت پر قائم رکھتا تھا ۔ گویا حضرت قبلہ کے کرم سے یہ ولی ہوگئے تھے ۔ جب انکا انتقال ہوا تو صوفی عزیز بابا نے انکو خانقاہ کے قریب ہی دفن کیا ۔ اب انکا عرس بھی ہوتا ہے ۔

پیلی بھیت ۔

پیلی بھیت میں حضرت قبلہ نے سلسلہ کی بڑی دھوم مچائی محلہ کھکرا پر ایک شاندار خانقاہ قائم کی ۔ جہاں سالانہ فاتحہ مقرر فرمائی اور قرب وجوار میں بہاریپور، پورنپور گھلوٹیا، کھرا بلیا وغیرہا بیسیوں مواضع میں جہاں حضرت نے فاتحائیں مقرر فرمائی اور ہر جگہ گرد وغبار ڈھوپ دبپش میں اپنے مریدوں کا جم گھٹ لئے ہوئے پھرتے رہے پورے علاقہ کو کھنگال دیا ۔ اپنے دور میں ہر خانقاہ کے ہر سلسلہ کے پیروں کو اپنا شاندار کارنامہ پیش فرماکر پیری بخشدی ۔

اگر حضرت قبلہ کو پیروں کا اور پیری مریدی کا مجدد کہا جائے تو یقیناً درست اور بجا ہوگا ۔ جس ذات نے اپنے مجاہدات سے پیران متقدمین کی یاد زندہ فرمادی ۔ فقیری کسے کہتے ہیں اسکو اپنے قول و فعل سے از سر نو زندہ فرمادیا ۔ پیلی بھیت ہی سے قادر گنج بھی تشریف لیگئے ۔ جہاں دریا ہر سال اپنے سیلاب سے آبادی کی آبادی بہالیجایا کرتا تھا ۔ جب حضرت قبلہ وہاں تشریف لیگئے ۔ وہاں لوگوں سے فرمایا دریا کیطرف منہ کر کے کہدو کہ اب مخلوق خدا کو نہ ستایا کرے اُسی وقت سے اسکا رُخ مُڑ گیا اور اب تک مڑا ہوا ہے ۔ پیلی بھیت میں بھی خانقاہ کے قریب کھکرا ندی بہہ رہی ہے ۔ بارش کے زمانہ میں جب یہ تیز ہوئی تو ندی نے خانقاہ کی

طرف رُخ کیا۔ کٹاؤ شروع ہو گیا کچھ ہی دور خانقاہ شریف رہ گئی تھی تو اتفاق سے حضرت قبلہ خانقاہ بیلی بھیت تشریف لائے اور ندی کا یہ حال دیکھا تو اپنے چند خلفاء سے ارشاد فرمایا جاؤ ندی کے کنارے کھڑے ہو کر ہمارا شجرہ پڑھ کے کہدو خبردار ندی ہماری خانقاہ کی طرف آ بس اسکے بعد سے قدرتی طور پر اسکا رخ دوسری جانب کو مڑ گیا اور بحمدہ تعالیٰ آج تک وہ اسی دوسرے رخ پر بہہ رہی ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ÷ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔

کئی بار بیلی بھیت کی فاتحہ میں حضرت قبلہ نے حضرت شیر بیشہ سنت مولانا حشمت علیخاں صاحب کو بھی یاد فرمایا بلکہ قوالی بند کرا کے مولانا سے میلاد شریف اور قل شریف پڑھوایا ہے۔ مولانا صاحب علیہ الرحمہ سے بھی حضرت قبلہ بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا بھی حضرت قبلہ کا بہت ادب و احترام فرمایا کرتے تھے اور حضرت قبلہ سے انھیں بڑی عقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بار جب انکے چھوٹے بھائی مولانا محبوب علی خاں صاحب وہابیوں کے ساتھ فساد ہو جانے کے باعث گرفتار ہو گئے تھے۔ وہابی پارٹی چونکہ دنیاوی اعتبار سے پیسے والی تھی اس لئے مولانا کی ضمانت ورہائی میں بڑی دشواری پیش ہو گئی تھی۔ حضرت مولانا حشمت علیخاں علیہ الرحمہ سیدھے اجمیر مقدس حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ سے بڑی منت وسماجت سے عرض کیا کہ حضور میرا بھائی مولانا محبوب علی خاں گرفتار ہو گیا ہے اُسے رہا فرما دیجئے حضرت قبلہ نے فرمایا میں دعا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ رہا ہو جائیں گے۔

مگر مولانا تو یہ عرض کر رہے تھے کہ حضور اپنی زبان سے یہ کہدیں کہ میں نے تمہارے بھائی محبوب علی خاں کو رہا کر دیا۔ تو جب حضرت قبلہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ جملہ فرما دیا تو مولانا نے عرض کیا کہ حضور اب میرا بھائی رہا ہو جائیگا کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں کی خاطر حقائق اشیاء کو چاہے تو بدل دے مگر دوست کی بات نہیں بدلا کرتا ہے۔

بیلی بھیت اور اسکے علاقہ کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ نے سب سے زیادہ انعام واکرام

اسی علاقہ پہ فرمایا ہے. کوئی قصبہ کوئی دیہات ایسا نہیں جہاں حضرت قبلہ نے قدم رنجہ نہ فرمایا ہو. جس گاؤں کو دیکھئے غلامانِ حسنی منڈلاتے پھر رہے ہیں. بیلی بھیت پورنپور رائے پور شیر پور گہلویا گونا دھندری سرساسی کھریا نواب گنج وغیرہا قصبہ بیلسپور کی آبادی میں جب قدم رکھا تو یہاں کے لوگوں میں ایک ممتاز شخصیت کا انسان حضرت قبلہ کو ایسا ملا جو ایک ہی وقت میں مولانا بھی صوفی بھی مقرر بھی بہادر بھی مخلص بھی متوکل بھی شاعر بھی حکیم بھی مجاہد بھی حسین و جمیل بھی بہترین صاحب ترنم بھی بس دیکھتے ہی حضرت قبلہ نے اس ذات ستودہ صفات کو اپنا منظورِ نظر بنا لیا جو ماشاء اللہ ابھی تک منظورِ نظر بنا ہوا ہے اور پورے سلسلہ میں شیرازی صاحب کے نام سے مشہور ہے وہ ذات ہے برادر محترم جناب صوفی عبدالرزاق شاہ صاحب جو اپنی جگہ اپنی مثال نہیں رکھتے جنکے بارے میں خود حضرت قبلہ نے عارف باللہ کے لقب سے متصب فرما دیا ہے. خدا رکھے پورے سلسلہ کو انکی شخصیت پہ ناز ہے.

بمبئی .

حضرت قبلہ نے اس شہر پر بھی جو انعام و اکرام فرمایا ہے وہاں پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے زیادہ کسی اور شہر پر فیضان کرم کی بارش ہی نہیں ہوئی جدھر دیکھیے غلامانِ حسنی کی نورانی صورتیں چمک رہی ہیں حسن اتفاق سے جناب مولانا صوفی محمد خوشحال صاحب سرحدی کچھ عجیب غریب خواب (تفصیل نہ معلوم ہوسکی وجہ سے تحریر میں نہ آسکا) دیکھنے کے بعد مظفر نگر کے علاقہ سے مرشد کی تلاش میں بمبئی حاضر ہوئے یہاں غلامانِ حسنی کی صورت و شکل چال ڈھال دیکھ کر حضرت قبلہ سے غائبانہ عشق ہو گیا. پھر حضرت قبلہ کی جستجو میں بمبئی سے غالباً صوفی علاؤالدین شاہ صاحب کے ہمراہ کچھوچھ شریف حاضر ہو گئے مگر اس سفر میں چونکہ حضرت قبلہ حج و زیارت کیلئے روانہ ہو چکے تھے ملاقات نہ ہو سکی اور مجبوراً مولانا خوشحال صاحب واپس مظفر نگر کے علاقہ میں واپس ہو گئے. جب حضرت قبلہ حرمین طیبین سے واپس آئے تو اس وقت پھر مولانا خوشحال صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے داخل سلسلہ ہوئے اور چند روز کے بعد حضرت قبلہ کے لاڈلے خلیفوں میں سے شمار کئے جانے لگے. سلسلۂ عالیہ کی اشاعت آپ کے ذریعہ سے ہندوستان کے

علاوہ فارین (غیر ممالک) یں بھی جاری ہے اور اشاعت سلسلہ کیلئے اس وقت بھی وہ امریکہ کے دورے پر ہیں. حضرت قبلہ کا وہ خواب جو کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے لکھنو والے حضرت شہنشاہ رضا کو فوجی وردی میں دیکھا کہ ہاتھ میں رائفل لئے ہوئے دعائیں دعائیں فائرنگ کر رہے ہیں. وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ صوفی جی کیا تم ترکستان (غیر ممالک) جاؤ گے. سو اس زمانہ کے خواب کی یہ تعبیر نہ دوں کے سامنے آرہی ہے کہ غلامان جسی غیر ممالک میں پہنچ کر اشاعت سلسلہ کا کام کر رہے ہیں مولانا محمد خوشحال صاحب کا خلوص اور آپ کا مجاہدہ آپکی چلہ کشی کا بھی پورے سلسلہ میں جواب نہیں اور آئندہ ان سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں آپ کا زہد واتقا بھی قابل رشک ہے. اس بندہ آسی نحیف و نزار پر انتہائی کرم فرماتے ہیں اپنے وقت کا انھیں شیر ببر کہئے تو درست ہوگا.

برادر محترم جناب صوفی منصور الحسن شاہ آپ بڑے ستم رسیدہ عشق بزرگ ہیں حضرت قبلہ سے آپکا عشق امتیازی شان رکھتا ہے. سرور کونین سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا رہتے ہیں آپ بھی حضرت قبلہ کے صاحب خانقاہ اور صاحب مجاز خلیفہ ہیں. آپکے مریدوں میں بھی عشق و محبت کی خصوصی جھلک پائی جاتی ہے برادر جناب صوفی عبدالمجید شاہ صاحب بمبئی شیخ مصری والے بھی حضرت قبلہ کے متقدمین خلفاء میں سے ہیں آپ بھی حضرت قبلہ کے بڑے جاں نثار خلیفہ ہیں بمبئی شیخ مصری میں آپنے شاندار خانقاہ جسی تعمیر کرائی ہے تبلیغ سلسلہ آپکا بمبئی میں اور دوسرے مقامات پر بڑے زور شور سے جاری ہے آپکے مریدوں میں بھی جاں نثاری کی جھلک خوب نمایاں طور پر پائی جاتی ہے بمبئی سے آپ بغداد شریف کے بڑے معلی مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور ایک چلہ غوث اعظم محبوب سبحانی کی بارگاہ میں مقیم رہے. لکھنو شریف میں آستانہ کی تعمیر بھی آپ ہی کی جد و جہد کا نتیجہ ہے.

بمبئی میں جناب صوفی علی حسین شاہ صاحب اور سید نواب علی شاہ صاحب بھی قابل فخر بزرگ ہیں سلسلہ کا کام ان حضرات کے ذریعہ بھی کافی پھیل رہا ہے جناب صوفی علی حسین شاہ حیدرآباد دکن کے علاقہ میں خوب چھائے ہوئے ہیں.

حضرت قبلہ کے ذریعہ پیران سلاسل کے آستانوں کی تعمیر

جب تک حضرت قبلہ ظاہری حیات میں جلوہ گر رہے خود بدولت جگہ جگہ آستانوں کی تعمیر و مرمت کرتے کراتے رہے سب سے پہلے پیر و مرشد نگر بھینوڑی شریف میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے آستانہ کی شاندار تعمیر کرائی۔ شاندار پھاٹک بنوایا بجلی کی روشنی کرنے کیلئے جناب صوفی منصور الحسن شاہ بمبئی والے کے ذریعہ جنریٹر منگوایا اور پھاٹک پر بجلی کی روشنی کرائی اور بہت دور کھڑے ہو کر اس روشنی کا معائنہ کیا اور اپنی انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔

لکھنؤ شریف میں آستانہ رضائیہ پر کمرہ تعمیر کرایا اور وہاں کی مرمت ہر سال اپنے ہی ذمہ رکھا ہے۔ ذمہ داری حضرت کی پوری حیات طیبہ تک رہی اور وہیں لکھنؤ شریف میں اس بندہ آسی کے ذریعہ حجرہ و دالان کے فرش کی تعمیر بھی کرائی۔ گیٹ بنوایا۔ جس پر یہ رباعی کندہ کرائی۔ آستانہ پر بجلی لگوائی اور ہمیشہ اسکا مینٹیننس کرتے رہے۔

ہر چہ می خواہی ز فضل کبریا	التجا کن بر در شاہ رضا
ہر کہ بیمار آید او را بدشفا	در حضور چارہ ساز ماں رضا (از بندہ آسی)

بارہ بنکی اسٹیشن کے قریب خانقاہ جہانگیری تعمیر کرایا جس کے متولی اس وقت عزیز بابا ہیں۔ آگرہ شریف دربار سید نا میں اس بندہ آسی کے ذریعہ فقراء جہانگیریہ کی نشست گاہ کیلئے ایک شاندار چبوترہ بنوایا جس پر ٹین کی شیڈ ڈلوائی۔ بیلی بھیت شریف میں اپنے خانقاہ جہانگیری کی مزید تعمیر و مرمت حاجی احمد بخش صاحب بمبئی والے کے ذریعہ کرائی۔ کھلوا میں خانقاہ جہانگیری اور باغ جہانگیری کی بنیاد رکھی جو اب تک قائم ہے اور بمبئی میں مختلف مقامات پر مختلف جہانگیری خانقاہیں بنوائیں۔ ناگپور میں خانقاہ و مسجد جہانگیری کی بنیاد رکھی اور بنام آسی نگر محلہ آباد فرمایا اور درگ میں آستانہ مرشدی بذریعہ صوفی جلال الدین رومی قائم فرما دیا جسکے مالک جناب رومی صاحب حسنی ہیں اور جہاں سے فیضان جہانگیری کا چشمہ جاری ہے۔ اور آخری تعمیر خانقاہ

جہانگیریہ صابریہ کی صابر پاک کے آستانہ پر صابری باغ میں حاجی حافظ صوفی محمد عمر صاحب بیڑی ایجنٹ رڑکی والے کے ذریعہ شاندار پیمانہ پر تعمیر کرائی جسکی دیکھ بھال بھائی مولانا صوفی محمد خوشحال صاحب حسنی اور جناب حاجی صوفی عبدالغنی صاحب حسنی کے ذمہ تا ہنوز ہے اور اس خانقاہ میں پہلی اور آخری بار حضرت قبلہ قیام فرماکر دربار صابر سے رخصت ہوئے تھے۔

حضرت قبلہ کا وصال اور اسکے بعد جہانگیری آستانوں کی تعمیر کا سلسلہ

غالباً ۱۹۵۹ء میں حضرت قبلہ جب آخری بار پیران کلیر شریف عرس صابری میں اپنی نئی اور آخری خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے تو بڑے بڑے صابری جلوے دکھلائے اور بہت سی خلافتیں تقسیم فرمائیں۔ اپنے نورِ نگاہ محترم جناب صوفی عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین حسنی کو اپنی تسبیح مرحمت فرمائی اور فرمایا آقا کریم صابر، داتا کریم صابر، مولا کریم صابر پڑھتے رہو۔ دین و دنیا کے سب کام بنتے رہینگے۔ اسی سفر میں حیدرآباد کا مولانا واعظ قوال حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ رباعی سنائی۔

کوئی عربی کوئی عجمی کوئی حبشی کوئی قرنی ۔ یہ آتشِ غم کس کس کو لگی ۔

بس اسی مصرعہ پر حضرت پر سوزش و کیفیت طاری ہوگئی کہ حضرت قبلہ اچھل پڑے اور جوش میں قوال کی طرف انگشتِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ بھی کہو " یہ آتش غم ہم سکو لگی " بہت دیر تک یہی ایک مصرعہ ہوتا رہا اور پوری مجلس پر ایک دیوانگی کا عالم طاری تھا اور اسی مصرعہ پر بہت دیر کے بعد مجلس ختم کردی گئی اسکے بعد حضرت قبلہ جب آخری رخصتی کیلئے صابر پاک کے مزار پاک پر یہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے کہ جب اس ذات پاک کی گہرائی کی تھاہ نہیں ملتی تو پھر اور اوپر والوں کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرائی کی تھاہ کون لگا سکتا ہے۔ مزار پاک پر جب حاضر ہوئے تو پہلے سجادہ میاں نے قدم بوسی کی تو حضرت قبلہ نے انکی گردن پہ ہاتھ رکھ کر کچھ کلمات خیر فرمائے۔ اس کے بعد اس بندہ آسی نے قدم بوسی کی تو میری گردن پر حضرت قبلہ نے اپنا دستِ شفقت رکھ کر صابر پاک سے

عرض کیا کہ حضور یہ سوتا بہت ہے اسکی نیند اُڑا دیجئے حضرت اسکو بیدار فرما دیجئے۔ اسکے بعد حضرت قبلہ قدم بوس ہوئے اور نہ جانے کیا کیا صابر پاک سے معروضات پیش کئے کہ یہ میری آخری حاضری ہے۔ بس لاج آپ کے ہاتھ ہے۔ پیران کلیر شریف سے حضرت رخصت ہو کر پرتاضی ضلع مظفر نگر جناب محترم صوفی سعید مرتضیٰ صاحب حسنی صابری رئیس پرتاضی کے دولت کدہ پر تشریف لائے جہاں اس سے پہلے بھی چند بار تشریف لا چکے تھے گویا سبکو آخری شرف زیارت مرحمت فرمانے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ یہاں چند روز قیام فرما کر سید ھے قصبہ ٹھاکر دوارا ضلع مرادآباد صوفی سیٹھ عبدالقدیر صاحب حسنی چیرمین قصبہ کے دولت کدہ پر تشریف لائے۔ انکے پورے گھر والے وہابی عقیدہ کے تھے۔ اِلّا ماشاء اللہ مگر حضرت قبلہ نے یہاں بھی اس بندہ آسی سے میلاد شریف صلوٰۃ و سلام پڑھوایا۔ حلقۂ ذکر منعقد کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو داخل سلسلہ کیا ہم لوگوں نے وہاں جو حضرت قبلہ کی قدم بوسی کی تو کچھ وہابیوں نے جلن کے مارے بازار میں آپس میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ " بھیا لوہاروں میں خدا اُتر آئے ہیں۔ جسے دیکھنا ہو جا کے دیکھ لے" پھر جب رات آئی تو انھیں بدگویوں نے رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بہت بڑی اور موٹی گول سفید روشنی آسمان سے زمین تک حضرت قبلہ کی قیام گاہ کی چھت سے لگی ہوئی ہے یہ دیکھکر مخالفین لرزہ بر اندام ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے واقعی یہ بزرگ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔
ہم لوگوں نے طنزاً جو بات کہی تھی یہ اُسکا جواب معلوم ہوتا ہے پھر یہ لوگ صبح نماز کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے ان لوگوں سے فرمایا " ارے بھائی خدا نہیں اُترتا چڑھتا ہے بلکہ بندہ خدا اترتا چڑھتا ہے" یہ سُنکر اور بھی ان لوگوں کو حضرت قبلہ کے بزرگی کی تصدیق ہو گئی پھر یہ لوگ تائب ہو کر حضرت قبلہ سے مرید ہو گئے پھر دوپہر میں جناب عبدالقدیر صاحب نے قوالی کے ساتھ حضرت قبلہ کی چادر اٹھانے کا انتظام شروع کیا اور بازار سے چادر خرید کر لائے تو اندرون خانہ چادر اٹھانے پر اختلاف ہوا۔ حضرت قبلہ نے خود ہی صوفی عبدالقدیر صاحب سے دریافت کیا کہ اس وقت تم کس کام میں

مشغول ہو رہے ہو. صوفی عبدالقدیر صاحب نے عرض کیا کہ حضور چادر اٹھانے کا خیال ہے تو ارشاد فرمایا. (اُن کے ہاتھ سے چادر لیتے ہوئے) کہ یہ چادر یہاں نہ اٹھاؤ بلکہ اپنے پاس رکھو سبھنو ڈی شریف آکر اُٹھا دینا (چنانچہ صوفی عبدالقدیر صاحب حضرت قبلہ کے وصال کے بعد چالیسویں میں یہی چادر لیکر آئے تھے) پھر حضرت قبلہ ٹھاکر دوارے سے سبھنو ڈی شریف تشریف لائے اور وہاں سے لکھنؤ شریف عرس میں حاضر ہو گئے اس مرتبہ کی حاضری بلکہ حضرت قبلہ کا پورا سفر بہت ہی معنیٰ خیز تھا حضرت قبلہ کو سب کچھ معلوم تھا اور ہم سب لوگ قطعاً بے خبر تھے وصال کے بعد راز کھلا کہ یہ سفر اس وجہ سے معنیٰ خیز تھا. عرس کے بعد حضرت قبلہ لکھنؤ میں علیل ہو گئے. ڈاکٹر فریدی کے علاج سے کچھ سکون ہوا تو حضرت قبلہ نے اپنے مخصوص مخصوص غلامان حسنی کو رخصت فرمانا شروع کیا اور جب محترم حاجی احمد بخش صاحب کو اور انکے تمام ساتھی بمبئی والوں کو جب رخصت فرما رہے تھے اس وقت کا عجیب منظر تھا خود اپنی زبان سے یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے اور اُن لوگوں سے بھی پڑھواتے جا رہے تھے مع حضرت قبلہ کے تمام حاضرین آبدیدہ ہو کر پڑھ رہے تھے ؎

عاشق ہیں تو پہنچائیں گے نقش کف پا ہم ÷ مرجائیں گے پر ساتھ نہ چھوڑیں گے ترا ہم
آگاہ بس اک تیرے سوا اور کسی سے بھی نہیں ہم ÷ ہم تیرے شناسا ہیں ہیں غیر سے کیا کام

بمبئی والوں کو اپنے سینہ سے لگایا اور روتے رُلاتے رخصت فرمایا اور بہت دور تک جانے والوں کو دیکھتے رہے. غالباً لکھنؤ شریف ہی میں کسی موقعہ پر صوفی بسم اللہ خاں صاحب حسنی آسوی جعفری کی مجلس میں حاضر تھے اُنکی طرف دیکھ کر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جناب فنائیت اسکو کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آسی بیٹھے ہوئے ہیں صوفی بسم اللہ خاں صاحب نے حضرت قبلہ کے قدموں پہ سر رکھدیا اور حضرت قبلہ نے خوشی میں اپنی ٹوپی اتار کر بسم اللہ خاں کو اُڑھا دیا عرس کے تمام احباب تقریباً رخصت ہو چکے تھے. کچھ ہی لوگ رہ گئے تھے کہ حضرت قبلہ لکھنؤ شریف سے مجلس گیارھویں شریف کیلئے الہ آباد تشریف لائے اور رانی منڈی جناب آفاق حسن صاحب صاحب کے والد داروغہ صاحب مرحوم کے مکان پر قیام فرمایا جو مکان عزیزی صوفی سید انوار حسین ابن صوفی ابرار

کے مکان کے قریب ہے ۔ مجلس گیارہویں شریف کے بعد حضرت قبلہ صوفی ارشد میاں سلمٰہ کے گاؤں جائیس تشریف لیگئے۔ ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں ۲۰ ر ۲۵ روز وصال کو رہ گئے ہیں سوائے حضرت قبلہ کے کسی کو معلوم نہیں کہ اب یہ وہ فرمانیوالے ہیں مگر حضرت قبلہ کے مجاہدہ کا یہ عالم اللہ اللہ یہ ہمت و جرأت یہ سب من جانب اللہ ہے ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔

جائس تشریف لائے اور وہاں جسے نوازنا تھا نوازا آخر میں صوفی ارشد میاں کے والد مرحوم کو اپنا چاند تارہ والی ٹوپی اپنے سر سے اتار کے انھیں اڑھا دیا اور انکی خلافت کا اعلان فرما کر وہاں سے الہ آباد تشریف لائے یہاں الہ آباد میں مرزاپور موضع سرسا موضع مواد اسلام آباد کے لوگ حضرت قبلہ کو اپنے یہاں لیجانیکو آئے تھے اور بار بار اصرار کر رہے تھے لیکن حضرت قبلہ نے سب سے یہی فرمایا کہ بھائی مجھے تو بہت کام ہے بس مولانا آسی سلمہ کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں اب یہی سب جگہ جائینگے پھر اسی روز شام کی گاڑی سے حضرت قبلہ لکھنو شریف کیلئے روانہ ہوگئے لکھنؤ شریف میں بمبئی کے لوگ صوفی عبدالمجید شاہ صاحب کی اہلیہ وغیرہا بمبئی سے منتظر تھیں ۔ صبح کو حضرت قبلہ لکھنو آستانہ پر حاضر ہوئے اور یہاں با دیدۂ گریاں عرض کیا کہ حضور میں تو اب جا رہا ہوں اب آپ ہی سلسلہ کے لوگوں کی دیکھ بھال فرمائینگے (ابھی بھی کسی کو سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا فرمارہے ہیں اور اسکا کیا مطلب ہے) پھر لکھنؤ شریف سے سیدھے بنسوڑی شریف تشریف لائے ۱۰ ر ۱۲ روز کے بعد مزاج گرامی ناساز ہوگیا جیسے جیسے بڑھتا تھا برادرم صوفی سید ابرار حسین صاحب فیروزآبادی . مولانا صوفی محمد خوشحال صاحب . صوفی عزیز بابا بارہ بنکی والے صوفی شمس الدین صاحب آنولوی وغیرہم غلامان حسنی خدمت میں حاضر تھے اور رات دن مصروف خدمت تھے ۔ جمعہ کے دن اتفاق سے حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ کے پوتے حضرت قبلہ قصاحت میاں صاحب جو اسوقت بالکل چھوٹی عمر کے تھے حضرت قبلہ کے گھر تشریف لائے تو حضرت قبلہ نے انکو بہت پیار فرمایا اور حسرت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھا اور چلتے وقت شیرینی انکے ہاتھ پر رکھکر انکی قدم بوسی فرمائی اپنے پیر و مرشد کے آستانہ پر ایکروز پہلے ہی حاضری کو گئے تو ایک گھنٹہ تک مزار پاک کے اندر بیٹھے

رہے اور تین روز قبل اپنے دولت کدہ زنان خانہ میں جاکر بہوؤں سے فرمایا ہمارا کفن احرام والا نکال لو ذرا
سوکھوا دیں گھر کی عورتیں کفن کا نام سُنکر رونے لگیں تو حضرت قبلہ نے ڈانٹ کر فرمایا میں کوئی ابھی مر رہا
ہوں ذرا کہ تم سب رونے لگیں میرے پیر نے تو تین ماہ پہلے ہی سے اپنا کفن نکلوا لیا تھا اسکے بعد حضرت قبلہ
نے اپنے بھتیجے صوفی حبیب احمد صاحب کو جو بالکل سیدھے آدمی ہیں بلوایا اور اُن سے فرمایا کہ ایک بوری
سمینٹ کا انتظام کر لو کچھ اینٹیں بھی منگوا لو وقت پر کام آئینگی یہ سب کچھ انتظام ہو رہا ہے لیکن کسی
کو خبر نہیں کہ یہ کیا ہونیوالا ہے گویا حضرت قبلہ اپنی رخصتی کا سب انتظام خود ہی فرما رہے ہیں اپنے مرشد
کے آستانہ سے جب واپس ہو رہے تھے تو باہر آکر کھڑے ہوئے اور اِدھر اُدھر دیکھکر فرمایا کہ جناب
یہ جگہ تو کلیر شریف بنیگی اب سنیچر ہفتہ کا دن آیا کبھی کبھی استغراقی کیفیت بھی طاری ہونے لگی صوفی
عبدالعزیز میاں سجادہ نشین کو کچھ لوگ محمود نگر آنولہ کیطرف فاتحہ کیلئے لیجانا چاہتے تھے تو حضرت
قبلہ نے اُسوقت یہ فرمایا کہ تم لوگ اسکو لیجانا چاہتے ہو اور ادھر کچھ ہست نیست ہو گئی تو کیا ہو گا.

الغرض ہفتہ کے دن حضرت قبلہ کی حالت نازک ہو گئی لیکن جب ہوش آتا تھا
تو حاجی احمد صاحب جو اُسوقت بمبئی میں تھے اور اس بندہ آسی کو جو اُسوقت الہ آباد تھا حضرت قبلہ
نے چند بار نام لیکر یاد فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا حضور وہ تو الہ آباد میں ہیں اب رات آئی لوگ
وہ رہ کر مزاج پرسی کیلئے آنے جانے لگے صوفی سید ابراحسین صاحب پٹی سے لگے بیٹھے ہوئے ہیں اور
دوسرے لوگ اُسی تین دری میں آرام کر رہے ہیں رات کے ۱۲ بجکر ۴۰ منٹ پر ۵ر۶ر جمادی الاولی ۱۳۷۹ھ
کی درمیانی شب میں اچانک حضرت قبلہ کا ذکر پاس انفاس زور زور سے جاری ہوا اُسی میں زور سے
ایک سانس اُوپر کو کھینچی اور بہت آسانی سے اپنے رب کریم کے حضور روانہ ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

آہ آج آفتاب جہانگیری ہمیشہ کیلئے ہماری نگاہوں سے روپوش ہو گیا ہر طرف
رات ہی رات پھیل گئی پورا قصبہ آن کی آن میں ماتم کدہ بن گیا ھندو مُسلم عورت مرد سارا قصبہ ٹوٹ
پڑا کہ ہائے رے یہ کیا ہو گیا ہمارے گاؤں کی روشنی کہاں چلی گئی صبح ہوتے ہوتے پورے علاقہ میں

کہرام سا مچ گیا رام پور بریلی بارہ بنکی لکھنؤ آگرہ جے پور بمبئی الہ آباد ہر جگہ بجلی کیطرح یہ روح فرسا خبر پہنچ گئی اور جنکے مقدر میں تھا وہ لوگ ہوا پر سوار ہو کر جنازۂ مرشدی میں حاضر ہو گئے غسل کے بعد جب صوفی سید ابرار حسین صاحب نے حضرت قبلہ کو سرمہ لگایا تو آنکھوں کی پُتلی سلائی کے ساتھ گردش میں آگئی جیسے زندہ آدمی کی پتلی گردش کرتی ہے وہاں جو لوگ موجود تھے سب نے اس گردش چشم کو دیکھا بیت خاں بریلی والے سے نہیں رہا گیا تو انھوں نے لوگوں سے اشارہ بھی کر دیا کہ آپ لوگوں نے کچھ دیکھا اتوار کے دن شام کو حضرت قبلہ قبر شریف میں اتار دیے گئے اور تختہ لگا دیا گیا مگر سرہانے کا تختہ باقی رکھا گیا کہ بڑا ہجوم تھا اور زیارت کرنے والوں کا تانتا سا لگا ہوا تھا اور نماز جنازہ بھی اتوار ہی کو ادا کی گئی سجادہ نشین عزیز میاں قبلہ نے مولانا خوشحال صاحب کو حکم دیا کہ آپ نماز جنازہ پڑھایئے . مولانا خوشحال صاحب ذرا شرمیلے ہونیکی وجہ سے گھبرائے اور انھوں نے صوفی سید ابرار حسین صاحب کو آگے بڑھا دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی نماز جنازہ پڑھایئے لہٰذا نماز جنازہ صوفی سید ابرار حسین صاحب نے پڑھائی اور قبر انور میں زیارت کرانے کی خدمت بھی وہی انجام دیتے رہے دوشنبہ کے دن بھی حضرت قبلہ کے منہ سے اور ناک سے بالکل تازہ تازہ خون جاری تھا اسی دن تختہ لگا کر مٹی دیدی گئی اُسکے بعد روزانہ حضرت قبلہ کے مزار پاک پر ہندوستان کے کونہ کونہ سے وابستگان و خلفاء کرام کا ورود شروع ہو گیا اور روزانہ فاتحہ قرآن خوانی صبح شام صلاۃ و سلام کا ورد ہوتا رہا سجادہ نشین عزیز میاں قبلہ بہت زیادہ نڈھال رہا کرتے تھے واقعی انھیں حضرت قبلہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور حضرت قبلہ کو بھی انسے عشق تھا باہر سے جو بھی آتا تھا عزیز میاں قبلہ اُسے پکڑ کر رو دیا کرتے تھے .

اس بندہ آسی کو پرتاب گڈھ شہر میں جناب صوفی گلشیر حسن میاں نے خبر دی کہ کھنوڈی شریف کی سب سے بڑی آستانہ خدا کو پیاری ہو گئی یہ خبر سنتے ہی مجھ پر اختلاجی دورہ پڑ گیا جو کھنوڈی شریف آنے تک طاری رہا وصال شریف کے تیسرے دن میں حاضر ہوا برادرم حاجی احمد صاحب بھی غالباً تیسرے ہی دن آگئے تھے اور آتے ہی انھوں نے مزار شریف کا انتظام شروع کر دیا عرس چہلم کیلئے سب

لوگ مل جل کر انتظام میں مصروف ہو گئے حاجی احمد صاحب نے بریلی شریف جا کر بہت خوبصورت
پتھر کی جالی کی عمارت بنوائی اور اُسے ٹرک پر لا کر مزار اقدس پر فٹ کرایا عرس چہلم شریف جسقدر قریب
آتا جا رہا تھا پروانوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا ایک غریب الوطن دیوانۂ عشق و محبت حضرت مولانا غلام
جیلانی صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث مسجد بی بی جی بریلی شریف جو حضرت قبلہ کی زندگی ہی میں حضرت
قبلہ کے حکم سے براؤن شریف ضلع بستی دارالعلوم فیض الرسول میں شیخ الحدیث ہو کر چلے گئے تھے جب
انھوں نے وصال کی خبر سنی تو کم از کم عرس چہلم میں آنکے لئے بے چین ہوئے مگر زاد راہ کیوجہ سے
پریشان تھے غریب آدمی ٹھہرے کیسے حاضری نصیب ہو مگر قربان جایئے حضرت قبلہ کے بظاہر پردہ
میں ہیں لیکن تصرف اور غم گساری کی امداد پہلے سے بھی زیادہ فرما رہے ہیں انکے نزدیک قرب و
بعد کیا؟

فاصلہ کوچۂ جاناں کا نہ پوچھو یارو۔

جب مشتاق ہو وہ دور بھی نزدیک بھی ہے۔

رحمت کی ایسی آندھی چلی کہ بے پیسے کوڑی بستی ضلع سے ایسے آئے جیسے اُڑ کے آگئے

چالیس[۴۰] سال پہلے جب مولانا غلام جیلانی صاحب امروہہ میں ملازم تھے تو اُسوقت انھوں نے وہاں کوئی نکاح
پڑھایا تھا اور رجسٹر نکاح پر خانہ قاضی میں انکے دستخط تھے اُس نکاح کا کوئی جھگڑا انکا مقدمہ کورٹ میں پہونچا
وہاں قاضی کی طلبی ہوئی کورٹ نے اپنے خرچ سے قاضی صاحب کو بستی ضلع سے ٹھیک عرس چہلم شریف سے پانچ روز
پہلے امروہہ طلب کیا اسطرح مولانا غلام جیلانی صاحب امروہہ پہونچے اور وہاں کورٹ میں گواہی دیکر واپس بھینسوڑی
شریف جو امروہہ سے بالکل قریب ہے عرس چہلم سے دو روز قبل حاضر بارگاہ ہو گئے یہ امداد غیبی نہیں تو اور کیا ہے مولانا
غلام جیلانی صاحب کو حضرت قبلہ سے بڑی عقیدت ہے اسی عقیدت کی بنا پر تو انھوں نے بریلی شریف ہی میں اپنا نام
اُویس حسن غلام جیلانی رکھ لیا تھا آج انکی عقیدت کام آہی گئی چہلم شریف میں شب بیداری رات کو وہ ذرا دیر کو کہیں
لیٹ گئے تو عجیب و غریب ایمان افروز خواب دیکھا اور صبح ہی مجھ سے بیان کیا کہ مولانا میں نے آج رات کو خواب
دیکھا ہے کہ ایک مجلس سجی ہوئی ہے جسمیں حضرت قبلہ صدر مجلس ہیں اور سجادہ نشین صاحب عزیز میاں قبلہ مجھکو

اپنے ہاتھ سے جوڑا پہنا رہے ہیں میں نے یہ خواب سُنکر انکو مبارکباد دی اور خوشی خوشی سجادہ میاں کو اطلاع کرنے چلا کہ مولانا غلام جیلانی صاحب نے ایسا خواب دیکھا ہے میں جو مکان کے قریب پہونچا جہاں کنواں ہے تو دیکھا سجادہ صاحب قبلہ بڑے دروازہ پر کھڑے مجھے آواز دے رہے ہیں کہ مولانا میں نے آج رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے میں نے کہا کہ حضور کیا خواب دیکھا ہے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شاندار مجلس سجی ہوئی ہے اسمیں حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور انکے اشارہ سے مولانا غلام جیلانی صاحب کو جوڑا پہنا رہا ہوں میں نے یہ سُنکر خوشی میں عرض کیا کہ حضور یہی خواب تو مولانا غلام جیلانی صاحب نے بھی دیکھا ہے اور وہی میں سُنانے حاضر ہوا تھا آپ نے میرے کہنے سے پہلے ہی اپنا خواب سُنا دیا ایسا خواب تو کسی نے بھی نہیں دیکھا ہوگا پھر کیا ہونا چاہئے سجادہ میاں نے فرمایا میں جوڑا نکال کر لاتا ہوں کمرہ میں رکھدو قل شریف کے وقت جوڑا پہنا کر مولانا غلام جیلانی صاحب کی اجازت و خلافت کا اعلان کر دینا لہٰذا قل شریف کے بعد مولانا غلام جیلانی صاحب کو جوڑا پہنایا گیا اور انکی خلافت و اجازت کا اعلان کیا گیا۔

سجادہ میاں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آج تک ایسی خلافت کسی کو نہیں دی ہے اور نہ کہیں سُنی ہے پھر چہلم شریف کے بعد محترم حاجی صوفی احمد بخش صاحب اور محترم حاجی صوفی سید ابرار حسین صاحب حضرت قبلہ اور دادا حضور سرکار عنایت حسین شاہ قبلہ کے مزار پاک کی تعمیر کیلئے جوڑتے ہیں تو اللہ رکھے ان دونوں صاحبان کو ڈھائی سال تک اپنا گھر بار چھوڑ کر مستقل آستانہ حسنی پر ڈٹے رہے اور انتہائی جدوجہد کے ساتھ مزارین شریفین کی اعلیٰ درجہ کی تعمیر مکمل کر کے دم لیا۔ ڈھائی سال متواتر اسقدر مشقت اور محنت سے کام کو انجام دیا کہ وہ بیان سے باہر ہے محض دیکھنے سے سمجھ میں آسکتا ہے یوں تو اس ڈھائی سال کے عرصے میں دوسرے ہزاروں پیر بھائی آتے جاتے رہے اور جو کچھ ہو سکتا تھا ہاتھ بٹاتے رہے مگر اس تعمیر کا سہرا ان ہی دونوں بزرگوں کے سر چڑھا۔ اور اس کی جزا سوائے حضرت قبلہ کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ گویا حضرت قبلہ ہی نے اس کا سہرا ان کے سروں پر باندھ دیا مزار کی تعمیر کے بعد آستانہ حسنی کی تعمیر کا قلعہ نما سلسلہ جو شروع ہوا تو الحمد للہ وہ آج تک جاری ہے اس تعمیر میں بھی حاجی احمد صاحب کی جدوجہد قابل دید ہے اور حاجی

احمد صاحب کے ساتھ فرید پور والے حسنی جاں نثاروں کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ محترم حاجی عزیز اللہ صاحب کے ہونہار فرزندانِ ارجمند برادرم صوفی سیٹھ میاں جان صاحب و سیٹھ صوفی محمد رفیق صاحب و سیٹھ محمد جمیل صاحب و سیٹھ محمد عادل صاحب۔ صوفی ڈاکٹر حمید اللہ صاحب و سیٹھ شمشاد صاحب وغیرہم اور محترم صوفی منصور الحسن صاحب اور برج نارائن سرپنچ صاحب اور عزیزم دولہا میاں بریلی والے حاجی صوفی احمد صاحب کے جد و جہد اور محنت و مشقت میں دن رات برابر کے شریک ہیں۔

خدائے رحیم و کریم اِن حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ساتھ ساتھ ہمارے اُن پیر بھائیوں کی خدمات کو بھی درجۂ قبولیت عطا فرمائے۔ جن بھائیوں نے دامے درمے قدمے سخنے اس تعمیر میں حصّہ لیا ہے۔ آگے خدا کو معلوم یہ تعمیر کہاں جاکر ختم ہوگی اور حضرت قبلہ کی پیشن گوئی (یہ جگہ تو کلیر شریف بنے گی) اس پیشن گوئی کی ابتدا تو ہو گئی ہے انتہا خدا جانے کہاں ہوگی۔

لکھنؤ شریف میں از سرِ نو مزار پاک کی تعمیر۔

حضرت قبلہ کے پردہ فرمانیکے بعد جب بھینسوڑی شریف میں دونوں مزار پاک کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عزیز الاولیا صوفی شاہ عبد العزیز میاں کی عین تمنا تھی کہ لکھنؤ شریف کی درگاہ بھی لکھنؤ والے دادا میاں کے شایانِ شان حسین و جمیل اور مضبوط تعمیر ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ سجادہ نشین عبد العزیز میاں قبلہ کی عمر نے وفا نہیں کی۔ اور عین فقیری کی شباب میں وہ راہِ حق میں شہید ہو گئے۔ مگر اُنکی یہ آرزو پروان چڑھ کر رہی۔ جناب صوفی احمد صاحب بیلپوری کو خواب میں ہدایت کی گئی کہ وہ لکھنؤ شریف میں مزار پاک کی شاندار تعمیر کیلئے تیار ہو جائیں۔ اُنھوں نے اس خواب کے بعد محترم جناب صوفی عبد المجید شاہ صاحب بمبئی والے سے مشورہ کیا اُنھوں نے اس تعمیر سے اتفاق کیا بلکہ ہمہ تن تیار ہو کر اپنا گھر بار چھوڑ کر لکھنؤ شریف حاضر دربار ہو گئے اسطرح اِن دونوں بزرگوں نے مل جل کر ڈیڑھ دو سال تک متواتر تعمیر میں جد و جہد محنت و مشقت اور محض حضرت قبلہ کے سہارے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس کی جزا بھی حضرت قبلہ ہی اِن حضرات کو مرحمت فرمائینگے۔

چھپرہ شریف بہار میں پیرانِ عظام کے آستانوں کی تعمیر

از بندہ آسی حسنی

زمانے میں اپنے پیر مرشد حضرت قبلہ کی خدمت میں رہتا تھا تو کبھی میں نے حضرت قبلہ کو پانچ منٹ بھی سوتا ہوا نہ دیکھا۔ حالانکہ نیند ضروریاتِ زندگی میں سے ہے بلا نیند کے زندہ رہنا عادتاً محال ہے مگر خداوند قدوس چاہے تو کوئی مشکل نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو بجائے جلنے کے ٹہلتے رہے اُن کا ایک رونگٹا بھی نہیں جلا۔ یہ خدا کی قدرت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس بندہ آسی سے حضرت قبلہ نے متعدد بار چھپرہ شریف میں پیرانِ عظام کا ذکر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جب موقع ہو کبھی حاضری دے دینا۔ حضرت قبلہ کا یہ ارشادِ گرامی ہمیشہ مجھے یاد رہا۔ غالباً ۱۹۶۸ء میں چھپرہ شریف محلہ کریم چک میں جہاں اپنے پر دادا پیر اور پنج دادا پیر اور چھ دادا پیر حضرت مخدوم شاہ محمد مہدی حسن حضرت مخدوم شاہ محمد مظہر حسین حضرت مخدوم شاہ فرحت اللہ علیہم الرحمتہ کے مزاراتِ طیبات ہیں انکی زیارت کے لئے گیا زیارت کے بعد میں واپس ہونیکے لئے اسٹیشن آیا مگر گاڑی چھوٹ جانیکی وجہ سے واپس آستانہ پر آگیا اُسکے بعد غیب سے کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ مجھے وہیں خانقاہ شریف میں قیام کرنا پڑا اور مجھے یقین ہوگیا کہ مجھے محض حاضری کیلئے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ اپنے پیرانِ عظام کے مزاراتِ طیبات جو بالکل پرانے ہوگئے ہیں انکی تعمیر کیلئے یہاں خانقاہ کیخدمت کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے بس اس یقین کے بعد غیب سے تعمیر کے اسباب بھی مہیا ہونے لگے اور وہاں کا متولی و مخدوم زادہ جناب ہادی حسن شاہ مہدوی قبلہ نے اجازت بھی دیدی لہٰذا میں نے پرانی تعمیر کو منہدم کرا کے پیرانِ عظام کے بر دستہ اللہ کا نام لیکر نئی تعمیر کا کام شروع کر دیا اور ۳ر۴ سال متواتر کوشش اور محنت کرتا رہا بالآخر تعمیر کا کام کسی حد تک پورا ہوگیا اسکے بعد خانقاہ شریف اور امام باڑہ شریف اور کربلا شریف جو ہمارے پیرانِ عظام ہی کے ہیں اُنکی مرمت و تعمیر بھی کراتا رہا۔ ہماری اِن خدمات سے اور ہمارے جذباتِ غلامی سے وہاں کے مخدوم زادگان حضرت شاہ ہادی حسن صاحب حضرت شاہ نذیر احمد صاحب حضرت شاہ عنایت احمد صاحب حضرت شاہ احسان احمد صاحب نے مجھ بندہ آسی حسنی کو وہاں کے لوگ خداماتی

اختیارات سپرد فرما دیئے. اور مجھے بجائے اپنے قدموں کے اپنے کلیجوں سے لگالیا. اور مجھے اپنے خاندان میں شمار فرمانے لگے. اور وہاں کے جملہ اعراس بزرگان اور درگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کر دیئے یہاں حاضر ہوکر معلوم ہوا کہ ہمارے پیران عظام نے یہاں کیوں غلام بنا کر بھیجا ہے ہمارے جد امجد حضور حضرت مولائی مخدوم محمد مہدی حسن شاہ جو یہاں کے مرشد اوّل ہیں اپنی حیات طیبہ میں انھوں نے ایک ہی مشغلہ اپنی زندگی کا شاہکار بنا رکھا تھا اور وہ ہے سرکار مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کا اور انکی آل پاک کا عشق اور اس محکمۂ عشق کے دو شعبے اوّل یادالہٰی یاد رسول یاد اہل بیت پاک اور اس کا مظاہرہ محرم شریف میں اپنے کردار سے اپنے اندر ونا ک غمو ںکا مظاہرہ اور شعبان المعظم میں جشن میلاد حسینی کی دھوم دھام اور بزم چراغاں سے آستانہ حسینی کو معطر و منوّر بنا دینا اور فقرا و مساکین پر حسینی آثار انجھاور کرنا دوم حسینی روحانیت و نورانیت کو بذریعہ اشاعت سلسلہ خلق خدا تک پہونچا دینا اور حسینی پیغام کی بشارات سے دنیا والوں کو مسرور و معمور فرما دینا آپکا پہلا کام خاص الخاص جسکا تحمل سوائے مخدوم زادگان اور خاندان والوں کے اور کسی کے بس کا نہیں تھا اور آپکا دوسرا کام رحمۃ اللعٰلمینی امت کیلئے پیغام عام بذریعہ پیری مریدی جسکے [illegible]ل باہر والے بھی ہوئے.

چنانچہ آپکے یہ دو کارنامے اسطرح تقسیم ہو گئے اگر چہ منشا اور منتہی اغرض غایت کے اعتبار سے دونوں کارناموں کا ایک ہی ہے حضرت مولائی کے آثار مبارکہ اور آپکی نورانی عرفانی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اندر یہ دونوں امور قدرت نے بیک وقت جمع فرما دیا تھا اور ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ. حضرت مولائی کی تاریخ وفات کی رباعی بھی انفیس امور کیطرف مشیر ہے.

چو مہدی باقلیم لاہوت رفت زابن علی یافت بہجد عروج

بہ پیش خدا عشق شبیر برد بہ شبیر بود و بہ شبیر مرد

یعنے حضرت مہدی حسن جب اپنے رب کے حضور اس دار فانی سے روانہ ہوئے تو عشق

شبیر ہی لیجا کر اپنے رب کے حضور میں پیش کر دیا کہ یہی مری زندگی کا سرمایہ اور یہی مری کمائی ہے اور مرے مولیٰ کا دیا ہوا عروج بھی یہی ہے کہ پوری زندگی لمحہ لمحہ اپنے مولیٰ کے ساتھ رہا اور آج بھی اپنے مولیٰ ہی کے ساتھ ترے حضور حاضر آیا ہوں ۔

یہ بندۂ آسی جب اپنی اس معراج کو دیکھتا ہے تو شرم دامن گیر ہو جاتی ہے کہ ؎
میں گنہگار کہاں دامن سرکار کہاں ۔ مل گیا تیرے کرم سے ترا داماں مجھکو ۔

بہر حال کچھ بھی ہو اپنی اس خوش نصیبی پہ شکریہ ادا کرتا ہوں پہلے سیدی و مرشدی حاجی صوفی محمد حسن شاہ قادری ابو العلائی مہدوی قدس سرہٗ کا جنھوں نے مجھ گنہگار کو فیضان کرم کے اس سنگم پہ حاضر کر دیا ہے اور شکریہ ہے یہاں کے اُن ذرّات کا جنھوں نے میری غلامی قبول فرمائی اور شکریہ ہے مخدوم زادگان کا جنھوں نے میری خدمات قبول فرما کر اپنے کلیجوں سے لگایا خدائے کریم و رحیم کی توفیق شامل حال رہے تاکہ اُنکی خواہش کے مطابق یہاں خدمت انجام دیتا رہوں اور جو جو کام یہاں میرے ذمہ ہیں اُنکو بحسن و خوبی انجام دیدوں ۔

اس دربار میں حاضر ہو کر اگر اہلِ بیت رسول کی محبت کا مہکتا ہوا چمن بے خزاں نصیب ہوا ہے تو دوسری طرف اصحابِ رسول کی الفت کے بے داغ ستارے بھی میسر آگئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خاندان مہدوی جو محبِ رسول و محبِ اہلِ بیت کیوجہ سے لوگوں کی غلط فہمی کا شکار تھا وہ بھی سمجھ میں آگیا کہ خود مسلمان جو ناحق شناسی کے شکار ہو گئے ہیں اور حب اہل بیت جو ایمانیات سے ہے۔ آج وہ خود ہی اپنی راہ سے ہٹ کر دوسروں کو عیب کی نظر سے دیکھتے ہیں. کربلا والے آقاؤں نے تمہارے لئے اگر کچھ کیا ہے تو تم آج اُنکی محبت کا کیا ثبوت پیش کر رہے ہو یا دور سے کھڑے کھڑے ہنسنے کے سوا تمہیں کچھ نہیں آتا ۔

شرم کرو. شرم کرو اور ہوش میں آؤ ورنہ اس سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور خدا کے حضور کچھ جواب دے پاؤ گے ۔

حضرت قبلہ کی آنکھ کا اپریشن بمبئی میں۔

غالباً ۵۷ء میں جب حضرت قبلہ بمبئی تشریف لائے تو آتے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ ہماری بینائی میں کچھ فرق آگیا ہے ایک ہی ہفتہ میں موتیا بن آنکھ میں پیدا ہوا اور ایک ہفتہ میں اپریشن کے قابل بھی ہو گیا یہ راز بھی کسی کے سمجھ میں آج تک نہیں آیا پھر حضرت قبلہ کو صوفی علی حسین شاہ صاحب اور دوسرے خلفاء نے ڈاکٹر دستور پارسی کے پاس لائے جو موتیا بن اور آنکھ کا اسپیشلسٹ ڈاکٹر تھا اسکا پرائیوٹ اسپتال بھی تھا ڈاکٹر دستور نے دیکھتے ہی کہا کہ موتیا دونوں آنکھ میں بالکل اپریشن کے قابل تیار ہے پھر اُس سے معلوم ہوا کہ ۴۰۰ روپے وہ آپریشن کی فیس لیگا حضرت قبلہ نے ڈاکٹر دستور سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ہم فقیر لوگ ہیں ہماری کچھ رعایت کر دو اس پر ڈاکٹر ہنس کے کہنے لگا صوفی صاحب یہ پرائیوٹ اسپتال ہے یہاں مول بھاؤ نہیں ہوتا ہے ایک ہی بات ہوتی ہے یہ کہکے وہاں سے دوسرے کمرے میں تاریخ مقرر کر کے چلا گیا۔

اسکے بعد حضرت قبلہ نے ہم لوگوں کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اچھا میں نے بھی چوگنا نہ تم سے وصول کر لیا تو ہماری فقیری بھی کیا تاریخ مقررہ پر حضرت قبلہ ڈاکٹر دستور کے اسپتال میں تشریف لائے اپریشن کے انتظام میں ایکدن لگے دوسرے دن اپریشن روم میں تشریف لائے یہ بندہ آسی آپریشن روم میں حاضر تھا الحمد للہ بخیر و عافیت ڈاکٹر نے آپریشن کر کے دونوں موتیا نکال کر میرے حوالہ کر دیا میں نے جیب میں رکھ لیا آنکھ پر پٹی باندھ کر ڈاکٹر صاحب نے حضرت قبلہ کو اپنے کمرہ میں پہونچا دیا۔

باہر آتے ہی تیمار داروں کا ہجوم لگ گیا غالباً دوسرے تیسرے دن پٹی کھول دی گئی اسپتال میں ہر وقت ہجوم رہنے لگا اور یہ خبر پھیل گئی کہ اس اسپتال میں کوئی بہت بڑے بزرگ آنکھ کا آپریشن کرانے کو تشریف لائے ہوئے ہیں یہ خبر ڈاکٹر دستور کی بیوی کو بھی مل گئی تو وہ خاموشی سے دوپہر میں حضرت قبلہ کو دیکھنے کو آئی پہلے تو دور سے دیکھا پھر کمرہ میں آئی اور کہنے لگی کہ آپ تو یسوع مسیح ہو بیماری کا بہانہ ہے دراصل آپ ہماری بگڑی بنانیکے لئے آئے ہو اب ہماری بگڑی بنا کر جانا حضرت قبلہ نے فرمایا کیا تیرا

بگڑ گیا ہے بولی کہ حضور میں ڈاکٹر دستور کی بیوی ہوں میرا شوہر دوسرے سے محبت کرتا ہے مجھے نہیں چاہتا آپ دعا کر دیجئے کہ وہ ہماری مان جان کرنے لگے۔

حضرت قبلہ نے اسکو الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی پڑھنے کو بتا دیا اور ایک گجراتی میں شجرہ عنایت فرمایا کہ اسے پڑھا کرنا سب کام ٹھیک ہو جائیگا اور اُسے مرید کر کے واپس کر دیا۔ اب جو گھر گئی تو وہاں جا کر نقشہ ہی بدلا ہوا پایا وہی ڈاکٹر جو اسے دیکھکر چڑھ جاتا تھا آج وہ اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے اپنی زندگی اسے ملکہ بنائے ہوئے ہے پھر کیا تھا اب تو ڈاکٹرنی خوشی میں پھولے نہیں سماتی تھی دوسرے دن محلہ کی عورتوں سے کہنے لگی کہ ہمارے اسپتال میں یسوع مسیح آ گیا ہے چلو چل کر دیکھ لو دوسرے دن بہت سی عورتوں کو لیکر آئی اور حضرت قبلہ سے کہنے لگی کہ حضور کی دعا سے ہمارا کام تو بن گیا اب ان عورتوں پر کرم فرما دو حضرت قبلہ نے فرمایا تو ہی کیوں نہیں دُعا کر دیتی ہے تجھے تو میں نے بہت کچھ دیدیا ہے اسپر اُسنے عرض کیا کہ حضور میرے پاس اپنا روپیہ پندرہ لاکھ بینک میں جمع ہے جہاں فرماؤ میں خرچ کر دوں اور آپکو کتنا نذر کر دوں اور اس بندہ آسی کیطرف دیکھکر بولی یہ کون ہے حضرت قبلہ نے فرمایا یہی میرا اصلی خلیفہ ہے اسکا گھر دھنباد ہے اسکو دوسو روپے دیدیجئے لہٰذا اُس نے دوسو مجھے دیئے اور ١٢٠٠ بارہ سو روپے حضرت قبلہ کو نذر کر کے اپنے گھر روانہ ہو گئی

ڈاکٹرنی نے حضرت قبلہ کے قیام گاہ محترم حاجی احمد صاحب کے مکان کا پتہ کسی سے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا۔ دوسرے دن پھر آئی اور کہنے لگی کہ حضور میں اپنا پندرہ لاکھ روپے کہاں خرچ کروں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم فقیر لوگ ہیں ہمیں اسقدر روپے کی کیا ضرورت ہے تو اپنا روپیہ اپنے پاس رکھو اور اب میرے پاس نہ آنا میں نے تمہارا نام گمنام شدہ رکھدیا ہے تو اب اللہ کی راہ میں گم ہو جا پھر اُسی دن رات کو حضرت قبلہ نے اپنے تمام غلامان حسنی سے جو اسوقت موجود تھے فرمایا فقیری میں اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو چاہئے کہ وہ رات پچھلے پہر ٣٠ روز متواتر یہ دعا پڑھے کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی۔ اَلْمُسْتَغَاثُ بِکَ یَا مُحْیُ الدِّیْن شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْأً لِلّٰہ

[illegible] حضرت قبلہ اسپتال سے واپس جانے لگے تو موتیا بن جو ڈاکٹر نے ہم کو دیدیا تھا اور میں [illegible] میں رکھ لیا تھا اور باہر آکر اُسے کھا لیا تھا اب جو آج اُسکی تلاش شروع ہوئی تو حضرت [illegible] جائی میں سعنبوڑی شریف جاؤنگا تو لوگوں کو کیا دکھلاؤنگا ۔ میں حضرت قبلہ کے قدموں پر گر پڑا اسوقت سسٹر [illegible] نے سب اشارہ کیا کہ ہمارا موتیا یہ کھا گیا ہے جانے دو اسے معاف کر دو۔

پھر حضرت قبلہ وہاں سے ویں دن واپس حاجی احمد صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لائے جہاں اُسی ڈاکٹرنی کا بھیجا ہوا ایک جہاز کی شکل بنا ہوا میٹھا کیک رکھا ہوا تھا روزانہ اُسمیں کا ایک پرزہ غائب ہو جایا کرتا تھا پھر حضرت قبلہ حاجی احمد صاحب کے چار صاحبزادے صوفی سلطان احمد صاحب ۔ صوفی مختار احمد صاحب ۔ صوفی مشتاق احمد صاحب ۔ صوفی عرفان احمد صاحب سبھم کو بلا کر پوچھتے کہ بھائی یہ کیک کون کھا جاتا ہے سب ہی کہدیتے کہ میاں ہم نہیں ہم نہیں پھر حضرت قبلہ نے فرمایا معلوم نہیں اسکا مزہ کیا ہے شاید کڑوا ہوگا ۔ اسپر جناب مشتاق جو اسوقت بہت چھوٹے تھے کہنے لگے کہ نہیں حضور یہ میٹھا ہے حضرت قبلہ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ میٹھا ہے جواب دیا حضور ایکروز اسمیں سے ایک پرزہ زمین پر گر گیا تھا میں نے اُسے اٹھا کر کھا لیا تو پتہ چلا کہ یہ میٹھا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا بس معلوم ہو گیا کہ تم ہی میرا جہاز کھا رہے ہو بطور تفریح حضرت قبلہ بچوں سے یہ گفتگو فرمایا کرتے تھے ورنہ وہ جہاز تو کھانے ہی کیلئے آیا تھا پھر دو چار روز کے بعد وہ ڈاکٹرنی حاجی احمد صاحب کے گھر مسز بیگ لے آگئی حضرت قبلہ نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا تم یہاں کیوں آئی ہے کہنے لگی حضور یہ روپے لیکر آئی ہوں فرمایا میں تیرے روپیوں کا کیا کرونگا جا بھاگ یہاں نہ آنا اپنے گھر ہی میں ہم کو دیکھتی رہنا واقعی وہ حضرت قبلہ کو اپنے گھر میں ہر وقت دیکھا کرتی تھی اور حضرت قبلہ کا کلمہ پڑھنے لگی تھی ڈاکٹر دستور بھی پریشان ہو گیا تھا کہ ہماری بیوی کو صوفی صاحب نے مسلمان بنا دیا ہے وہ انھیں کا کلمہ پڑھتی رہتی ہے ۔ اور کہتا تھا کہ ہم نے تو بہت اچھی طرح سے آپریشن کیا ہے مگر صوفی صاحب نے ہمارا گھر بگاڑ دیا ڈاکٹر کچھ کر تو نہیں سکا مگر سی آئی ڈی رپورٹ ضرور دیدی سی آئی ڈی

نے تفتیش کر کے رپورٹ دی کہ یہ لوگ بہت سچے لوگ ہیں پورے ہندوستان میں انکا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو ان سے مرید ہوتا ہے وہ پھلنے پھولنے لگتا ہے پھر حضرت قبلہ ایک ہفتہ بعد اسپتال گئے اور آپریشن کا ٹانکا کٹوا کر واپس آگئے ڈاکٹر نے حضرت قبلہ سے کچھ نہیں کہا اسکی عورت جو اُس دن حاجی احمد صاحب کے گھر آئی تھی اور منی بیگ میں ہزاروں روپے لئے ہوئے تھی حضرت قبلہ نے اسے نکلوایا تو اس نے سیڑھیوں پر اس بندہ آسی کو وہ منی بیگ دینا چاہا کہ اسے تم قوالی میں خرچ کر دینا میں نے کہا ہرگز نہیں جب حضرت قبلہ نے نہیں قبول کیا تو ہم بھی مجبور ہیں تم تو بس جلدی یہاں سے چلی جاؤ وہ ۱۴ چودہ سو روپئے تو حضرت قبلہ نے یہ دکھلانے کو لیا تھا اگر جو گنا نہ وصول کر لیا تو ہماری فقیری بھی کیا۔

دادا میاں حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ قدس سرہ کی نگاہ عنایت حضرت قبلہ پر

حضرت قبلہ کے مجاہدات و ریاضات اور دن رات اشاعت سلسلہ کی دھوم دھام اور حضرت قبلہ کی محبّت وجاں نثاری اور اپنے پیر مرشد کی فرمانبرداری جب حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسن شاہ نے دیکھ لیا تو حضرت قبلہ سے بہت خوش رہنے لگے۔ اور خوشی میں لبا اوقات فرما دیا کرتے تھے کہ اکیلے ہمارا صوفی ہمارے لئے بس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دادا میاں مرض استسقا میں مبتلا ہوئے تو سب سے زیادہ حضرت قبلہ ہی پریشان رہنے لگے تھے اور جان و دل سے اپنے پیر مرشد کی تیمارداری کرنے لگے۔

قصبہ ملک جانا اور دوا لانا اور انکی دیکھ بھال کرنا کہ کسی طرح ہمارے پیر مرشد اچھے ہو جائیں اپنے پیر مرشد کا قارورہ قصبہ ملک حکیم صاحب کو دکھلانے کیلیے کارہا لیگئے اور دکھلا کر بجائے پھینکنے کے شراب محبت کیطرح نوش فرما گئے جسے حضرت قبلہ نے بعد میں اپنے وابستگان سلسلہ سے بتایا بہت علاج ہوتا رہا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا تو حضرت قبلہ بہت زیادہ پریشان تھے ایک روز اسی پریشانی میں حضرت قبلہ کسی کونے میں کھڑے رو رہے تھے رونے کی آواز دادا میاں نے سُن لیا فرمایا صوفی جی روتے کیوں ہو ادھر آؤ

حضرت قبلہ کو دادا میاں نے اپنے پاس سینہ کے سامنے چارپائی پہ بٹھا لیا اور فرمایا صوفی جی تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے حضرت قبلہ نے عرض کیا حضور کی جدائی سے دل رو رہا ہے اور ادھر یہ حال ہے کہ ابھی میں نے کچھ بھی نہیں سمجھا اسپر دادا میاں نے حضرت قبلہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں تم سے جدا نہیں رہونگا ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگا تم اس دنیا میں کسی سے ہرگز ہرگز مت ڈرنا بس سوائے خدا کے اور کسی سے ڈرنا اور قوالی خوب سننا جسقدر معاملات ہیں وہ سب خود ہی کھل جائینگے ۔ اور دادا میاں نے شاہ جی میاں کو آواز دیکر فرمایا شاہ جی تم گواہ رہنا یہی ہمارا ولی عہد ہے یعنی صوفی محمد حسن ہی مرا ولی عہد ہے اور اپنے صاحبزادہ مخدوم الاولیاء حضرت صوفی راحت حسین شاہ قبلہ جو اسوقت کم سن تھے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا صوفی جی یہ ہمارا بیٹا نہیں بلکہ ہمارا یہ معشوق ہے اسپر جان و دل سے قربان رہنا اور ہمیشہ اسکا خیال رکھنا اسکے بعد غالباً دوسرے دن اتوار ۱۳۶۰ھ کو پردہ فرمالیا اور دادا میاں کی وصیت کے مطابق حضرت قبلہ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تجہیز و تکفین ہوئی ۔

حضرت صوفی حاجی محمد عنایت حسین شاہ علیہ الرحمتہ کی وصیت اپنے لاڈلے بیٹے مخدوم الاولیاء

حضرت صوفی محمد راحت حسین صاحب قبلہ کے بارے میں دادا میاں کی وصیت کے مطابق حضرت قبلہ نے حضرت راحت میاں کو ہمیشہ جان و دل سے پیار فرمایا اور اکثر و بیشتر اپنے ہمراہ لئے لئے پھرے پھر جب حضرت راحت میاں قبلہ بڑے ہوگئے آپ کو جذب کا عالم طاری رہنے لگا چونکہ بچپن ہی میں دادا میاں نے حضرت راحت میاں قبلہ کو مرید کرکے اجازت و خلافت دیدی تھی اسلئے آپ باوجود جذب کے بھی خلق خدا کی خدمت کرتے رہے لوگوں کو مرید فرماتے رہے حضرت راحت میاں قبلہ کی شخصیت ہمارے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ میں ایک مخدومانہ اور ممتاز حیثیت ہے آپکے پورے حالات و اوصاف لکھنے کیلئے ایک مستقل دفتر کی ضرورت ہے پوری زندگی جسنے دنیا سے الگ تھلگ رہ کے گذاردی اور اسکے باوجود بھی زمانہ کی دستگیری فرمائی ہزاروں انسانوں کو راہ راست پر لگا دیا آپ یقیناً مجذوب بھی تھے سالک بھی آپکے اوصاف بیاں سے باہر ہیں آپ بالکل اپنے والد گرامی سرکار عنایت حسین شاہ علیہ الرحمۃ

کی شبیہ تھے اور آپکو فنائیت بھی دادامیاں ہی کی حاصل تھی بیمار ہونے سے پہلے ہی آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت فصاحت میاں قبلہ کو لکھنؤ شریف میں جوڑا پہنا کر سجادہ نشین بنا دیا تھا پھر اسکے بعد بیمار پڑے اور بیماری وہی جو دادامیاں کو ہوئی تھی مرض استسقا اور اسی مرض میں آپ اسی تاریخ کو جو دادامیاں کی تھی یعنی ۴ر اور دن بھی وہی اتوار اور وقت بھی وہی ۹ بجے دن میں تحصیل ملک اسپتال سے جب لائے جارہے تھے تو گاڑی ہی میں جناب نورالحسن خانصاحب امام مسجد مرشد نگر بھینسوڑی شریف کی گود میں واصل بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ اور وصال کے بعد آپنے جو اپنی کھلی ہوئی کرامات کا اظہار فرمایا ہے وہ ساری دنیا کی سامنے ہے بھینسوڑی شریف میں خانقاہ حسنی کی یہ قلعہ نما تعمیر کسی کے بس کی بات نہیں تھی یہ انھیں کی کرامات ہیں جو آج ہم لوگ اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ماشاءاللہ انکے صاحبزادے حضرت قبلہ فصاحت حسین میاں بھی بالکل اپنے آباؤ واجداد کے قدم بہ قدم چل رہے ہیں انھیں دیکھ کر سلسلہ کا ہر فرد خوش ہو جاتا ہے اور دل سے دعائیں دیتا ہے کہ یا اللہ انھیں ہر نظر بد سے بچانا ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

حضرت قبلہ کا طریقہ تبلیغ واشاعت۔

حضرت قبلہ ابتدائی دور میں اکثر و بیشتر تن تنہا پا پیادہ سفر فرمایا کرتے تھے اور ایک ایک مرید کیلئے سیکڑوں میل کی مسافت طے فرما کر اسکے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے اور ذکر و فکر اور حلقہ ذکر کے ذریعہ بھولا ہوا سبق اُسے یاد دلا کر دوسرے مرید کے گھر بھی یوہیں تشریف لیجاتے اسطرح جد و جہد سے آخر کار اُسے انسانیت کی راہ پر لگا ہی دیتے تھے روپیے پیسے کھانے کپڑے نذر نذرانے سے قطعی بے نیاز رہتے تھے ذرا غور فرمائیے کہ اتنا بڑا پیر جسکے لاکھوں بڑے بڑے مالدار مرید ہوں اپنی زندگی میں اسکا گھر کچا مٹی کا اور جب وصال ہوا تو جیب مبارک میں کل ۳۹ انتالیس روپئے نکلے یہ الٰہی مجاہدہ نہیں تو اور کیا ہے۔

لوگوں کو انسان بنانے کیلئے دن رات سفر فرماتے رہے نہ دنیا کا خوف نہ رات کی تاریکی میں کوئی

ہر اس بس اپنا تن من دھن نذر مولیٰ کر کے امت مصطفوی کی خدمت و اصلاح اپنا شیوہ بنا لیا پچھلے واقعات لوگوں نے کہاں دیکھے انکے جان لیوا مجاہدات کس نے دیکھا ہے لوگوں نے تو حضرت قبلہ کو اسوقت دیکھا ہے جب حضرت قبلہ مسند صدارت پر جلوہ افروز ہو گئے اسی لئے تو حضرت قبلہ کبھی اپنی صدارت کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ اب ہمارا کام پیر مریدی کرنا نہیں ہے بیٹے۔ جگہ جگہ میخ گاڑ دیکی ہماری ڈیوٹی لگ گئی ہے ابھی تک لوگ باگ بڑے بڑے آستانوں میں کہا کرتے ہیں کہ میاں ہم نے تمہارے پیر صاحب (حضرت قبلہ) کا وہ دور بھی دیکھا ہے کہ تن تنہا ایک پوٹلیا بغل میں دابے آکر کسی گوشہ میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور اب یہ فضل مولیٰ ہے کہ ہزاروں جانثاروں کی جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں اور ہر طرف انکی تاجداری کی ہاہا کار مچی ہوئی ہے حضرت قبلہ مرید فرمانے سے پہلے یہ چند جملے ضرور فرما لیتے تھے کہ بھائی ہمارے یہاں تو مرید نفی و اثبات سے اٹھایا جاتا ہے کہ غیر اللہ کی نفی اللہ کے نام کا اثبات اغیار کی نفی یار کا اثبات یعنی قلب میں صورت شیخ کا اثبات اور اسی میں جلوہ دیدار حق اسی کو یا دصنم دید صنم سے بھی تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

صوم صلوٰۃ کی پابندی اور اسکی تاکید

حضرت قبلہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کا سختی سے تاکید فرمایا کرتے تھے بغیر نماز ادا کئے مریدوں کو کھانا نہیں کھانے دیتے تھے فرمایا کرتے تھے پہلے ظاہری طہارت و عبادت تو کوئی ادا کرلے پھر تو مرشد کے کرم سے طریقت حقیقت معرفت کی راہ خود ہی سامنے آجائیگی مرشد کی غلامی شرط اول ہے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے ؎

گر تو کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

سماع کے بارے میں حضرت قبلہ کا ارشاد گرامی

کھیل تماشہ کے طور پر گانا بجانا یا خلاف شرع اشعار سننا صوفیا رکرام کا شیوہ نہیں کیونکہ اس سے نفسانی اور شیطانی جذبات ابھرتے ہیں اور جب

گانے بجانے سے یا جن اشعار سے شرعی اور روحانی جذبات اور عشق رسول کی آگ بھڑکتی ہو بلاشبہ وہ محمود و مسعود ہیں اور غالباً حدیث شریف میں جہاں مزامیر و نغمات کی ممانعت آئی ہے وہاں مَزَامِيرُ الشَّيَاطِيْنِ کا لفظ آیا ہے یعنی شیطنت پیدا کرنیوالے مزامیر سو وہ یقیناً حق پرستوں کے نزدیک درست نہیں اور جس مجلس میں گانے بجانے اور اشعار مدحیہ سراپائے حسن و جمال مرشد برحق کیوجہ سے عشق الٰہی میں اضافہ ہو وہ عبادت و ریاضت سے کم نہیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کیجانب ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے کیا نہیں معلوم کہ بسا اوقات کار خیر بھی بہ نیت شر شر ہو جاتا ہے اور بسا اوقات بری بات بھی بہ نیت خیر خیر ہو جاتی ہے اسی طرف تو حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز یعنی وہ جھوٹ جس سے دین کی مصلحت اور دین کا فائدہ ہو بہتر ہے اُس سچائی سے جس سے دین میں فتنہ برپا ہوتا ہو لہٰذا ہمارے یہاں جو قوالی ہوتی ہے وہ اول تو ہمارے پیران عظام کی پیروی میں ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ ہماری نیت بخیر ہے ہم خدا پرستی کیلئے قوالی سنتے ہیں بلکہ ہمارے یہاں تو قوالی بلائی جاتی ہے سُنائی نہیں جاتی اور فقہا کی تصریحات لِاَهْلِهٖ حَلَالٌ وَلِغَيْرِهٖ حَرَامٌ" کا منشا بھی غالباً یہی ہے اور قوالی کے بارے میں ہم بحث کرتے نہیں جسے بحث کرنا ہو وہ علمائے کچھوچھہ شریف سے بحث کرے جو قوالی بھی سنتے ہیں اور وعظ بھی کہتے ہیں اس قوالی کیوجہ سے اسقدر خلیج پیدا کرلینا علماء کا شیوہ نہیں ہماری قوالی نے تو ہر بیت کا ہر دروازہ بند کردیا ہے سوئی کے نوک کے برابر بھی یہاں بدعقیدگی کی گنجائش نہیں ہے پھر بھی ہم سے بوجہ قوالی اس قدر خلیج دور سے دیکھنے والے ذرا قریب سے آکر ہماری مجلس سماع دیکھیں ہمارا حلقہ ذکر ملاحظ فرمائیں۔

وجد و کیف۔

فرمایا کہ ذرا کوہ طور سے پوچھا جائے کہ تجلیات ربانی کے پڑتے ہی اسقدر وجد میں آیا کہ چور چور ہو گیا اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی پوچھا جائے کہ وہ تجلیات ربانی کے پرتو دیکھکر چور چور تو نہیں ہوئے مگر بے ہوش ضرور ہو گئے دیکھ لیجئے قرآن کریم میں صاف صاف لکھا ہوا ہے اور جبل اُحد سے پوچھ لیجئے کہ جب وہ حضور سرور کونین کے قدم ناز سے لپٹا تو اُسپر بھی ایک کیفیت طاری ہو گئی جسے سرور

کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ورنہ شاید وہ کبھی چور چور ہو جاتا اور اگر وہ چور چور ہو جاتا تو اندیشہ تھا سرور
کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچ جاتی کیونکہ حضور اسوقت اسکی پشت پر سوار تھے اسی وجہ سے حضور نے ارشاد
فرمایا کہ اُثبُتْ یَا اُحُدُ فَاِنَّ عَلَیکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیقٌ وَ شَہِیدَانِ
ٹھہر جا اے احد کیونکہ اسوقت تیری پشت پر نبی مکرم جلوہ گر ہیں اور اُنکے صدیق اور دو شہید حضرت عمر
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور جب دربار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف قریب آتا ہے تو آپنے نہیں
سنا ہے کہ اُونٹ جھوم جھوم کر چلنے لگتے اُنپر بھی وجد وکیف طاری ہو جاتا ہے اور جو عاشقان سرور کونین
ہوتے ہیں وہ بھی تو جھومنے لگتے ہیں اور زار و قطار بے اختیار رونے لگتے ہیں آپ پر وجد وکیف نہیں طاری ہوتا
تو آپ دوسروں پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ ؎

جھوم جاتا ہے آسی حشر میں
عاشقان سرور عالم کے ساتھ
ساقی تیری آنکھیں ہیں کہ میخانہ کھلا ہے
جو دیکھ رہا ہے تجھے وہ جھوم رہا ہے

وابستگان دامن مرشد برحق جو مجلس مرشد میں حاضر ہیں اُنپر تجلیات الہیہ کا ورود ہونا چاہیے
اور انھیں وجد وکیف میں آہی جانا چاہیے خصوصاً جسوقت مجلس سماع جاری ہوتی ہے ہزاروں اسی مجلس میں
جان بحق ہو گئے اور آپکو ابھی اعتراض ہی سے فرصت نہیں اسی طرح مجلس عرس ہے

عرس بزرگان دین۔

یہ لفظ عرس عربی لفظ ہے جسکے معنی دولھا دلہن کے ہیں جن بندگان
مخصوص کو روز وصال اپنے مولیٰ کیجانب سے یہ خطاب ملا ہے انکے متعلقین اُس دن ہی کو بطور یادگار عرس
کہنے لگے اور عرس منانے لگے کیونکہ قبر میں مولیٰ کیطرف سے حکم ہوا تھا نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ سوجا
میرے مخصوص بندے دولہا دلہن کیطرح سے جن بندگان مخصوص کو یہ خطاب عطا ہوا وہ عرس مناتے ہیں اور جو نہیں

ملاتے ہو تو اُنھیں یہ خطاب نہیں ملا ہے اگر نہیں ملا ہے تو اسمیں ہمارا قصور کیا ہے وہ لوگ ہم سے کیوں لڑائی لڑتے ہیں۔

شہید ملت عزیزالاولیا صوفی عبدالعزیز میاں سجادہ نشین درگاہ حسنی۔

حضرت قبلہ نے چونکہ اپنی زندگی ہی میں اپنے بھانجے حضرت عزیزالاولیا صوفی عبدالعزیز میاں علیہ الرحمۃ کو اپنا سجادہ نشین مقرر فرمادیا تھا اسلئے حضرت قبلہ کے وصال کے بعد آپ نے پورے ۱۲ سال جانشینی کا پورا پورا حق ادا فرمایا حضرت قبلہ کے وابستگان میں جاکر انکی دیکھ بھال کرنا اور جہاں جہاں حضرت قبلہ نے اپنے بزرگوں کی فاتحائیں مقرر فرمائیں تھیں انکو باقاعدہ وقت مقررہ پر ادا کرنا اور مزید لوگوں کو داخل سلسلہ کرنا حلقہ ذکر و مجلس سماع منعقد کرنا اور نئی جگہ بھی جاکر سلسلہ کی اشاعت کرنا آپ کی ذات گرامی بھی اخلاق محمدی کا مجسمہ تھی جو آپ سے ملتا تھا آپکا گرویدہ ہو جاتا تھا آپکی چشم مبارک میں آپکی گفتگو میں بڑی کشش تھی ۱۲ سال کے اندر آپ نے بھی ہزاروں ہندو مسلم سکھ مرید کر ڈالے جیسے آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کے شیدائی اور جاں نثار تھے ویسے ہی آپکے مریدوں میں بھی عشق و محبت اور آداب مرشد کی امتیازی جھلک پائی جاتی ہے یوں تو ہمارے حسنی سلسلہ میں ہر ایک خلیفہ کے مریدوں میں چال ڈھال اور شکل و صورت میں پیر کی نمایاں حیثیت نظر آتی ہے مگر سجادہ نشین صاحب کے مریدوں میں یہ بات زیادہ نمایاں تھی اسی ۱۲ برس کے اندر آپ نے حضرت قبلہ کا دولت کدہ جو خام تھا بالکل اسی نقشہ پر اسے شاندار طریقہ پر پختہ بنوادیا غرض ہر ایک کام جلدی جلدی کر کے شوال المکرم کی ۶ رتاریخ کو اپنے پیر مرشد حضرت قبلہ کے قل سے فارغ ہو کر وہ لنگر پر مہمانوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور رخصت فرما رہے تھے کہ ایک مرید کی پستول کی دیکھ بھال کرتے ہوئے غلطی سے فائرنگ ہو گئی اور گولی آپکے سینہ میں پیوست ہو گئی علاج کی بڑی بڑی تدبیر کی گئی مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی آخر کار دوسرے دن صبح کو رام پور سے بریلی برائے علاج امبولنس گاڑی پر جاتے ہوئے میر گنج پھاٹک پر اپنے پیر و مرشد کے حسن و جمال پر اپنی روح نچھاور کر دی (انا للہ و انا الیہ) اور ہمیشہ کیلئے شہید ملت

ہو گئے آپکا مزار پاک اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ کے قریب خانقاہ حسنی میں زیارت گاہ خلائق ہے آپکا عرس
پاک ۷ رشوال المکرم کو ہوتا ہے ۔ آپکے شہید ہوجانیکے بعد دوسرے دن تمام خلفاء حسنی و خلفاء عنایتی نے
آپکے بڑے صاحبزادہ صوفی لیاقت حسین عرف منے میاں کی سجادہ نشینی کا اعلان کر دیا ماشاء اللہ صوفی لیاقت حسین
واقعی اسم بامسمیٰ صاحب لیاقت بزرگ ہیں اُسی دن سے آپنے اشاعت سلسلہ کا کام شروع کر دیا ہے کم سنی کے باوجود
آپ دن رات گھر سے باہر رہا کرتے ہیں اور شہر در شہر قریہ در قریہ گشت کرتے رہا کرتے ہیں آپکی یہ ابتدائی
منزل دیکھکر پتہ چلتا ہے کہ آئندہ اِن سے سلسلہ کا بڑا کام لیا جائیگا خدائے کریم آپکو ہر بلا سے محفوظ رکھے اور عمر
دراز فرمائے آمین ۔

حضرت قبلہ کا سفر حج و زیارت مکہ مدینہ منورہ

غالباً یکم اگست ۱۹۵۱ء میں حضرت
قبلہ بھنیوڑی شریف سے مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے فیروزآباد تشریف لائے پاسپورٹ ویزا وہیں سے بنوا کر لائے
تھے مغل لاسن کے خطوط کے انتظار میں ۱۰ دن فیروزآباد قیام کرنا پڑا پھر جواب آنے پر حضرت قبلہ فیروزآباد
سے بمبئی تشریف لائے جہاں بوری بندر اسٹیشن پر ہزارہا وابستگان سلسلہ عالیہ جہانگیریہ استقبال کے
لئے ہار پھول لئے ہوئے حاضر تھے حضرت قبلہ کے چہیتے خلیفہ جناب صوفی عبدالمجید شاہ صاحب اور لاڈلے
صوفی حاجی احمد بخش صاحب (جو ابھی تک مرید نہیں ہوئے تھے) اپنی گاڑی یعنی سجی ہوئی کار لیکر آئے تھے
اور اُدھر شکوری سلسلہ کے حضرات بھی اپنی کار سجا کر لائے تھے حضرت قبلہ اترتے ہی شکوری سلسلہ کے
احباب کے ہمراہ جالی محلہ خانقاہ شکوریہ میں تشریف لیگئے پھر وہاں سے شام کو بھنڈی بازار جہاں صوفی
عبدالمجید شاہ صاحب نے صوفی حاجی احمد بخش صاحب کے مکان پر قیام کا انتظام کیا تھا تشریف لائے
یہاں آکر اب حج کے ٹکٹ وغیرہ کا انتظام ہونے لگا حضرت قبلہ کے قافلہ میں دو عورتیں تھیں ایک اہلیہ حضرت
قبلہ (والدہ حضور) دوسری زوجہ برادرم صوفی سید ابرار حسین صاحب یہاں بمبئی میں وابستگان سلسلہ
حسنیہ بڑی خوشیاں منا رہے تھے روزانہ محفلیں اور حلقۂ ذکر و فکر ہوتی رہی اور کثیر تعداد میں لوگ

باک مرید بھی ہوتے رہے اب حاجی احمد صاحب مرید ہو چکے تھے اور روزانہ قوالی میں ایک آدھ تھوڑا ضرور حال میں اپنے حال کے نذر کر دیا کرتے تھے حضرت قبلہ نے چاہا کہ حاجی احمد بخش بھی ہمارے ہمراہ حج و زیارت کو چلتے تو ہم کو بڑا آرام ہوتا حضرت قبلہ کے چاہتے ہی حاجی احمد صاحب نے پاسپورٹ و دیگر ٹکٹ سرٹیفکٹ وغیرہ انا فاناً تیار کرا لیا اور حضرت قبلہ کے ہمراہ یہ بھی تیار ہو گئے اور غالباً ۱۹ ار گست کو جہانگیری عشاق کا یہ پورا قافلہ جھومتا ہوا محمدی جہاز پر سوار ہو کر سوئے عرب چلا بندرگاہ پر ہزاروں دلفگاران عشق و محبت کو روتا سسکتا ہوا چھوڑ کر حضرت قبلہ کا محمدی جہاز دیارِ حبیب کیجانب روانہ ہو رہا تھا اس وقت کا منظر یہ تھا۔

قافلے جب مدینہ کو جانے لگے آ گیا اپنی قسمت پہ رونا ہمیں
ہم جلائے ہوئے حسرتوں کے دیئے دور تک جانے والوں کو دیکھا کئے

اسی محمدی جہاز میں حسنِ اتفاق سے حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خانصاحب بھی حج و زیارت کیلئے جا رہے تھے حضرت قبلہ اُن سے مل کر بہت خوش ہوئے اور مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ بھی شاد و مسرور ہو گئے کہ ایک ولی کامل کی رفاقت مل گئی اب خوب مل جل کر نماز پنجگانہ وعظ و میلاد و صلوٰۃ و سلام پورے ۶ دن جہاز میں ہوتے رہے جب احرام کا وقت آیا تو حضرت قبلہ نے مولانا حشمت علیخاں صاحب سے از روئے محبت فرمایا کہ مولانا تم ہی ہمارے سب مریدوں کا احرام بندھوا دو احرام کے بعد اب سب ہی لوگ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک پڑھتے رہے جہاز بندرگاہ جدہ پہونچا وقت نہ ہونے کے سبب دوسرے دن صبح کو سب لوگ سرزمین عرب پر پہونچے یہاں پہونچتے ہی مزاج بدل گیا تیور بدل گئے اسے واہ یہ وہی سرزمیں ہے جہاں خانہ کعبہ ہے جہاں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرما ہوئے ہیں ایک روز جدہ میں قیام کر کے سیدھے مکہ معظمہ اور وہاں طواف قدوم وغیرہ سے فارغ ہو کر دوسرے دن عرفات کیلئے روانہ ہو گئے تھے میدان عرفات میں لاکھوں بندگانِ خدا بھکاری بنے ہوئے مغفرت اور خیر و برکت کی بھرپور بھیک مانگ رہے ہیں۔ حضرت قبلہ بھی اور آپکا پورا قافلہ بھی اپنی آنکھوں سے

گریہ وزاری کا چشمہ بہا بہا کر رب قدیر وغفور جل جلالہٗ کی بارگاہ سے مغفرت اور خیر و برکت کی بھیک سے اپنی اپنی جھولیاں بھرنے میں معروف تھا شام کے بعد یہاں سے یہ قافلہ مزدلفہ پھر صبح کو کنکریاں لیکر منی آکر شیطان کو مار پیٹ کے سر منڈائے گئے قربانی کیگئی اور تین روز کے بعد یہاں سے مکہ معظمہ آگئے حج تو ہو گیا اب اسکی قبولیت کی دعا روزانہ انگی جاری ہے وہاں بھی روزانہ لنگر ہو رہا ہے روزانہ دوسرے تیسرے دن ایک بکرا قربان کیا جا رہا ہے روزانہ محفل میلاد وصلاۃ وسلام منعقد ہو رہی ہے روزانہ حضرت مولانا حشمت علیخاں صاحب قبلہ حضرت قبلہ کی دعوت پر حضرت قبلہ کے پاس حاضری دیرہے ہیں محترم حاجی سید ابرار حسین صاحب اور حاجی صوفی احمد حسن صاحب اور پھر رہے ہر اہیان مست و سرشار ہیں ایک تو خانہ کعبہ اور دوسرے یہ قبلہ اپنے ساتھ جلوہ گر ہے دو ہر انشہ ہے روزانہ مدینہ منورہ حاضری کی گھڑیاں شمار ہو رہی ہیں آخر وہ پیارا دن وہ پیاری ساعت آہی گئی حضرت قبلہ اور حاجی صوفی احمد حسن صاحب ایک بس سے اور دوسرے بس پر دیگر احباب سوار کر جھومتے ہوئے باادب رکتے ہوئے جھکتے ہوئے سرور کونین مالک دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی راحد معانی مدینہ منورہ میں حاضر ہو گئے یہاں حاضر ہو کر حاضرین کا کیا عالم ہوتا ہے۔

معراج کا سما ہے کہاں پہونچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

پھر حضرت قبلہ کا عشق اور انکا اندرونی رابطۂ محبت نہ معلوم وہ کیا کیا دیکھ رہے ہونگے اور اُن سے کیا کیا راز ونیاز ہو رہا ہو گا اُسے تو سرکار ہی جانیں یہ ضرور حضرت قبلہ کو وہاں فرماتے ہوئے سُنا گیا کہ اگر یہاں مدینہ منورہ میں کہیں سماع کی اجازت مل جائے تو روزانہ دس بیس لاشیں ضرور عشاق کی نکلیں بھائی اور کو تو میں نہیں کہتا مگر اپنا تو یہی حال ہے۔

پندرہ روز یہاں اسطرح گذرے جیسے بجلی چمک گئی یا کوئی بہت حسین خواب دیکھ لیا سرور کونین جدالحسن والحسین صلی اللہ تعالٰے علیہ والہ وسلم جہاں اس ماہ رسالت کی جھرمٹ میں لاکھوں ستارے خلفا راصحاب رسول امہات المومنین ازواج مطہرات اور خاص کر چمنستان فاطمہ

کا اہل بیت رسول علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہوں وہاں سے کون ہے جو واپس اپنے وطن کو آجائے یہ تو انکی رحیمی و کریمی ہو جاتی ہے کہ وہ واپس فرما دیتے ہیں جہاں سے واپسی کا تصور عشاق کیلئے کوہ گراں نظر آنے لگتا ہے بہر حال ۵۱ یوم کے بعد سرور کونین نے اپنے تمام مہمانوں کو رخصت فرمایا حضرت قبلہ کی رخصتی کا نمبر بھی آگیا اور با دیدۂ گریاں اور با دل ناخواستہ مدینہ منورہ سے یہ قافلہ رخصت ہوا یہاں جدّہ میں وہی محمدی جہاز تیار تھا فوراً سوار ہو کر ۹ ویں دن بمبئی ساحل پر محمدی جہاز آگیا یہاں بھی شام ہونیکی وجہ سے بندرگاہ سے دور ہی جہاز روک دیا گیا۔

صبح ہوتے ہی بذریعہ کشتی زیارت کرنیوالوں کا تانتا بندھ گیا صوفی عبدالمجید شاہ صاحب اپنا گروپ لئے ہوئے آگئے فیروز آباد والے اپنا گروپ لئے پہونچے محترم حاجی احمد صاحب کے منیجر صاحب احمد بخشی خاندان سلطان مختار مشتاق اور سلمہٗ کو لئے ہوئے آ پہونچے۔ بس کیا تھا حاجی احمد بخش صاحب جو پورے تین ماہ بلا خط و کتابت کے مطمئن حضرت قبلہ کیخدمت میں سکون سے حج و زیارت کی دولت حاصل کر رہے تھے آج بچوں کو دیکھتے ہی دھاڑیں مار مار کے پورا جہاز ہلا دیا حضرت قبلہ نے سینہ سے لگا کر تسلی و تشفی دی تو سکون ہوا پھر دوسرے دن صبح یہ پورا قافلہ اُتر کے حضرت قبلہ کے ہمراہ حاجی احمد بخش صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔

اور یکے بادیگرے سب لوگ اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوئے افواد میاں اسرار میاں اپنے گھر والوں کو لیکر روانہ ہو گئے مگر حضرت قبلہ کو تو وہ دولت عظمیٰ جو مکہ مدینہ سے لیکر آئے تھے بمبئی کے نئے اور پرانے غلاموں پر تقسیم فرمانا تھا اسلئے حضرت قبلہ دو ہفتہ کے بعد بمبئی والوں کو خوب خوب سیرا فرما کر روانہ ہوئے راستہ میں آگرہ شریف اُترے وہاں سیدنا شاہ ابوالعلاکی بارگاہ میں آئے آگرہ میں فیروز آباد کے لوگ بھی اسٹیشن گاڑی سے اتر کر استقبال کیلئے آگئے تھے پھر حضرت قبلہ کا آگرہ سے سیدھے بریلی شریف جگہ جگہ اسٹیشنوں پر استقبال و خیر مقدم ہوتا رہا بالآخر مرشد نگر بھیسوڑی شریف سے اپنے پیر و مرشد کے آستانہ پر حاضر ہوئے پھر اپنے گھر تشریف لائے صلاۃ و سلام کے بعد تقسیم تبرک

کھجور آب زمزم اسکے بعد غلاموں کی آمد شروع ہو گئی دور دور سے بھکاری بھیک لینے آتے چلے گئے اور آج تک آتے جا رہے ہیں بلکہ قیامت تک یہ ہجوم انکے آستانہ پر لگا رہیگا ۔

حضرت قبلہ کی شانِ پیری کہ جو بھی مرید ہوا گویا وہ سکۂ رائج الوقت ہو گیا ۔

جب یہ بندۂ آسی سوانح عمری کے سلسلہ میں معلومات کیلئے قصبہ آنولہ برادرم صوفی اسلام احمد صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہاں مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئی اُن میں محترم صوفی حافظ عبد الباقی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی میں نے اُن سے کہا کہ حافظ صاحب آپنے بھی تو حضرت قبلہ کی خوب زیارت فرمائی ہے کہئے حضرت قبلہ کے بارے میں کچھ تو انھوں نے حضرت قبلہ کے مناقب بیان کئے جو قلم بند کئے گئے آخر میں انھوں نے کہا حضرت قبلہ کی شان پیری کا یہ عالم میں نے دیکھا کہ جس کسی نے بھی حضرت قبلہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا بس وہ سکۂ رائج الوقت ہو گیا اب اُسپر کسی دوسرے ٹھپہ کی گنجائش نہیں نہ اسپر کسی بدعقیدگی کا اندیشہ لفظ سکۂ رائج الوقت کو سنکر جتنے میرے ساتھی تھے صوفی اسلام احمد صاحب ۔ صوفی علی حسین ۔ صوفی منصور الحسن صاحب صوفی سید محمد رفیق صاحب ۔ ۔ سب ہی پر کیفیت سی طاری ہو گئی ۔

قصبہ آنولہ میں مُردہ لڑکی زندہ ہو گئی ۔

برادرم صوفی محمد اسلام صاحب کی شیر خوار بچی فہمیدہ سلمہا بیمار ہوئی حضرت قبلہ بھی موجود تھے ۔ چند روز ڈاکٹر کا علاج ہوتا رہا کچھ افاقہ نہ ہوا تب ڈاکٹر کو لیکر صوفی اسلام احمد صاحب حضرت قبلہ کے پاس آئے اور ڈاکٹر کی فیس دینے لگے تو حضرت قبلہ نے جلال میں فرمایا! یہ فیس لینگے ۔ اور تم نے اسلام احمد میرے ہوتے ہوئے ڈاکٹر بلایا ہے دیکھیں یہ ڈاکٹر کیسے لونڈیا کو اچھا کر لیتے ہیں ۔ آخر کار وہ بچی مرگئی ۔ گھر میں رونا دھونا پڑ گیا ۔ چار گھنٹے گزر گئے اب تجہیز و تکفین کا انتظام ہونے جا رہا ہے کہ خوش نصیبی سے صوفی اسلام احمد صاحب کو سوجھ گئی کہ لاؤ اپنی مری ہوئی لونڈیا حضرت قبلہ کے قدموں پر ڈال دیں جیسے ہی وہ اپنی مردہ لونڈیا باہر لیکر آئے

حضرت قبلہ نے اپنا منھ پھیر لیا حسن اتفاق سے اُس وقت مندرجہ اصحاب سلسلہ بھی موجود تھے۔ جناب چھیلا دادا مرحوم کھنیوڑی شریف۔ جناب صوفی نور محمد صاحب عنایتی۔ جناب صوفی خدابخش صاحب اور محترم مخدوم الاولیا، حضرت قبلہ راحت میاں سجادہ نشین بھی تشریف فرما تھے جب وہ مری ہوئی لڑکی حضرت قبلہ کے قدموں پر لاکر ڈال دی گئی۔ اور حضرت قبلہ نے اِدھر سے اُدھر منہ کر لیا۔

اس پر تمام حاضرین مجلس نے کہا کہ' صوفی صاحب اَب تو دیکھ لیجئے۔ لونڈیاں تو مر ہی گئی تب حضرت قبلہ نے منہ پھیر کے اُس لونڈیا کی طرف دیکھا اور اس قدر زور سے دم فرمایا کہ لونڈیا کے دم میں دم گیا۔ آنکھیں کھول دیں اور رو کر ابو ابو پکارنے لگی۔ تمام حاضرین خوشی کے مارے بے خود ہو گئے۔ اندر سے باہر تک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ محلہ والے یہ سنتے ہیں کہ لونڈیا زندہ ہو گئی دیکھنے کے لئے دوڑ پڑے۔ اور حضرت مخدوم الاولیا، راحت میاں قبلہ کو تو ایسی خوشی ہوئی کہ گھر میں جا جا کر اُسے بہت دیر تک کھلاتے رہے ماشا اللہ وہ فہمیدہ سلمہا ابھی تک زندہ ہے جوان ہو کر بال بچے دار بھی ہو گئی۔ یوں تو آنولہ میں بے شمار لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور انھوں نے اپنی عاقبت سنوار لی۔ مگر انھیں میں سے چند اصحاب ایسے نکلے جو ہیرے جواہرات سے تول کر نچھاور کر دینے کے قابل ہیں۔

صوفی یعقوب علی شاہ مرحوم۔ صوفی اسلام احمد شاہ۔ صوفی شمش الدین شاہ مرحوم صوفی علاؤ الدین شاہ۔ صوفی قربان علی شاہ۔ صوفی غلام احمد شاہ وغیرہم۔ حضرات اپنے مقامات پر بدرِ منیر بنکے چمکے اور خلوص دل سے دین محمدی کی خدمت و اشاعت فرمائی نہ جانے کتنے ہزار بندگانِ حق ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر اپنا نصیبہ جگا چکے ہیں۔

یہ بندہ آسی اُسی دور میں حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے در سے دستار فضیلت و سند یافتہ ہو کر مذہب اہل سنت کی اشاعت کے لئے مفتی ہو کر قصبہ

آنولہ میں آیا تھا۔ اس وقت میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ میں بالکل ناتجربہ کار تھا۔ مگر خدمت اولیاء و خلق خدا کی خدمت کا مادہ حضرت نے میرے خمیر میں رکھ دیا تھا۔ میں بریلی شریف میں کبھی حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قاحب سجادہ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ جب حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ مبتلائے مرض موت ہوئے تو میری مصروفیات زیادہ ہوگئیں۔ میں زیادہ خدمت میں رہنے لگا۔

میرے استاد گرامی حضرت مولانا سردار احمد صاحب شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما رہے تھے۔ بروز شنبہ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ پردہ فرمانے والے تھے میں سامنے ہی حاضر تھا کہ اچانک حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے دونوں ہاتھ میری جانب بڑھا کر میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر تین بار ارشاد فرمایا۔ میں نے تم کو سلسلہ قادریہ میں قبول کیا۔ اسکے بعد فوراً ہی حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ پر عالم نزع طاری ہوگیا۔ میں نے سمجھا کہ حضرت نے اپنی خدمت کا صلہ مرحمت فرمایا ہے میرے استاد جو قریب ہی تشریف فرما تھے، فرمایا بے وقوف تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت نے تم کو قادری سلسلہ میں قبول فرمالیا پھر حضرت حجۃ الاسلام اسی دن رات کو ۹ بجے کے بعد اپنے ربِّ کریم کے حضور روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ

تاریخ وصال

مخدوم الاولیاء حضرت صوفی شاہ محمد راحت حسین قدس سرہ

وہ جانِ عنایت میاںؒ چل بسے — تمنائے پیر و جواں چل بسے

اُویسیؒ ادا۔ اہلِ جذب و سلوک — فدائے نبیؐ حق نشاں چل بسے

دیارِ ملال و الم چھوڑ کر — حضور آج سوئے جناں چل بسے

عزیز و احبّا ہیں شاطرؔ ملول

کرم زا راحت میاںؒ چل بسے

۱۳ — ۹۶

اعلیٰحضرت فاضل بریلی کا رشتہ لکھنؤ والے شہنشاہ رضا سے

رامپور میں زیادہ تر مغلیہ دور میں افغانی نسل فتحانی قوم ہی آ کر بسی ہے۔ جناب پہلوان سہراب خاں صاحب بھی غالباً اسی دور کے فتحانوں میں سے تھے۔ سہراب خاں صاحب لکھنؤ والے حضرت شہنشاہ رضا کے خالہ زاد بھائی تھے اور اعلیٰحضرت فاضل بریلی شریف کے بھی خالہ زاد بھائی لگتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھینسوڑی شریف والوں کا بریلی شریف والوں سے خالہ زادی رشتہ بھی ہے۔ (فالحمدللہ علیٰ ذالک فی کل حال

اب آیئے پھر آنولہ کی سیر کریں:۔ یہ آنولہ بھی کسی زمانے میں فتحانوں کی آبادی رامپور کا پایہ تخت تھا۔ اسی وجہ سے یہاں جو مقبرہ نواب علی محمد خاں صاحب مرحوم کا ہے۔ یہ بھی اسی دور کے رامپوری نواب ہیں۔ نواب رامپور کی طرف سے مقبرہ کا انتظام ہوتا ہے۔ رامپور اور آنولہ کی یہ نسبت ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے۔ قصبہ آنولہ میں حضرت قبلہ کا تشریف لانا خالی از علت نہیں تھا یہ سب کچھ من جانب اللہ ہو رہا تھا۔ حضرت قبلہ سے ابھی میری ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر حضرت قبلہ کے وابستگان صوفیائے کرام کو دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ جن کے مریدین کا یہ حسن وجمال ہے اور یہ نورانی صورتیں ہیں جس راہ نکل جاتے ہیں وہ راہ مہکنے لگتی ہے۔ ان شاء اللہ ان کے مرشد پاک کا کیا عالم ہوگا۔ اشتیاقِ قدمبوسی میں چند مہینے گذر گئے۔ بالآخر وہ پیاری ساعت آئی کہ خود ہی دریائے کرم اپنے پیاسے بندۂ آسی کو سیراب کرنے محلہ کٹرہ پختہ جامع مسجد میں رواں دواں تشریف فرما ہو گیا۔ دیکھتے ہی یہ بندۂ آسی دم بخود رہ گیا۔ تصور میں جو سراپا بنا رکھا تھا۔ اُس سے کہیں زیادہ پایا۔ نظر ملتے ہی اُن سے دل کا سودا کر لیا۔ اس کے بعد ایک بڑی داستان ہے۔ جس کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ مقدمہ یہ کہ حضرت قبلہ نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا۔ اور وہیں سے دو بار حج و زیارت مکہ مدینہ کی دولتِ عظیم سے سرفراز فرمایا۔ دوسری مرتبہ کی واپسی میں ناگپور اُتر گیا۔ اور وہیں مدرسہ جامعہ عربیہ اسلامیہ میں ۷ برس درجہ شیخ الحدیث میں خدمت

انجام دیتا رہا۔ ان ایام میں بھی حضرت قبلہ کا کرم بے پایاں ہر وقت شامل حال رہا۔ جب میری مولویت خوب منجھ گئی تو اب سات برس کے بعد خود ہی حضرت قبلہ ناگپور تشریف لائے اور دربار تاج الاولیاء میں اجازت و خلافت کی دولت سے مالامال فرمایا۔

حضرت قبلہ دربار تاج الدین بابا ناگپوری علیہ الرحمہ میں:۔

غالباً ۱۹۵۲ء میں بغیر کسی اطلاع کے حضرت قبلہ ناگپور اسٹیشن سے اتر کے مومن پورہ مدرسہ شمس العلوم میں برادرم علامہ ارشد القادری سلمہ کے پاس اچانک تشریف لائے اور مجھے محلہ گانجہ کھیت سے بلوایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور کہاں رامپور اور کہاں ناگپور۔ اس ضعیفی میں اس قدر زحمت کس لئے۔ اس بندۂ آسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان جناب کے لئے یہ سب پاپڑ بیلے جا رہے ہیں۔

مولویت میں بہت دن گذر گئے۔ اب دربار تاج الدین جا رہا ہوں وہاں جو حکم ہوگا عمل کیا جائے گا۔ حضرت قبلہ اور بندۂ آسی ایک رکشا پر اور دیگر ساتھی اور سامان ایک ٹانگے پر سوار ہو کر مغرب کے وقت تاج آباد شریف حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے اپنا بیڈنگ مسجد میں کھول کر آستانہ کی طرف منہ کئے بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا کوئی شعر سناؤ۔ میں نے یہ شعر سنایا۔

میں ستم رسیدۂ عشق ہوں مجھے یوں نظر سے گرا نہ دے
کہ خدا ابھی اہی خدائی میں کہیں رہنے کی مجھے جا نہ دے

حضرت قبلہ کو اس شعر پر اتنی رقت ہوئی کہ تمام مجمع چیخ مار کر رونے لگا۔ پوری رات اسی طرح بسر ہوئی۔ صبح اذان کے وقت جناب سیٹھ عبد المنان مدراسی شہر سے تاج آباد حاضر ہو کر وہاں کے جھونپڑوں میں کچھ تلاش کرنے لگے۔ میں نے دریافت کیا عبد المنان میاں اتنے سویرے کیا تلاش کر رہے ہو تو جواب دیا۔ آج کوئی بزرگ تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا تمھیں کیسے معلوم ہوا۔ جواب دیا کہ آج مجھے

رات کو میں نے بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ مجھ سے فرمارہے ہیں کہ عبدالمنان جلدی تاج آباد آؤ دیکھو ہمارے ایک عظیم الشان مہمان تشریف لائے ہیں۔ فوراً آکر ان کا انتظام کرو۔ میں نے کہا ہاں ہمارے حضرت قبلہ پیر و مرشد تاج آباد آج شام کو تشریف لائے ہیں۔ عبدالمنان مدراسی نے آکر دیکھا تو فوراً پہچان گیا کہ انہیں کو باباحضور نے خواب میں دکھلایا ہے۔ دوڑ کر انھوں نے حضرت قبلہ کی قدمبوسی کی۔ حضرت قبلہ مراقب تھے۔ چونکہ حضرت قبلہ نے عبدالمنان مدراسی کی پیٹھ پہ اپنا دست شفقت رکھا اور بغیر کچھ کہے سنے فرمایا بھائی ہمارے ساتھ ۱۵۔۱۶ آدمی ہیں۔ آج مولی علی مشکل کشا کی تاریخ ہے۔ (اس روز ۱۲ شعبان تھی یہ باعتبار تاریخ کے ارشاد فرمایا ہے۔ ورنہ تاریخ شہادت مولی ۱۲ رمضان مبارک ہے) ۱۲ آدمیوں کا کھانا پکوالو۔ یہ سنکر عبدالمنان مدراسی ایک ہوٹل کی طرف انتظام کے لئے چل دیئے۔ پھر حضرت قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ جایئے دربار میں حاضری دیکر آیئے۔ میں حاضری دیکر آیا تو حضرت قبلہ کے بستر پر گلابی رنگ کا ایک اجمیری عمامہ پہلے ہی سے کھول کر رکھا ہوا ہے۔ مجھے دیکھ کر مجمع والوں سے فرمایا آؤ بھائی آؤ۔ حکم ہو گیا۔ بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ اب انہیں باندھ دو ماشاءاللہ ذرا غور فرمایئے۔ تاج الاولیا اپنے دربار میں حضرت قبلہ کی کیسی مہمان نوازی فرمارہے ہیں۔ پھر دوپہر میں مولا علی مشکلکشا کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ ہوئی۔ تقسیم لنگر کے بعد حضرت قبلہ مزار پاک پہ حاضر ہوئے اور پھر بھی بلائیو کہتے ہوئے شہر ناگپور کے لئے روانہ ہوگئے۔ میرے مدرسہ غوثیہ تاج العلوم میں آکر ٹھہرے تو میں نے اپنے بھائی علامہ ارشد القادری سلمہ کی خلافت کے لئے بھی عرض کیا تو فرمایا وہ دوسرے کام کے لئے ہیں۔ انہیں اپنے حال پہ چھوڑ دو۔ حضرت قبلہ دو سال متواتر ناگپور تشریف لائے اور ملا ایوڑا اور دھمتری ہوتے ہوئے رامپور واپس تشریف لے گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد میں مدرسہ سے برطرف ہوگیا اور وعظ کہنے کے لئے شولاپور کے جلسہ میں ہوتے ہوئے بمبئی پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ یہاں محترم حاجی احمد صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اپنا سامان رکھ کر میں فوراً ہی حاجی احمد صاحب کے مکان پر حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ حضرت قبلہ بھی مجھے دیکھ کر نہایت مسرور

مجھ سے سلسلہ کے جملہ حاضرین ۔ برادرم صوفی علاء الدین صاحب ۔ حاجی محمد صاحب ۔ صوفی منظور حسن صاحب، صوفی علی حسن، صوفی حکیم الدین صاحب ۔ صوفی عبدالسلام صاحب ۔ صوفی عبدالسلام چشتی والے وغیرہ وغیرہ ۔ یہ سبھی لوگ مجھ سے خوشی خوشی گلے ملنے لگے ۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کچھ سناؤ

بندہ جامی پیر شد ہم چوں غلاماں بر درت
رحم کن اے شاہ خوباں بر گدائے زار خویش

سناؤ میں نے سنانا شروع کیا ۔ ایک گھنٹہ تک حضرت قبلہ اور تمام حاضرین مجلس زار و قطار روتے رہے ۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا ۔ ارے بھائی اجمیر شریف کے لئے مولانا کا ٹکٹ کٹا لے لو حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق اجمیر شریف کے لئے میرا بھی ٹکٹ لے لیا گیا ۔ بحمدہ تعالیٰ آج تک میں اُس ٹکٹ پر ہوں ۔

جب بمبئی سے روانگی ہوئی تو احمد آباد اسٹیشن پر ہم لوگ اجمیر شریف کی گاڑی بدلنے کے لئے پلیٹ فارم پر اُتر رہے تھے ۔ جہاں نامعلوم ۲۰ ۔ ۲۵ آدمی اسٹیشن پر پھول کا ہار لئے ہماری گاڑی جس سے ہم لوگ اُتر رہے تھے ۔ اِدھر اُدھر ہار پھول لئے پھیرے لگاتے رہے ۔ جیسے وہ لوگ کسی کو تلاش کر رہے ہیں ۔ جب وہ آدمی ان لوگوں کو نہ ملا تو مجبور ہو کر حضرت قبلہ ہی کے گلے میں ہار ڈالنے لگے ۔ ہم لوگ یہ ماجرا دیکھ کر محو حیرت ہو گئے ۔ آخر یہ کون لوگ ہیں ۔ جنہیں ہم سے کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا ۔ مجھ سے نہیں رہا گیا تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دور لے جا کر دریافت کیا ۔ بھائی آپ لوگ کون ہیں ۔ کیا آپ لوگ حضرت قبلہ کو پہچانتے ہیں ۔ انہوں نے بہت آہستہ سے جواب دیا کہ سوائے میرے کوئی نہیں سن سکتا تھا ۔ کہا کہ اس گاڑی سے ہمارے پیر و مرشد تشریف لانے والے تھے ۔ ہم لوگ انہیں کے استقبال کے لئے ہار پھول لے کر آئے تھے ۔ مگر وہ نہیں آئے ۔ اس جملہ پر حضرت قبلہ جو بہت دور پر تشریف فرما تھے ہماری طرف مڑ کر فرمایا ۔ وہ آنے کیسے ہم جو آ رہے تھے ۔ ہمارے پیران عظام نے ان کا آنا رد کر دیا

پھر وہ لوگ مل ملا کر اپنے گھروں کو واپس ہوگئے۔ اجمیر شریف کی گاڑی شام کو جانے والی تھی۔ ہم لوگ
صبح ہی احمد آباد پہنچ گئے۔ اس لئے حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ آٹو رکشا لاؤ۔ حضرت موسیٰ سہاگ کے
آستانہ پر حاضری دینے چلیں گے ناشتہ دان ساتھ میں لے لو۔ حضرت قبلہ اور میں آٹو رکشا سے حضرت
موسیٰ سہاگ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے وہاں کے سجادہ نشین جو سہاگن معلوم ہو رہے
ہو رہے تھے۔ دس روپے کا نوٹ نذر کیا اور مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ حضرت موسیٰ سہاگ رحمتہ اللہ
علیہ کا ایک بعد دیگرے چار پانچ مزار بنا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانی حکومت کے وقت جب آپ کی ولایت آپ کی
کسی کرامت کی وجہ سے ظاہر ہوگئی تو بادشاہ وقت ملنے کو آیا تو آپ نے زمین کو حکم دیا کہ پھٹ جا آپ
اس میں کود پڑے۔ بادشاہ وقت بھی اس قبر میں آپ کے ساتھ کود پڑا۔ پھر آپ اس قبر سے نکل کر
بازو ہی میں پھر زمین کو حکم دیا پھٹ جا۔ اسی طرح چار یا پانچ جگہ ہوا۔ آخر میں آپ نے قبر کے اندر سے جلال
میں بادشاہ سے فرمایا۔ خبردار وہیں رہنا۔ بادشاہ آپ کے جلال سے سہم گیا۔ باہر ہی کھڑا رہ گیا۔ پھر آپ
نے زمین کو حکم دیا بند ہو جا۔ آپ کے حکم سے تمام قبریں بند ہوگئیں۔ آپ زندہ درگور قبر میں جلوہ فرما ہیں
بعد میں بادشاہ نے پانچ قبروں کے نشان بنا دیئے۔ آپ کی پانچوں قبور پر چادر چڑھی
رہتی ہے۔ اور ہر مزار پر ہری ہری چوڑیوں کا ڈھیر بھی رہتا ہے۔ حضرت قبلہ جیسے ہی مزار شریف کے
متصل دو زانوں ہو کر فاتحہ پڑھنے بیٹھے کہ ہوا کا ایک بگولہ آیا جس سے مزار شریف کی دو چوڑیاں حضرت
قبلہ کی گود میں آکر گریں۔ حضرت قبلہ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا مولانا حکم ہوگیا یہ دونوں
چوڑیاں ہمیں پہنا دو۔ گویا یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ سلسلۂ موسیٰ سہاگ کی سند بھی لئے جائنگے
پھر میں نے دونوں چوڑیاں حضرت قبلہ کے دونوں ہاتھوں میں پہنا دی۔ پھر حضرت قبلہ نے آٹو رکشا
والے سے فرمایا جاؤ وضو کر کے آؤ۔ تمہیں انہیں کے سلسلہ میں مرید کر دوں۔ حضرت قبلہ نے وہیں
بیٹھے بیٹھے آٹو رکشا والے کو مرید کیا اور دعا مانگ کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ واپسی میں ایک املی کے
درخت کے نیچے آٹو رکشا رکوایا اور رکشا والے سے فرمایا۔ کہیں ٹھنڈا پانی مل جائے تو لاؤ۔ اور مجھ سے

فرمایا ناشتدان کھولو میں نے ناشتدان کھولا تو اس میں بمبئی والے پراٹھے ٹھنڈی کی وجہ سے نرم نہیں تھے۔ تو مجھ سے فرمایا جاؤ محلہ میں سے ایک تازی روٹی کسی کے گھر سے مانگ کر لاؤ میں فوراً ہی قریب کے محلہ سے مانگ کر ایک تازی روٹی لایا تو حضرت قبلہ نے فرمایا لو ایک بات یہ رہ گئی تھی سو وہ بھی انہوں نے کرالی بے نوائی۔

اس روٹی میں سے ایک لقمہ کھایا اور پانی پی کر فرمایا بیٹا تو مرید ہو گیا۔ مگر تیری جورو تو رہ گئی اپنے گھر مجھے لے چل۔ تیرے بال بچوں کو بھی مرید بنا دوں پھر تو مجھے اسٹیشن پہنچا دینا اور مجھ سے فرمایا کہ مولانا اس کا پتہ لکھ لو تم کو کام دے گا۔ میں نے حضرت قبلہ کی کتاب نغماتِ سماع پر اس کا پتہ محمد یوسف آٹو رکشا والا محلہ غازی پیر احمد آباد لکھ لیا۔ پھر ہم لوگ محلہ غازی پیر پہنچے آٹو رکشا رکا تو حضرت قبلہ اتر کے بغیر کسی کے پوچھے ہوئے گلی در گلی ہوتے ہوئے اسکی کھولی میں پہنچ گئے۔ ایک انجان بزرگ کو دیکھ کر گھر میں سب کے سب گھبرا گئے حضرت قبلہ نے فرمایا۔ گھبرائیے مت تیرا آدمی مرید ہو چکا ہے۔ تجھے مرید بنانے آیا ہوں۔ سانس پر بہت زور ہے۔ پہلے بیٹھنے کی جگہ دے۔ آٹو رکشا والا ابھی باہر ہی اپنا رکشا سنبھال کر رکھنے میں مصروف ہے۔ اور حضرت قبلہ بغیر کسی کے بتائے اسکے گھر پہنچ گئے۔ اور سب کو وضو کرا کر مرید بنا لیا اس کے گھر اغل بغل والوں کو بلا کر مرید بنا لیا۔ حضرت قبلہ کی اس کرامت سے وہاں کے تمام لوگ متحیر تھے تھوڑی ہی دیر میں ایک ہجوم سا لگ گیا۔ پھر حضرت قبلہ وہاں سے اسٹیشن تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ مولانا تم نے چوڑی نہیں پہنی اور اپنا بایاں ہاتھ میری طرف بڑھا کر فرمایا تو اس میں سے نکال کر ایک چوڑی تم بھی پہن لو۔ میں نے حضرت قبلہ کے ہاتھ سے چوڑی نکال کر اپنے داہنے ہاتھ میں پہن لیا۔ اور اجمیر شریف کی گاڑی پر سوار ہو کر ہم لوگ اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔

راستہ میں کسی اسٹیشن پر ساتھیوں میں سے چند ساتھی حضرت قبلہ کے پاس سکنڈ کلاس میں آگئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا ارے بھائی کہیں ٹی ٹی نہ آجائے۔ تم لوگوں کا ٹکٹ تھرڈ کلاس کا ہے

پھر کیا ہوگا۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اُودے رام تی تی آئی۔ آ ہی گیا۔ اور آتے ہی دروازہ پر مبہوت ہو کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک کھڑے کھڑے حضرت کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا اور حضرت کے قدموں پر بے اختیار گر پڑا اور جیب سے پانچ روپے نکالکر نذر کیا اور کہنے لگا کہ حضور آج ہی رات کو میں نے آپکو خواب میں دیکھا ہے۔ اسی انداز میں جس طرح سے آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی آپکو غزل سُنا رہا ہے چنانچہ میں اس وقت حضرت قبلہ کو غزل سُنا بھی رہا تھا۔ پھر وہ اُودے رام وہاں سے اجمیر تک حضرت قبلہ کے ساتھ ہی رہا اور اجمیر شریف میں حضرت قبلہ کی قیام گاہ شاہ جی کی حویلی دیکھ کر اپنے محلہ میں تمام شرنار تھیوں سے کہا کہ آج اجمیر شریف میں ایک بہت بڑے گرو آئے ہوئے ہیں۔ چلو سب لوگ درشن کرلو اور ان کے چیلا بن جاؤ۔ شام کو مغرب بعد دو ڈھائی سو شرنارتھیوں کو جس میں عورت مرد سبھی تھے لے کر اودے رام حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ یہ یاد نہیں ان میں سے اس وقت کتنے شرنارتھی چیلا بنے۔ جب تک حضرت قبلہ اجمیر میں موجود رہے شرنارتھیوں کی آمد و رفت کا تانتا لگا رہا۔ پھر حضرت قبلہ حضور غریب نواز سے رخصت ہو کر آگرہ شریف سیّدنا اَبُوالعُلا کے دربار میں حاضر ہوئے پھر وہاں سے لکھنؤ شریف تشریف لائے اور عرس کے بعد لکھنؤ شریف سے بھینسوڑی شریف تشریف لائے اور یہاں گیارھویں شریف کا بہت بڑا اجتماع کیا۔ جس میں تمام وابستگان سلسلہ حاضر تھے۔ اس بہانے سے میری پہلے ہی بار بھینسوڑی شریف میں تمام وابستگان سلسلۂ عالیہ سے ملاقات ہو گئی۔

سِلسلۂ عالیہ کے مُختصر اذکار و اشغال

ذکر نفی و اثبات۔ لاالٰہ الّا اللہ کو ذکر نفی و اثبات کہتے ہیں۔ جسکے چار طریقے ہیں۔

اوّل قادریہ جلی۔ دوم ضربِ خفی۔ سویم پاس انفاس خفی چہارم حبس دم خفی

ذکر قادریہ جلی:۔ خدمت شیخ میں چار زانو بیٹھے اگر مرید شیخ کی خدمت میں حاضر نہیں ہے تو پھر شیخ

کو سامنے تصور کرے اور بلند آواز سے کہے حسبی ربی جل اللہ ما فی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ اگر مجلس
میں مرید زیادہ ہوں تو مرید حلقہ بنا کر بیٹھیں اور سب کے سب موزوں اور بلند آواز سے آواز ملا کر
ذکر کریں۔ جب ختم کریں باواز بلند درود شریف ملکر پڑھیں۔

ذکر ضرب خفی

ذاکر چار زانو قبلہ رخ ہو کر حضوری شیخ میں بیٹھے اگر مجلس میں شیخ حاضر نہ ہو
تو شیخ کا تصور کرے۔ اور بائیں گھٹنے کے نیچے جو رگ ہے جسکو رگ کیماس کہتے ہیں۔ اس کو اپنے
داہنے پاؤں کی دو بڑی انگلیوں سے مضبوط پکڑ لے مگر سیدھی رکھے اور دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر
رکھ کر اور سر کو بائیں طرف جھکا کر بائیں گھٹنے کے قریب لیجائے اور وہاں سے ضرب لا شروع کرے
پھر سر کو داہنے گھٹنے پر لائے اور وہاں سے الہ شروع کرے اور داہنے شانے پر ختم کر کے سر کو تھوڑا
سا پشت کی جانب خم کرے اور تصور کرے کہ ماسوا اللہ کے میں نے سب کی نفی کی اور وہاں سے لفظ
الا اللہ کہکر قلب پر زور سے ضرب لگائے اور تصور کرے کہ ہستی حق کا اثبات کیا اور آتش عشق الہی دل
میں بھڑکی یہ تو ذکر جلی ہوا اگر یہی ذکر خفی ہو نا افضل ہے۔ جو خیال سے دل ہی دل میں ذکر ہوتا ہے۔ زبان سے
تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ اس ذکر کو ذکر چہار ضربی کہتے ہیں۔ اس کے بائیں گھٹنے پر پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر دوسری
ضرب داہنے شانے پر تیسری ضرب اور قلب پر چوتھی ضرب ہوتی ہے۔ اس طرز عمل میں رمز یہ ہے کہ بائیں
گھٹنے پر خطرہ شیطانی اور داہنے گھٹنے پر خطرہ نفسانی داہنے شانے پر خطرہ ملکوتی اور قلب پر خطرہ رحمانی کے
مقامات ہیں۔ ذاکر نے پہلی تین ضربوں سے گویا ان تین خطروں کی نفی کی اور چوتھی ضرب سے خطرہ رحمانی
کو دل میں قائم کیا۔ رات کے وقت اسی حالت میں کہ معدہ نہ پر ہو نہ خالی جو شخص چلہ میں ہو اس کے لئے
دن رات برابر ہے۔ تاریک مقام ذکر کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

ذکر پاس انفاس خفی

جب سانس باہر آئے تب ذاکر تمام کائنات اور اپنے کو نفی کرے
اس وقت لا الہ دل سے کہے سانس باہر پھینکے اور جب سانس اندر

جائے (رب اللہ تعالیٰ کی ذاتِ حقیقی کو قائم اور باقی تصور کرکے اسکا قلب میں اثبات کرے تو اس وقت خیال کے زور سے قلب پر ضرب کرے اور سانس اندر کھینچے) سر یا اور کسی عضو کو نہ ہلائے یہ ذکر بھی خفی ہونا افضل ہے۔ تلفظ نہ ہونا چاہیئے۔ ذاکر ہمیشہ اس ذکر میں مشغول رہے۔ چلتے بیٹھتے سوتے کام کرتے۔ غرض کہ ہر وقت پاس انفاس کا ذکر جاری رکھے۔ ایکدم بھی اس سے خالی نہ رہے

مراقبہ عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں رقیب ہونا یعنی نگہبان ہونا۔ صوفیا کرام کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں غیر اللہ سے دل کو بچانا اور غیر اللہ کے جس قدر خطرات ہیں اس سب کو قلب سے دور کرنا۔

مراقبہ برزخ شیخ طالب بطریق نشست قرصا یعنی داہنے پشت پا کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھ کر بیٹھے آنکھیں بند کرے اور برزخ شیخ کو جسم حقیقی سمجھ کر یقین کرے صحیح ملاحظہ کے ساتھ مراقب رہے۔ اس وقت طالب کے قلب میں جو تجلی پیدا ہو اس کو وہاں قرار دے وہ صورت کبھی سامنے کبھی قلب کے اندر نظر آتے گی کبھی موجود ہوگی۔ کبھی غائب ہوجائے گی لیکن طالب کو چاہیئے کہ برزخ کو اپنے تصور سے ایک لحہ بھی اترنے نہ دے ہمیشہ برزخ شیخ ہی کو قائم رکھے۔ دوسری تجلیات کی طرف نہ متوجہ ہو۔

مراقبہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سالک اپنے سر کو لفظ محمد کے میم دھیان کرے۔ گردن سے کمر تک ح اور میم ثانی اور کمر سے نیچے کے دھڑ کو دال خیال کرے۔ لفظ محمد ہر انسان کی عین حقیقت ہے اور یہ بھی دھیان کرے کہ اسم میم ممی ہے اسمیں سالک اپنی ہستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی تصور کریگا۔ حضرت جامی کا ایک شعر ہے

محمد کش قلم چوں نامور ساخت ز میمش حلقہ کمر ساخت

حضرت قبلہ کے سات سلسلے ہیں جنہیں سے دو شائع کر رہا ہوں ابو العلائی نقشبندی سلسلہ کے شجرۂ مبارکہ کیلئے حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے یہ بھی منظوم ہو جاتا تو اچھا ہوتا لہٰذا اُسے منظوم کر کے پیش کر رہا ہوں دوسرا حسبی ربی جل اللہ اسکی صحیح اصلاح کر کے پیش کیا جا رہا ہے

۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلائیہ ۔ ۲۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ قلندریہ ۔ ۳۔ سلسلہ عالیہ فردوسیہ
۴۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ ۵۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ ۔ ۶۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ
۷۔ سلسلہ عالیہ قادریہ نعیمیہ

ان میں سے ایک شجرہ نقشبندیہ ابو العلائیہ منظوم دوسرا شجرہ قادریہ نعیمیہ حسبی ربی جل اللہ والی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظوم شجرۂ عالیہ ابو العلائیہ مہدویہ جہانگیریہ حسنیہ

یا مرے اللہ جملہ اولیاء کے واسطے	حاجتیں بر لا مری کل اولیاء کے واسطے
دامن اُمید بھر دے آس ہے تجھ سے لگی	شاہ فیض العارفین آسی پیا کے واسطے
ہم ہیں تیرے بندۂ عاجز دعائیں کر قبول	حضرت خواجہ حسن حاجت روا کے واسطے

روشنی شاہ عنایتؒ کی عنایت کر ہمیں — مہرِ عرفاں حضرت شاہ رضاؒ کے واسطے

مدعا یہ ہے کہ مل جائے حیات جاوداں — شاہ عبد الحیؒ مقبول الدعا کے واسطے

ہم کو اپنی بارگاہ خاص میں کر لے قبول — مخلص الرحماںؒ جہانگیر ہدیٰ کے واسطے

طالب امداد مشکل میں ہیں مشکل دور کر — شاہ امدادؒ علیؒ باصفا کے واسطے

ہم کو اپنے ذکر و فکر و شغل میں مصروف رکھ — شہ محمدؒ مہدیؒ نور الہدیٰ کے واسطے

نور ایماں سے منور کر ہمارے قلب کو — حضرت مظہر حسینؒ پر ضیا کے واسطے

فرحت قربت عطا کر دور کر دے فکر غیر — فرحت اللہؒ افتخار الاولیاء کے واسطے

دل ہمارے بادۂ انوار سے سرشار کر — شہ حسنؒ سرچشمہ نور و ضیا کے واسطے

التجا ہے نعمت دارین سے کر سرفراز — شاہ منعمؒ پاکباز و پارسا کے واسطے

بہر اسد اللہؒ ہم کو پنجۂ غم سے بچا — لطف کر فرہادؒ شیریں التجا کے واسطے

دوست ہیں تیرے محمدؒ ان کا شیدائی بنا — رفعتیں حاصل ہوں سید ابوالعلاؒ کے واسطے

شاہ عبد اللہؒ کا صدقہ ہمیں عابد بنا — قلب زندہ کر دے یحییٰؒ باصفا کے واسطے

بہر عبد الحقؒ ہمیں کر دے حقیقت آشنا — عبد مخلص کر عبیدؒ باحیا کے واسطے

جرم و عصیاں سے بچا یعقوب چرخیؒ کے طفیل — رحم کر خواجہ بزرگؒ باصفا کے واسطے

غم سے کر آزاد بہر حضرت شاہ کلالؒ — شاد رکھ بابا سماسیؒ پارسا کے واسطے

جذبۂ خواجہ علیؒ رامیتنی کر دے عطا | فغنوی محمودؒ مردِ باسخا کے واسطے
حضرت عارفؒ کے صدقے میں عطا کر معرفت | راہ دکھلا عبد خالقؒ رہنما کے واسطے
خواجہ یوسفؒ کی محبت دے زلیخا کی طرح | شادماں کر شیخ طوسیؒ پیشوا کے واسطے
ہیں ابو القاسمؒ کے خادم صاحب قسمت بنا | بوالحسنؒ خرقانی شیخ بے ریا کے واسطے
لوز عرفاں کر عطا ہم ہیں فدائے بایزیدؒ | حضرت جعفرؒ امام الاولیاء کے واسطے
نورِ چشم بوبکرؓ قاسمؒ کا تقویٰ کر عطا | حضرت سلمانؓ اہل مدعا کے واسطے

حضرت صدیقؓ کے دامن سے وابستہ ہیں ہم
بخش دے یا ربّ محمد مصطفیٰ کے واسطے

(از عزیزی محترم صوفی **شاطر حکیمی** کامٹوی ناگپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظوم شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ منعمیہ حسنیہ

مرشدِ اعظم افضل و برتر شاہِ ولایت سبحان اللہ
بحرِ شریعت چشمۂ رحمت عینِ حقیقت سبحان اللہ
حسبی ربّی جل اللہ . . . .

حسنی حسینی قرۃ العینی   شاہ حسن یا فرحتِ روحی
تم کو عطا مرشد کے کرم سے   شانِ فضیلت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

موسیٰ عمراں عیسیٰ دوراں   عقدہ کشائے سرِ نہاں
آقا میرے مولا میرے   حاجی عنایت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

صورتِ انساں سرِ یزداں   شاہ رضا جانانِ خوباں
عبدالحیٔ و مخلص رحماں   شمعِ ہدایت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

امداد علی مہدی و مظہر   حسن علی و منعم سرور
شاہ خلیل و سید ظفر   فخرِ امامت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

میر نظام الدین تقی ہیں   شاہ نصیر الدین ولی ہیں
محمود و فضل و قطبِ دیں   اہلِ بصیرت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

سید نجم الدین و مبارک   شاہ نظامِ اعلیٰ مسلک
شیخ شہاب الدین کا دامن   سایۂ رحمت سبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

غوثِ اعظم قطبِ دوراں　　شاہ سعید آئینۂ عرفاں
شیخِ ابوالحسن نورانی　　حُسنِ حقیقت سُبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

یوسف عزیز و رحیم ملت　　شبلی جنیدِ پاک طبیعت
سری سقطی حضرتِ کرخی　　دین کی عظمت سُبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

موسیٰ رضا و کاظم اکمل　　جعفر و باقر عابدِ افضل
شاہِ شہیداں حاملِ قرآں　　وارثِ جنت سُبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

عقدہ کشائے جن و انساں　　فاتحِ خیبر قوتِ یزداں
مشکل مشکل آساں آساں　　شانِ کرامت سُبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

والیِ امت شافعِ محشر　　نورِ مجسم افضل و اطہر
آپ کا در ہے ساقیِ کوثر　　چشمۂ رحمت سُبحان اللہ
حسبی ربی جل اللہ ....

۶۶
۹۲

قطعۂ تاریخ وصال حضرت قبلہ

امام الاولیاء امیر القلوب حضرت حاجی محمد حسن شاہ قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ

از حروفِ منقوطہ

۵۹ ——— ۶۱۹

واصلِ حق ہو گئے شاہِ زمن — خادمانِ دہر ہیں تصویرِ محن

مرثیہ خواں بلبلیں گُل سینہ چاک — ہو گیا ویراں تصوف کا چمن

صاحبِ اسرار شیدائے رسولؐ — عارفِ کامل فروغِ انجمن

ہائے اب ایسے کہاں دنیا میں لوگ — معرفت آگاہ جانِ پنجتن

مٹ گیا شاطر سرورِ زندگی

صدمۂ غم دے گئے دالاحسن

۷۹ ——— ۱۳ ھ

وابستۂ دامانِ فیض العارفین
صوفی زادہ شاطر حکیمی
کامٹی ضلع ناگپور

تاریخ وصال

شہید ملت عزیز الاولیاء حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ

صاحبِ فیض باعثِ برکت — جانبِ خلد ہو گئے رخصت
خواجۂ خواجگاں کے نورِ نظر — حاملِ دین و حامیٔ سنت
خدمتِ خلق آپ کا شیوہ — خیر خواہی تھی آپ کی عادت
شاد ہوتے تھے دیکھنے والے — اتنی پیاری تھی آپ کی صورت

دے گئے داغ وہ بھی اے شاطر

اے دریغا عزیزِ با حرمت

۱۹ ۶ ۱۷

قطعہ تاریخ طباعت
"چراغ ابو العلائی"

تصنیفِ لطیف حضرت فیض العارفین مولانا الحاج الشاہ صوفی قبلہ آسی دامت

ہمارے آقائے محترم کا — جو مرتبہ ہے بیاں کروں کیا
حضور نے خوب ذہن پایا — کتاب لکھی نہایت عمدہ
ہوئے ہیں تحریر جو حقائق — یہ فیض ہے ان کے سلسلے کا
فروغ اگر چاہتا ہے شاطر — یقین و ایماں کی انجمن کا

بصیرت افروز نور افشاں
"ابو العلائی چراغ" لے آ

۱۳ ھ ۹۶

از شاطر حکیمی کامٹھ الہ

حضرت قبلہ کے خلفاء کرام کی تعداد جہاں تک مجھے یاد آئے اپنی یادداشت کے مطابق درج ذیل ہے
...علاوہ بھی اور نام ہیں جو عجلت کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے ہیں لہٰذا ناظرین کرام از راہ کرم نوازی مجھے مطلع فرما...
تاکہ دوسرے ایڈیشن میں شائع کر دیئے جائیں ۔

حضرت قبلہ کے خلفاء کرام و سجادگان عظام کے اسماء گرامی

(حروف تہجی کے اعتبار سے تقدیم و تاخیر کا لحاظ رکھا گیا ہے)

نام	مقام	نام	مقام
...ا رشد صاحب علیہ الرحمۃ (سجادہ اول)	مرشد نگر بھینورکھی شریف	صوفی جلال الدین شاہ صاحب افغانی	افغانی
...ولی شہید ملت عبدالعزیز صاحب عزیز اولیاء علیہ الرحمۃ (سجادہ دوم)	مرشد نگر بھینورکھی شریف	صوفی چھیٹے میاں شاہ صاحب	بیلی
انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم	فریدپوری	صوفی چھیٹن شاہ صاحب مرحوم	لکھنوی
سلام احمد شاہ صاحب	آنولوی	صوفی چھوٹے میاں شاہ صاحب	بمبئے
ید ابرار حسین شاہ صاحب	فیروزآبادی	صوفی حشمت علی شاہ صاحب مرحوم	بریلوی
حافظ اسرار حسین شاہ صاحب	"	صوفی مولوی حبیب احمد شاہ صاحب مرحوم	...پوری
حافظ محمد اشفاق شاہ صاحب	"	صوفی حضور احمد شاہ صاحب	...تی
...محمد شاہ صاحب مرحوم	پیلی بھیتی	صوفی حسین احمد شاہ صاحب	...در گنجی
حسان الٰہی شاہ صاحب	"	صوفی حکیم الدین شاہ صاحب	فیروزآبادی
محمد احسان احمد شاہ صاحب مرحوم کیمپ والے	"	صوفی حامد حسین شاہ صاحب	بریلوی
...اسحاق شا... ...ب	آنولوی	صوفی مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب	سرحدی
... (...ے) مرحوم	علی گڑھی	صوفی راجہ محسن شاہ صاحب مرحوم	سکرمہ
...ب	پورن پوری	صوفی ...ا شاہ صاحب مرحوم	بریلوی
...شاہ صاحب	بمبئے	صوفی منشی راحت اللہ شاہ صاحب مرحوم	آنولوی
...شاہ صاحب	"	صوفی رضا شاہ صاحب مرحوم	"
ید افضال علی شاہ صاحب	"	صوفی حافظ محمد رفیع الدین شاہ صاحب	فتح گنج
لانا بشیر الدین شاہ صاحب بنگالی مرحوم	"	صوفی سعید مرتضٰی شاہ صاحب	برقاضی
...شو شاہ صاحب	گلبرگہ شریف	صوفی سکندر علی شاہ صاحب	پیلی بھیتی
...شمر شاہ صاحب گدائے حسنی	بدایونی	صوفی شمس الدین شاہ صاحب مرحوم	آنولوی
...ی محمد جمیل شاہ صاحب مستان	حمیرپوری	صوفی حافظ محمد شبیر شاہ صاحب	تلہری
جمیل شاہ صاحب عادی	آگروی	صوفی شمشاد علی شاہ صاحب	علی گڑھی
...ل احمد شاہ صاحب	بریلوی	صوفی قاری محمد شفیق شاہ صاحب	ڈونگر گڑھ
...سیمی کاٹھ... طالب الدین شاہ صاحب رومی	دوگوئی	صوفی محمد شجاع الدین شاہ صاحب	فتح پور سیکری

نام
صوفی محمد صغیر شاہ صاحب خفیہ
صوفی ظہور احمد شاہ صاحب
صوفی عبد المجید شاہ صاحب
صوفی علی بخش صاحب
صوفی حافظ عظمت اللہ شاہ صاحب مرف
صوفی حاجی عزیز اللہ شاہ صاحب
صوفی علاؤ الدین شاہ صاحب
صوفی عبد الرزاق شاہ صاحب
صوفی عبد المجید شاہ صاحب مرحوم
صوفی عبد العزیز بابا شاہ صاحب
صوفی عبد الغنی شاہ صاحب
صوفی حافظ محمد عمر شاہ صاحب
صوفی محمد عرفان شاہ صاحب
صوفی عبد الغنی شاہ صاحب کوثر
صوفی ڈاکٹر عبد الغفور شاہ صاحب
صوفی علی حسین شاہ صاحب
صوفی محمد عمر شاہ صاحب
صوفی عبد السلام شاہ صاحب (بیکو والے)
صوفی عبد الرحمٰن شاہ صاحب (برہانی ہوٹل)
صوفی عبد الخالق شاہ صاحب
صوفی عبد السبحان شاہ صاحب مرحوم
صوفی عبد القادر شاہ صاحب
صوفی عبد القادر صاحب اونٹ والے
صوفی عبد الرشید شاہ صاحب
صوفی عبد العزیز شاہ صاحب بابا
صوفی علی بخش شاہ صاحب مرحوم
صوفی حاجی عبد اللطیف شاہ صاحب
صوفی عبد اللطیف خاں شاہ صاحب
صوفی عبد الحمید شاہ صاحب ہیڈ کانسٹبل
صوفی مولوی غلام شاہ احمد صاحب عرف مولانا جی

مقام	نام
بارہ بنکی	صوفی محمد مرزا غنی بیگ شاہ صاحب
بیلی بھیت	صوفی غلام علی شاہ صاحب مرحوم
بمبئی	صوفی غریب اشرف شاہ صاحب
فتح گنجی	صوفی مولانا فیض العارفین غلام آسی پیا شاہ صاحب
فرید پوری	صوفی قربان علی شاہ صاحب
"	صوفی محمد کامل شاہ صاحب جہانگیر آبادی
آنولوی	صوفی میر ہاشم علی شاہ صاحب چھتری والے مرحوم
بیسلپوری	صوفی کبیر احمد شاہ صاحب نیازی
بیلی بھیت	صوفی محمد کامل شاہ صاحب
بارہ بنکی	صوفی منصور شاہ صاحب
روڑکی	صوفی حاجی منظور حسین شاہ صاحب
"	صوفی محبوب حسین شاہ صاحب مرحوم
چاند پوری	صوفی منصور الحسن شاہ صاحب
آگرہ	صوفی محمد شاہ صاحب (ذہنی چلہ)
فتح پور سیکری	صوفی محمد شاہ صاحب شکوہی تم حسنی
آنولوی	صوفی نقیب اشرف شاہ صاحب
بریلوی	صوفی ننھے شاہ صاحب مرحوم
امروہوی	صوفی ننھے شاہ صاحب چکی والے
بمبئی	صوفی نیاز محمد شاہ صاحب
بمبئی	صوفی نذر الحسن شاہ صاحب
	صوفی نور الدین شاہ صاحب
گلبرگہ شریف	صوفی ننھے شاہ صاحب چائے والے
	صوفی محمد نعیم شاہ صاحب (ٹکوٹ)
" بمبئی	صوفی حکیم ننھے شاہ صاحب چوڑی والے
دہلوی	صوفی نصرت علی شاہ صاحب
فتح گنج	صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب
مکی عرب	صوفی محمد یونس شاہ صاحب مرحوم
فرید پور	صوفی محمد یٰسین شاہ صادق صاحب
فیروز آباد	صوفی عبد الغنی شاہ صاحب مرحوم
آنولوی	صوفی سید مرتضیٰ شاہ صاحب

مقام
اجمیری
آگرہ
[illegible]
[illegible]
آنولوی
بیلی بھیت
"
[illegible]
بیلی بھیتی
فرید پوری
[illegible]
[illegible]
بمبئی
فرید پوری
بمبئی
[illegible]
آنولوی
بیلی بھیت
[illegible]
[illegible]
بمبئی
بیلی بھیت
بارہ بنکی
آگرہ
بمبئی
آنولوی
آگرہ
دہلوی
بیلی بھیت
بمبئی